www.novelsclubb.com
نفس
از قلم سمائکہ تنویر
IG / FB: NOVELSCLUBB

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

نفس

از قلم

سمائکہ تنویر

www.novelsclubb.com

ناول: نفس

قسط نمبر: 5

مصنفہ: سمائکہ تنویر

نہیں ڈر لگتا مجھے ان کانٹوں سے

پر ہاں پھولوں سے ڈرتا ہوں

چبھن دے جائے جو دل کو

ہاں ان باتوں سے ڈرتا ہوں

نیند بھی اب کہاں پسند مجھے

دیکھاتی جو ہے وہ جھوٹے خواب،

پر ہاں ان خوابوں سے ڈرتا ہوں

انا کا نہیں ہوں قائل میں

الفت ہے مجھے سب رشتوں سے

پر جو دل میں بغض رکھتے ہیں

www.novelsclubb.com

ہاں ان اپنوں سے ڈرتا ہوں

میں بندا ہوں خدا کا

اور اسی کا خوف ہے مجھ کو

جو ڈرتے ہی نہیں رب سے

میں ان بندوں سے ڈرتا ہوں

"لنڈن"

رات کا اندھیرا پنکھ پھلائے ایک بار پھر لنڈن کی ان سڑکوں کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔سٹریٹ لائٹس کی روشنی میں بس کچھ سڑکیں نمائیاں تھیں۔ لیکن ہم باہر کی خاموشی کو چھوڑ کر وہاں موجود اسی اینٹوں والی عمارت کے ایک سفید اور گلابی رنگ کے کمرے میں جھانکیں تو ہمیں دو افراد نظر آئیں گے۔ایک جو بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی،دائیں ہاتھ میں پکڑا موبائل کان سے لگائے وہ کسی سے زیر گفتگو تھی۔اور دوسری سامنے پڑے ڈریسنگ ٹیبل کی کرسی پہ بیٹھی مختلف قسم کی سکن کیئر پروڈکٹس لگا رہی تھی۔

"اب ابو کیسے ہیں امی ؟"امل کے ماتھے پہ پڑے بل نمایاں ہوئے۔وہ اضطراب میں لگاتار اپنا دائیاں پیر ہلا رہی تھی۔

"ٹھیک نہیں ہے بیٹا۔کل بھی انہیں سانس کی تکلیف ہو رہی تھی۔ابھی کچھ دنوں پہلے ڈاکٹر سے کچھ دوائیاں لائے تھے تو بس انہی پر گزارا چل رہا ہے۔"دوسری طرف رمشا شائزا اپنی بیٹی کو ان کے شوہر کی خراب پڑتی صحت سے اگاہ کر رہی تھیں۔

"آپ ابو کو زیادہ کام نہ کرنے دیا کریں۔وہ جب سے پاکستان گئے ہیں، میں نے کبھی انہیں گھر بیٹھے نہیں سنا۔"وہ دوسرے ہاتھ سے بیڈ شیٹ کے سرمئی اور سفید پھول دار پیٹرن پر انگلیاں پھیر رہی تھی۔

"میں تو کہتی رہتی ہوں بیٹا۔پر میری کہاں سنتے ہے وہ؟بس جب دیکھو کوئی نہ کوئی زمین دیکھنے جا رہے ہوتے ہیں۔"رمشا نے ہمیشہ کی طرح شائزا براہیم کی شکایت کی۔ ان کی صحت کو لے کر وہ خود بھی پریشان رہتیں۔جب سے وہ لوگ پاکستان آئے تھے، شائزا براہیم پہ کام کا بوجھ پہلے سے کئی زیادہ بڑھ گیا تھا۔انہوں نے ایک نئی ہاؤسنگ سکیم پہ انوسٹ کیا تھا اور اکثر سائٹ دیکھنے انہیں وہاں جانا پڑتا تھا۔

"چلیں میں خود بھی ابو کو کال کر کے کہوں گی۔ آپ زیادہ ٹینشن نہ لینا۔ پھر آپ کا اپنا بی پی ہائی ہو جاتا ہے۔" تسلی امیز جملے ہر بار کی طرح دہرائے۔

"ہاں تم ہی بات کرنا اب ان سے۔ ویسے بھی تمہیں بہت یاد کرتے ہیں وہ۔" ان کی بات پر امل افسردہ سا مسکرائی۔

"امل بیٹا۔۔۔" کچھ دیر کے توقف کے بعد رمشا نے عجیب سے لہجے میں پکارا۔

"جی؟"

"تم۔۔۔ تم ان آنے والی چھٹیوں میں پاکستان آجاؤ۔" وہ انکار کے ڈر سے ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی۔

ان کی التجا پر امل کے ہاتھوں کی حرکت تھم گئی، ہونٹ واہ ہوئے، لیکن کہنے کو کچھ نہ نکلا۔ رمشا بہت دیر اس کی خاموشی سنتی رہیں۔ جواب انہیں مل گیا تھا لیکن ایک بار پھر بولے بغیر نہ رہ سکیں۔

www.novelsclubb.com

"میں بس تمہیں بہت یاد کر رہی ہوں۔ شاید۔۔۔ شاید اب مجھے تمہارے بغیر رہنے کی عادت نہیں رہی۔ تم بے شک مت آؤ، اسے بس اپنی امی کی جز باتی خواہش سمجھو۔ میں کبھی تمہیں وہ کرنے کو نہیں کہوں گی جو تم نہیں چاہتی۔" وہ آخر میں بات ختم کر چکی تھیں۔ اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ سب سن لیتی تھیں۔ امل کی آنکھوں میں چبھن سی ہونے لگی۔

کیتھی سامنے بیٹھے شیشے سے اسے دیکھ رہی تھی۔ امل کی اچانک چپ اسے کھٹکی تھی، اس لئے ہاتھوں میں لوشن ملتے ہوئے اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ پھر اس کی ٹانگ پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا جھٹکا اور "" کیا ہوا؟" والی نظروں سے دیکھنے لگی۔ امل نے سر نفی میں ہلا کر اسے تسلی دی۔ اور ایک بار پھر اپنی امی سے گویا ہوئی۔

"مجھے بھی آپ لوگ بہت یاد آرہے ہیں امی۔" کہا گیا تو بس اتنا۔ کیتھی کی آنکھیں مسلسل اس پہ جمی رہیں۔ امل اپنی امی سے الوادائی کلمات کہہ کر اب موبائل سائڈ ٹیبل پر رکھ چکی تھی۔ پھر اسی طرح بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی رہی۔

"کیا ہوا ہے؟ انکل کی طبیعت زیادہ خراب ہے؟"

"ہاں شاید۔۔"

"آنٹی کیا کہہ رہی تھیں؟"

"یہ کہ میں انہیں یاد آرہی ہوں۔" امل اب سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ "کیتھی وہ مجھے پاکستان آنے کا کہہ رہی تھیں، لیکن پھر کہا وہ مجھے میری مرضی کے بغیر کبھی کچھ کرنے کو نہیں کہیں گی۔" وہ بے چین ہوئی۔

"لیکن آنٹی نے تو کہا تھا کہ جب تک تمہاری گریجویشن نہیں ہو جاتی تم بے شک پاکستان نہ آؤ۔"

"ہاں پر وہ بس چھٹیاں وہاں گزارنے کا کہہ رہی تھیں۔" امل کیتھی کو عجیب سی الجھن کا شکار لگی۔

www.novelsclubb.com

"تم جانا چاہتی ہو وہاں؟"

"پتہ نہیں۔"

"ایک بات پوچھوں؟" کیتھی اب اپنی ایکسرے کرتی نظروں سے اسے جانچ رہی تھی۔

"پوچھو۔"

تم پاکستان کیوں نہیں جانا چاہتی؟ تمہیں تو وہاں کا کچھ یاد بھی نہیں پھر یہ جھجھک کیوں؟" اس کا سوال غیر متوقع تھا۔ امل کے چہرے کی رنگت تبدیل ہوئی۔ وہ جب بولی تو آواز میں کچھ در آیا۔

"میں جب واپس جانے کا سوچتی ہوں تو مجھے ایک اندھی کھائی نظر آتی ہے۔ جہاں صرف اندھیرا ہے اور مجھے اس اندھیرے سے خوف آتا ہے کیتھی۔ جب آپ کی زندگی کا ایک بڑا حصہ آپ کی یاداشت سے محو ہو جائے تو ہر وہ چیز جو کبھی آپ سے جڑی تھی اس سے ڈر لگتا ہے۔" اس نے سانس بھرا۔

"میں جانا چاہوں بھی تو مجھے میرے اندر کا یہ ڈر روک دیتا ہے۔"

"کچھ خوف بے معنی ہوتے ہیں امل اور وہ تب تک آپ کا پیچھا نہیں چھوڑتے جب تک آپ ان کا سامنا نہ کر لو۔ تمہیں اس خوف کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کا سامنا کرنا ہو گا۔ اور یہ صرف تم کر سکتی ہو۔" اس کا ہاتھ تھامے نرمی سے دبا کر کہا۔ امل نے سر جھکا لیا۔

کیتھی اسے کچھ دیر ویسے ہی گم سم بیٹھے دیکھتی رہی۔ پھر اٹھ کر اپنا ڈریسنگ ٹیبل صاف کرنے لگی۔ لائٹ آف کر کے وہ جب امل کے ساتھ آ کر سونے کے لئے بیڈ پر لیٹی تو امل کو اسی طرح خاموشی پایا، جو گردن جھکائے اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔ چہرے پہ ابھی بھی ویسی ہی الجھن تھی۔

"وہ دونوں تم سے بہت پیار کرتے ہے امل۔ اور جب آپ سے پیار کرنے والے آپ کا انتظار کر رہے ہوں تو زیادہ سوچنا نہیں چاہئے۔"

کیتھی کی بات پر اس نے سر ہلکا سا اس کی جانب موڑا اور کھڑکی سے آتی ہلکی سی روشنی میں اس کا چہرہ واضح ہوا۔

"تم چلو گی؟" امل کے سوال پر وہ فوراً سے اٹھ بیٹھی۔

"تم مزاق کر رہی ہو؟" تحیر زدہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔"

"ظاہر ہے میں جاؤں گی۔" کیتھی نے اسے بہت زور سے گلے لگا کر چہکتے ہوئے کہا۔

امل اسے دیکھ ہنس پڑی۔

سونے سے پہلے اس نے آخری میسج اپنی ماں کو کیا تھا۔

"مجھے آپ کے ہاتھ کے دال چاول بہت یاد آرہے ہیں امی۔ سب سے پہلے میں وہ کھاؤں گی۔"

جواب اسی وقت آیا تھا۔ "اپنی بیٹی کے لئے کچھ بھی۔" امل نم آنکھوں سے مسکرائی۔ شاید کیتھی ٹھیک کہتی ہے۔ پیار کرنے والوں کو زیادہ انتظار نہیں کروایا جاتا۔ امل کو بھی اب انتظار کے اس لمبے سفر کو ختم کردینا چاہیئے۔

☆☆☆

"اسلام آباد"

ٹھنڈی ہواؤں نے ستمبر کو خوش آمدید کہا تھا۔ موسم آج بہت دنوں بعد جھلستی ہوئی دھوپ سے نکل کر خوش گوار ہوا تھا۔ گرمیاں اب اپنا سامان باندھ کر بس نکلنے ہی والی تھی۔ بالکل ملک ہاؤس کے اس ایک فرد کی طرح جو اپنے جانے کے بعد پیچھے ایک بار پھر گھر کو ویران کر گیا تھا۔

سلیم ملک کو واپس سعودی عرب گئے ہوئے آج چار دن گزر گئے تھے۔ان کے جاتے ہی سب لوگ پہلے کی طرح اپنی پرانی روٹین میں آ گئے تھے۔ لیکن اس بار وہ اپنے پیچھے ایک بھیانک طوفان چھوڑ گئے۔اور یہ اس طوفان سے پہلے کی خاموشی کا وقت تھا۔

"یار تم نے پھر میری گیٹی مار دی! اتنی مشکل سے تو میں باہر نکلا تھا۔" مصعب نے جھنجھلاہٹ سے اپنی پیلی گیٹی اٹھاتے ہوئے کہا جو ابھی آئرہ کی لال گیٹی کے ہاتھوں مری تھی۔

"گیٹی ہی ماری ہے۔ تم تو ایسے بول رہے جیسے تمہیں مار پیٹ کر گھر بھیجا ہو میں نے۔" آئرہ بھی اسے مزید چڑھاتے ہوئے بولی۔

وہ دونوں حلیمہ کے پورشن میں باہر لاونج میں بیٹھے لوڈو کھیل رہے تھے۔ہادی اور فصیح تایا ابو کے ساتھ کرکٹ کھیلنے سٹیڈیم گئے تھے۔ عنایا کے ٹیسٹ تھے تو وہ ان کی تیاری کر رہی تھی۔ پیچھے مصعب اور آئرہ بچے تو ان دونوں نے لوڈو کھیلنے کا سوچا جہاں کھیل سے زیادہ وہ دونوں آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

"بیٹا تم دیکھنا اب ایسا کم بیک کروں گا نہ میں۔" مصعب آستینیں اوپر چڑھاتے ہوئے جوش سے کہنے لگا۔ آئرہ کے چہرے پر بھی مقابل کو ہرانے والا جوش امڈ آیا۔

"آئرہ جاؤ یہ نیچے دادو کو دے آؤ۔" حلیمہ نے ان دونوں کے تگڑے مقابلے میں سفید جھنڈا لہراتے ہوئے اسے اٹھنے کا حکم دیا۔

"کیا یار ماما، ابھی تو مزہ آنا شروع ہوا تھا۔" وہ منہ بسورتی اپنی جگہ سے اٹھی اور ماں کے ہاتھ سے دہی بڑے کا پیالہ لیا۔

"تو میں نے کون سا کھیلنے سے منع کیا ہے۔ بس جا کر یہ دادو کو دے آؤ اور یاد سے پلیٹ واپس لانا۔ میرے آدھے سے زیادہ برتن ایسے ہی نیچے پڑے ہیں۔" ان کے چہرے پر ناپسندگی تھی۔

"میں نصرت تائی کو بولتی ہوں وہ باقی برتن بھی دے دیں۔" آئرہ نے بغور انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی فائدہ نہیں۔ انہیں ویسے بھی دوسروں کی چیزیں زیادہ پسند۔" وہ بول کر واپس کچن کی طرف چلی گئیں۔ آئرہ نے کچھ اچھنبے سے مصعب کو دیکھا۔

"یہ صرف مجھے لگ رہا ہے یا واقع ماما اور نصرت تائی کے بیچ کولڈ وار چل رہی ہے؟"

"جہاں تک میں نے دیکھا ہے، کچھ تو ہوا ہے دونوں کے درمیان۔" مصعب خود بھی یہ کچھ دنوں سے محسوس کر رہا تھا۔ خاص طور پر جب سے سلیم ملک واپس گئے تھے۔

"مطلب حلیمہ ورسز نصرت میچ شروع ہونے والا ہے۔" آئرہ شرارت سے بولی۔

اسے ویسے بھی ایسے چھوٹے موٹے جھگڑوں میں بڑا مزہ آتا تھا۔

"تم پہلے یہ نیچے دے کر آؤ تاکہ ہم اپنے میچ پر فوکس کریں۔" مصعب اسے جلدی جانے کا کہنے لگا۔ ابھی اس نے آئرہ کو ہرانہ بھی تو تھا۔

"ایک بھی گیٹی آگے پیچھے ہوئی تو میں یہی بورڈ تمہارے سر پر ماروں گی۔" آئرہ کی دھمکی کو مصعب نے کندھے اچکا کر جھٹک دیا اور ہاتھ کے اشارے سے اسے بھاگنے کو بولا۔ وہ بھی فوراً ہی نیچے سے ہو آئی۔ واپسی پر اس کے ہاتھ میں حلیمہ کے اور بھی برتن تھے جنہیں وہ باحفاظت اپنی ماں کے کچن تک پہنچا کر واپس آ گئی۔

"ویسے نصرت تائی کا منہ بھی ناراض محبوبہ کی طرح پھولا ہوا تھا۔ شاید معاملہ ابھی بھی گرم ہے۔" وہ بھی پورا جائزہ کر کے آئی تھی۔

"ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بڑوں کے مسئلے مجھے سمجھ نہیں آتے۔ ہم بچوں سے بھی زیادہ چھوٹی باتوں پر لڑتے ہے۔" مصعب کو کوئی دلچسپی نہیں تھی گھریلو لڑایوں میں۔ وہ جانتا تھا آج ناراض ہیں تو کل راضی بھی ہو جائیں گے۔ اب اسے کون بتائے کچھ ناراضگیاں رشتوں میں دراڑ کا کام کرتی ہیں۔ اور ایسی ہی ایک دراڑ اس گھر کے مکینوں کے دلوں میں بھی پڑ گئی تھی۔

"آئرہ کی بچی!! میری آخری گیٹی تھی۔" وہ خفا ہوا۔ اتنی مشکل سے وہ اس گیٹی کو گھر تک لایا تھا لیکن اندر جانے سے پہلے ہی آئرہ نے ایک بار پھر اس پر حملہ کیا تھا۔

"تو بھئی میری بھی ابھی دو گیٹیاں رہتی ہیں۔ اتنی آسانی سے جیتنے تو نہیں دوں گی میں تمہیں۔" ٹیک لگا کر اعلان کیا۔ چہرے پر مغرور مسکراہٹ تھی۔ جیسے اسے جیتنے سے زیادہ مصعب کو تنگ کرنے میں مزہ آرہا ہو۔

☆☆☆

ارحم کے اپارٹمنٹ میں تمام بتیاں بجھی ہوئی تھی سوائے اس کے کمرے کے جہاں وہ اور شاہ میر صبح سے بیٹھ کر اپنی اسائنمنٹ پر کام کر رہے تھے۔

"یار شام کے پانچ بج گئے ہیں لیکن مجھے اب تک کوئی اچھا مٹیریئل نہیں مل رہا اس ٹاپک سے ریلیٹڈ۔" شاہ میر نے تنگ آکر لیپ ٹیپ کو خود سے دور کرتے ہوئے شکایت کی۔ "مجھے لگتا ہے یہ سر کھڑوس جان بوجھ کر ہمیں ایسے ٹاپکس دیتے جن سے متعلق کہیں کچھ ہوتا ہی نہیں ہے۔"

"کھڑوس نہیں خضر نام ہے ان کا شامی۔ کبھی تو لوگوں کو ان کے اپنے نام سے بلا لیا کر۔" ارحم نے ساتھ بیٹھے اسے ٹوکا۔ پھر اپنی سکرین گلاسز اتار کر اپنی ناک کی ہڈی مسلنے لگا۔ "اور وہ ایسے ٹاپک اس لئے دیتے ہیں کہ تو اپنا دماغ استعمال کرے۔ بزنز کریئیٹیویٹی کا ہی دوسرا نام ہے۔ خود سے آئیڈیاز سوچ۔"

"میرا دماغ اس وقت گیا ہوا ہے تیل لینے۔ واپس آیا تو اسی تیل سے اس اسائنمنٹ کو آگ لگا دوں گا۔" وہ صبح سے اس لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھے بیٹھے اب تھک گیا تھا۔ آج وہ جم بھی نہیں جا سکا۔ کل یہ اسائنمنٹ جمع جو کروانی تھی۔ اس سر خروس کو تو اللہ پوچھے گا۔

"اچھا بریک لے لیتے ہیں تھوڑی دیر۔" ارحم نے خود بھی اپنا لیپ ٹاپ بند کر کے رکھ دیا تھا۔ تھکان تو اسے بھی ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں کچھ آرڈر کر رہا ہوں۔ بھوک سے برا حال ہو رہا ہے میرا۔" شاہ میر نے موبائل اٹھاتے ہوئے اسے اطلاع دی۔

"جو بھی منگوا رہا ہے میرے لئے بھی منگوا لے۔" ارحم بیڈ سے اترتے ہوئے بولا۔

اس کی آنکھیں جل رہی تھیں تو سوچا منہ دھو آئے۔

وہاں بیٹھا شاہ میر جب آرڈر دے چکا تو اپنا سوشل میڈیا سکرول کرنے لگا۔

تکریباً دو منٹ بعد ارحم واپس کمرے میں آیا تھا۔ شاہ میر بیڈ کے کونے پہ بیٹھا موبائل پہ کچھ دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ ارحم اس کے سامنے جا بیٹھا۔ ٹانگے سیدھی کیں اور پھر اسے دیکھتے ہوئے مسکراہٹ کی وجہ پوچھی۔

"خیریت ہے دوست؟ اتنا کیوں مسکرایا جا رہا ہے؟" وہ ساتھ ہی تھوڑا سا آگے کو جھکا کہ شاید جان سکے کہ آخر شاہ میر کیا دیکھ رہا تھا۔

"کچھ نہیں بس آئرہ کا ایک پرانا میسج پڑھ رہا تھا۔" شاہ میر اب جواب میں کچھ ٹائپ کرتے ہوئے بولا۔

"آئرہ؟ تیری اس سے بات ہوتی ہے؟" ارحم چاہتے ہوئے بھی اپنی حیرت نہیں چھپا سکا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں ایک بار شاید ہادی نے اس کے فون سے انسٹا گرام پہ ڈی ایم (Direct Message) کیا تھا، تب سے بس کبھی کبھی اس سے بھی بات ہو جاتی۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔ پھر شاید دوسری طرف سے کوئی میسج موصول ہوا تو ایک بار پھر مسکرانے لگا۔

"تو مطلب وہ تیرے میسج کا جواب دیتی ہے؟"

"نہیں تو کیا میں نے ابھی فارسی بولی تھی؟" شاہ میر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ ارحم کی نظریں یک ٹک اس کے موبائل سکرین پر تھیں۔

"تو کیا وہ بس تیرے ساتھ ایڈ ہے؟" وہ پتہ نہیں کیا جاننا چاہ رہا تھا۔

"نہیں حماد بھی اس کی فالو لسٹ میں ہے۔" شاہ میر نے آئرہ کی پروفائل کھول کر اب ارحم کو دیکھائی۔ ارحم کا چہرہ یکدم بجھ سا گیا۔ مطلب اس نے سب کو فالو کر لیا اسے چھوڑ کر۔ اسے کچھ بہت برا لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا؟ تیرا کیوں موڈ آف ہو رہا ہے؟"

"میرا؟ نہیں تو۔ میرا کیوں موڈ آف ہو گا۔" ارحم اسے نظرانداز کرتے ہوئے دوبارہ اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا۔

"ایک منٹ۔۔۔وہ تیرے پاس ایڈ نہیں ہے کیا؟"اچانک ہی شاہ میر کے ذہن میں جھماکہ ہوا۔اوراب جو شریر تاثراس کے چہرے پہ آیا تھاوہ دیکھنے والا تھا۔

"نہیں لیکن اس میں کون سی بڑی بات ؟اور ویسے بھی ہماری اتنی کوئی دوستی نہیں۔" وہ کوفت سے دانت بھینچ گیا۔

"اگر دوستی نہیں تواتنے مسئلے کیوں ہو رہے ہے تجھے ؟"اور شاہ میر اس کی اکتاہٹ کے پورے مزے لے رہا تھا۔

"مجھے کسی چیز سے کوئی مسئلہ نہیں۔اور تو مجھے کام کرنے دے گا یا نہیں۔خود تو کر نہیں رہا۔"ارحم لیپ ٹاپ دوبارہ کھولتے ہوئے بھڑکا۔شاہ میر تھوڑا کھسک کراس کے قریب آیا۔

"باتیں گھمانہ بہت اچھے سے آتا ہے تجھے۔وکالت ہی کرلیتا تو۔یہاں بزنس میں آکر ٹیلنٹ ہی ضائع کیا تونے۔"

"ہاں کاش وکالت ہی کی ہوتی، تجھ سے تو جان چھوٹ جاتی میری۔"سکرین گلاسز ایک بار پھر آنکھوں پہ لگاتے ہوئے،ماتھے پہ گرے بالوں کو پیچھے کیا۔

"پر ویسے مزاق کے علاوہ یار، تجھے بچپن میں کتنا شوق تھا وکالت کا۔ مجھے اب تک حیرت ہے کہ تو نے یہ سب چنا۔" اس کا اشارہ سامنے کھلی سکرین اور کتابوں کی طرف تھا۔

"دادی کی ہمیشہ سے خواہش تھی کہ میں اور حماد دونوں اسی فیلڈ میں آئیں۔ وہ چاہتی تھی ہم دادا ابو اور چاچو کی طرح فیملی بزنس کو آگے بڑھائیں، تو بس پھر ان کی بات کو نہ میں انکار کر سکا اور نہ ہی حماد۔"

"صفیہ دادی؟ مجھے لگا اسد انکل سے انسپائر ہوا ہو گا تو۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ صفیہ دادی کی وجہ سے آیا تو اس فیلڈ میں۔"

"اصل میں جب دادا ابو بیمار رہنے لگے تھے تو کچھ سال دادی نے ہی یہ سارا کام سنبھالا تھا۔ ہمیں چاچو نے بتایا تھا کہ کیسے انہیں بھی شروع کے دنوں میں کتنا کچھ سکھایا تھا دادی نے۔ اس لئے ہمیں لے کر بھی انہوں نے ہمیشہ یہی سوچا تھا کہ ہم مل کر فیملی بزنس کو آگے بڑھائیں گے۔"

ارحم کی باتوں سے شاہ میر کو واقع بہت حیرت ہوئی تھی۔ اس کا شاید بہت کم وقت گزرا تھا ان کے ساتھ اس لئے وہ انہیں اتنے اچھے سے نہیں جانتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پر تجھے یاد ہے بچپن میں ہم ہمیشہ وکالت کا ہی کھیل کھیلتے تھے۔ تو ہمیشہ وکیل بنتا تھا، ایمل جج بنتی تھی اور میں بچارہ ملزم جس کا قصور اسے خود بھی نہیں پتہ ہوتا تھا۔" شاہ میر کی بات پر ارحم کا قہقہ گونجا۔ اسے بھی وہ سب اچھے سے یاد تھا۔

"ہاں اور ایمل تجھے ہمیشہ جیل کی سزا سناتی تھی۔ میں جتنا مرضی دفاع کر لوں تیرا۔"

"وہ تو اس لئے کیونکہ میں بہانے سے اس کی فیورٹ چاکلیٹ کھا جاتا تھا اور وہ سارے بدلے مجھ سے ایسے لیتی تھی۔" شاہ میر کو ان دونوں کی ساری چھوٹی چھوٹی لڑائیاں یاد تھیں۔ ارحم کو لگا جیسے کل کی ہی بات ہو۔ جب وہ سب ساتھ تھے۔ خوش تھے۔

کمرے میں اچانک پرانی بچھڑی یادوں کا بوجھ بڑھنے لگا۔

"مجھے وہ بہت یاد آتی ہے شامی۔" ارحم نے اس کا ذکر چھیڑا تو شاہ میر خاموش ہو گیا۔ "میں جب بھی اسے سوچتا ہوں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ دل عجیب سے رنج کا شکار ہو جاتا ہے۔" آج کتنے وقت بعد وہ کسی سے اس کا ذکر کر رہا تھا۔ وہ جو اسے ہمیشہ تنہائی میں ستایا کرتی تھی۔

شاہ میر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ اپنے ہونے کا احساس دلایا۔ ارحم نے نرمی سے اسے دیکھا۔ "آج وہ ہوتی تو ہماری زندگیاں کتنی مختلف ہوتیں۔"

www.novelsclubb.com

"اگر آج وہ ہوتی تو مجھے اصل کا جیل بھیج چکی ہوتی۔" شاہ میر نے اس کے چہرے پہ آتی غم کی پڑ چھایاں ہٹانی چاہیں۔ارحم بمشکل مسکرایا۔

"تمہیں پتہ ہے وہ ہمیشہ مجھے کیا کہتی تھی؟"

ارحم کا ایسے کھل کر اس کا ذکر کرنے پہ شاہ میر کا دل چاہا اسے روکے۔نہ یاد کرنے دے وہ سب جس سے اسے دکھ کے سوا کچھ نہیں ملے گا لیکن پھر وہ خاموش رہا۔شاید اسی بہانے ارحم کا دل ہلکا ہو جائے۔شاید گزرے ہوئے کو یاد کرتے رہنا چاہئے۔اگر نہ کرو تو ایک سیاہ شگاف دل میں پلنے لگتا ہے جہاں کبھی ان کے ہونے کا احساس ہوا کرتا تھا۔ اور اس سے زیادہ تکلیف دہ اور کچھ نہیں ہوتا۔

"کیا؟" شاہ میر کی دھیمی سی آواز ابھری۔

www.novelsclubb.com

"کہ میرے ہوتے ہوئے اسے کبھی کچھ نہیں ہو سکتا۔" ارحم نے آنکھوں میں امید کے وہی دیّے جلائے کہا جیسے وہ کہتی تھی۔ لیکن پھر اچانک وہ دیّے بجھ گئے۔ان بادامی آنکھوں کی جوت بھی اور ارحم کے کندھے ڈھلک گئے۔شاہ میر دل گرفتگی کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پر وہ جھوٹ بولتی تھی شامی۔اپنے بھائی کے ہوتے ہوئے بھی اس نے سسائڈ کرنا صحیح سمجھا۔وہ جانتی تھی اس کا بھائی اسے نہیں بچا سکتا۔وہ کسی کو نہیں بچا سکتا بس مار۔۔۔" کہتے کہتے وہ یکدم خاموش ہو گیا۔شاہ میر نے اسے سینے پہ ہاتھ رکھتے دیکھا۔ جیسے ایک پل کے لئے وہاں درد اٹھا ہو۔

"ارحم؟" وہ فکر مند سا اس کی کمر سہلانے لگا۔"تو ٹھیک ہے؟"

ارحم نے تھوک نگلا۔پھر ایک لمبی سانس کھینچ کر اپنے جزبات قابو کئے۔

"ہاں وہ بس۔۔"اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔پھر اسے دیکھ کر مسکرانے کی کوشش کی جواب بھی اس کی کمر سہلا رہا تھا۔

"تو کیوں پریشان۔۔۔" ابھی وہ بات مکمل کرتا کہ شاہ میر کے موبائل کے چنگھارنے کی آواز آئی۔شاہ میر نے کال اٹھائی۔ڈلوری والا آ گیا تھا۔اس نے ایک فکر مند نگاہ ارحم پہ ڈالی اور پھر اٹھ کر باہر چلا گیا۔واپسی میں اس کے ہاتھ میں ایک بڑا پیکٹ تھا جس میں برگر اور فرائز تھے۔ساتھ ایک ڈرنک بھی۔کھانا دیکھ کر دونوں کی بھوک نے ایک بار پھر سر اٹھایا تھا۔

"چل چھوڑ سب کچھ، پہلے کھانے کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور پھر اس سر کھڑوس کا کام بھی کرنا ہے۔" شاہ میر نے دل ہی دل میں اس ڈیلیوری والے کا شکر ادا کیا۔ کم از کم اس کے آنے سے ارحم کا دھیان تو بھٹکا تھا، بے شک وہ جانتا تھا اس کے دل کا بوجھل پن ویسا ہی ہو گا۔

"ویسے تو ڈائٹ پر نہیں تھا؟" ارحم نے شاہ میر کو برگر کا ایک بڑا سا بائٹ لیتے ہوئے دیکھا تو پوچھ بیٹھا۔ ساتھ ہی فرائز کا پیکٹ ہاتھ میں لئے کھانے لگا۔ ٹھیک رہنے کی اداکاری وہ اب کافی اچھے سے کر لیتا تھا۔

"ڈائٹ پر تو میں ہمیشہ ہی رہتا ہوں لیکن کبھی کبھی ایکسٹرا کیلریز سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور ابھی جتنی کیلریز میری سر خروس نے برن کروائی ہیں، یہ چھوٹا سا برگر یا فرائز میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔" شاہ میر نے ساتھ ہی اپنی ڈرنک کھولی۔

"دعا کر یہ برگر فرائز تیری زندگی کے آخری برگر فرائز نہ ہوں، کیونکہ جس سپیڈ سے تو اسائمنٹ لکھ رہا ہے مجھے لگتا ہے سر خزر کل تیرا برگر بنا دیں گے اور ساتھ کیچ اپ بھی نہیں دیں گے۔" ارحم نے تنبیہ کی تو شاہ میر جلدی جلدی کھانا ختم کرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"اچھاڈراتو نہیں، لکھ رہاہوں۔"ارحم نے اسے دوبارہ لیپ ٹاپ کھولتے دیکھاتو زیر لب مسکرایا۔ پھراپنے بر گر پر فوکس کیااور آرام سکون سے کھانے لگا۔شاہ میر اسے کن اکھیوں سے دیکھ رہاتھاپر کہاکچھ نہیں۔وہاں اب پہلی والی مایوسی اور غم نہیں تھا۔ اس کے دل کواطمینان ہوا۔

☆☆☆

"لاہور"

رات کے دوبجے کاوقت تھاجب اسد مرزاکے تکیے کے ساتھ پڑاموبائل تھر تھرانے لگا۔اسد مرزانیند مین کسمسائے۔پہلی گھنٹی بج کر بند ہوگئی۔اورایک منٹ بعد موبائل پھر بجنے لگا۔گھنٹی کی مسلسل آواز نے انہیں نیند سے جگادیا۔تکیے کے پاس ہاتھ پھیرتے ہوئے انہوں نے موبائل اٹھایا۔زرد بلب کی مدھم روشنی میں اسد مرزانے کالر آئی ڈی دیکھی۔ سلیم ملک کالنگ۔اسد مرزانے وقت دیکھا۔رات کے دونج رہے تھے۔ وہ کچھ پریشان سے ہو کر بیٹھ گئے۔ سلیم کی کال؟وہ بھی اس وقت؟

"ہیلو؟"انہوں نے کال اٹھالی۔

"ہاں اسد؟ سوری یار پر تو سو رہا تھا کیا؟" سلیم ملک نے چھوٹتے ہی پوچھا تھا۔ اسد مرزا نے لمحے بھر کو کچھ الٹا کہنے کا سوچا لیکن پھر چپ رہے۔ نجانے آدھی رات کو سلیم ملک کو کیا ہوا تھا جو ایسے کال کی۔

"ہاں، تیری کال سے ہی آنکھ کھلی ہے۔ پر کیا ہوا؟ سب خیریت؟"

"نہیں دوست خیریت ہی تو نہیں ہے۔" وہ بے چینی سے بولے۔ یکدم نیند کے سارے آثار اسد مرزا کی آنکھوں سے غائب ہو چکے تھے۔

"کیوں، کیا ہوا ہے؟ تو ٹھیک ہے؟"

"ہاں میں تو ٹھیک ہوں پر یہاں بہت کچھ خراب ہے۔"

"سیدھی طرح بتا کیا ہوا ہے؟ یہ باتیں کیوں گھما رہا ہے؟" انہوں نے ایک ہاتھ سے اپنی کنپٹی مسلی۔ ایک تو آدھی رات کو جگا دیا اور اوپر سے گول گول باتیں کرتے ہوئے سلیم ملک انہیں بالکل اچھے نہیں لگ رہے تھے۔

"تیری اس سعودیہ والی برانچ میں بہت جھول ہیں اسد۔ مجھے آئے ہوئے دو ہفتے ہونے والے ہیں تو میں نے آتے ہی یہاں کے ایکسپورٹ سے متعلق ساری پرانی فائلز نکلوائی تھیں۔ اور جو مجھے ملا ہے اس حساب سے یہ کام بہت وقت سے چل رہا ہے۔"

"کیا کام؟ کون سے جھول؟ تو کیا کہہ رہا ہے۔" اسد مرزا جھنجھلائے۔ انہیں سلیم ملک کی کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ یہاں بہت غلط طریقوں سے مال ایکسپورٹ ہو رہا ہے۔ کمپنی والے کچھ پروڈکٹس کا HS کوڈ غلط دے رہیں۔ مہنگی چیز کو سستا دیکھا رہے ہیں تا کے کم ٹیکس لگے۔ اور کچھ جگہوں پر جھوٹی ایکسپورٹ دیکھا کر ریفنڈ لے رہے ہیں۔" وہ بہت تحمل سے بات کر رہے تھے لیکن آواز میں پریشانی گھلی ہوئی تھی۔

اسد مرزا نے ان کی بات پر خاموشی اوڑھ لی۔ سلیم ملک کو لگا ان کے دوست کو بھی ویسی ہی حیرت ہوئی ہو گی جیسے انہیں ہوئی تھی۔ اس لئے کچھ لمحے اسد مرزا کو اپنی بات پروسیس کرنے دی۔

www.novelsclubb.com

"تجھے یہ سب کب پتہ چلا؟" اسد مرزا نے دھیرے سے سوال کیا۔

"ابھی تو بتایا کہ میں نے پرانی کچھ فائلز منگوائی اور وہاں کا ڈیٹا دیکھا۔ بہت جگہوں پر ان وائس اور شپمنٹ کی ڈیٹیلز مختلف تھیں۔ پیمنٹس غیر واضح ذرائع سے آ رہی تھیں۔ کچھ شپمنٹ کے لئے ضروری اجازت موجود نہیں تھی۔ اور جب میں نے لاجسٹکس کا ڈیٹا دوبارہ چیک کیا تو سامان کا راستہ اور مقدار کاغذی ریکارڈ سے نہیں مل رہے تھے۔"

وہ بولنا شروع ہوئے تو بولتے ہی چلے گئے۔آخر میں ان کی آواز تھوڑی سی ہانپ گئی۔
لیکن اسد مرزا کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

"اسد تو سن رہا ہے میں کیا کہہ رہا ہوں؟"انہیں لگا شاید لائن کٹ گئی۔

"ہاں میں نے سنا بھی اور سمجھ بھی گیا۔اب تو ایک کام کر،گھر جا اور جا کر سو جا۔"

انہوں نے بہت رسان سے کہا اور خود بھی کال کاٹنے والے تھے۔

"یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟کیا تو ابھی بھی نیند میں ہے؟"انہیں خدشہ ہوا۔

"میں نے تجھے وہاں صرف سپروائز کرنے بھیجا تھا سلیم۔گھرے مردے اکھاڑنے نہیں۔تو ان چکروں میں مت پڑ۔"

سلیم ملک کو تو صحیح معنوں میں اب دھچکا لگا تھا۔"مجھے نہیں سمجھ آرہی تیری بات؟تو کہہ رہا ہے میں چپ رہ کر یہ سب دو نمبری ہونے دوں؟"شدید حیرت تھی۔

"میں بس کہہ رہا ہوں کہ جو ہو گیا اس کو لے کر نہ بیٹھ۔"

"اور جو ہو رہا ہے اس کا کیا؟"

اسد مرزا نے اب ناگواری سے موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا۔پھر ایک لمبی سانس خارج کی۔

www.novelsclubb.com

"میں بہت تھکا ہوا ہوں سلیم، ہم پھر کبھی بات کریں گے۔" انہوں نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر کال کاٹ دی تھی۔ پھر موبائل بیڈ پر پھینکا اور واپس لیٹ گئے۔ ذہن میں بہت سے خیالات جھکڑ کی صورت چل رہے تھے۔ نیند تو اب آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

دوسری طرف سلیم ملک آفس میں بیٹھے حیرت زدہ سے اپنی موبائل سکرین دیکھنے لگے۔ ماتھے پر بل تھے۔ سامنے کال ہسٹری میں اسد دوست نام جگمگا رہا تھا۔ انہوں نے بھی خفگی سے موبائل ٹیبل پر پٹکھا۔ پھر ایک نظر اپنے سامنے پھیلی مختلف فائلز سے نکلتے کاغذات دیکھے۔ یہ وہ کہاں پھس گئے تھے؟

☆☆☆

www.novelsclubb.com

"اسلام آباد"

رات کی سیاہی آہستہ آہستہ ہلکی نیلاہٹ میں بدلنے لگی تھی۔ سورج ابھی نہیں نکلا تھا۔ یہ صبح فجر کا وقت تھا۔ ملک ہاؤس کے آدھے مقین سوئے ہوئے تھے اور آدھے آذان ہوتے ہی فجر کی نماز کی تیاری میں لگ گئے تھے۔ حلیمہ صداقت نے بھی ابھی ہی فجر کی نماز ادا کی تھی اور اب وہ اپنے بچوں کے کمرے میں آئی تھیں۔

"آئرہ، ہادی، اٹھو جلدی سے۔ فجر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔" حلیمہ کی آواز ان دونوں کے کان کے پردوں سے ٹکرا کر واپس مڑ گئی۔

"بچوں! جلدی کرو۔" وہ پہلے آئرہ کی طرف آئی تھیں۔ اس کے کندھے کو ہلایا۔ آئرہ نے کروٹ بدلی۔

"ماما پلیز ابھی تو سوئی تھی میں۔" وہ نیند میں بڑبڑائی۔ آج اس کا پیپر تھا اور وہ تھوڑی دیر پہلے ہی پڑھتے پڑھتے سوئی تھی۔ ابھی کچھ گھنٹوں میں اسے پھر کالج کے لئے بھی اٹھنا ہو گا۔

"پڑھائی کے ساتھ اللہ کو بھی یاد کرنا چاہیے آئرہ۔ محنت اور دعائیں دونوں ضروری ہوتی ہے کامیابی کے لئے۔"

www.novelsclubb.com

"اچھا ماما ابھی تو سونے دیں۔ پڑھ لوں گی نماز۔" وہی چڑا ہوا لہجہ۔ حلیمہ کچھ دیر کے لئے اسے چھوڑ کر ہادی کی طرف آ گئیں جو گھوڑے گدھے بیچ کر آرام سے سو رہا تھا۔

"اٹھو ہادی بیٹا تم مسجد میں جا کر نماز پڑھ آؤ۔"

"جی ماما۔" وہ اسی طرح اوندھے منہ لیٹے ہوئے بولا۔

"ہادی۔" ایک اور پکار۔

دوسری طرف سے گھٹے ہوئے "ہوں" کی آواز آئی۔

"اٹھ بھی جاؤ۔"

لیکن حلیمہ صداقت کی دونوں اولادیں مجال ہے جو آرام سے ان کی بات سن لیں۔

انہیں ایسے دیکھ کر اب حلیمہ کو غصہ آنے لگا تھا۔

"آئرہ چپ چاپ اٹھ جاؤ۔ نماز کا وقت جا رہا ہے۔" وہ اسے اب پہلے سے زیادہ زور سے ہلا رہی تھیں۔ آئرہ منہ بناتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔

"یار ماما کیا ہے۔ اتنی مشکل سے تھوڑی دیر کے لئے سوئی تھی۔ اور نہیں ہو رہی نماز پڑھنے کی ہمت۔" وہ تنک کر بولی۔

"نماز ہمت دیکھ کر نہیں پڑھی جاتی آئرہ۔ فرض ہے یہ۔ فرائض میں کوتاہی نہیں کرتے، سخت عذاب ہے اس کا۔" انہوں نے آخر میں اسے ڈرانے کا سوچا کہ شاید خوف سے پڑھ لے۔

"ماما پر بے دلی سے پڑھی گئی نماز کا کیا فائدہ؟" وہ واپس لیٹتے ہوئے بولی۔ شاید یہ بہانہ کام کر جائے۔

"ان بند آنکھوں کے ساتھ واشروم تک جاکر وضوع کرنااور نیت کر کے جائے نماز پہ کھڑا ہونا بھی ابھی بہت ہے آئرہ۔ اللہ کو تمہارے دل سے پہلے تمہاری نیت اور کوشش چاہئے۔ تم پہلے یہ سارے فرائض تو ادا کرلو فائدہ اور نقصان بعد میں دیکھیں گے۔"

"اور اگر میری نماز قبول نہ ہوئی تو؟ پھر ایسے ہی اتنی ہمت کر کے اٹھنے سے کیا ملے گا؟" وہ آخر تک کوشش کر رہی تھی کہ کسی طرح یہ نماز ٹل جائے لیکن اسے کیا پتہ تھا کہ سامنے اس کی ماں تھی جن کے پاس اس کے ہر سوال کا جواب پہلے سے ہی موجود تھا۔

"ضرور قبول ہوگی۔ اللہ کو اپنے بندے کی وہ عبادت بہت پسند ہے جو وہ اپنے دل اور خواہش کو مار کر کرتا ہے۔ ابھی تم اگر اپنی نیند کو چھوڑ کر صرف اللہ کے لئے جائے نماز پر کھڑی ہوگی تو کیوں نہیں قبول ہوگی تمہاری نماز۔"

آئرہ نے تکلیے کے نیچے سے سر نکالا۔ پھر آنکھے کھول کر ماں کو دیکھا۔ آنکھوں میں سرخ لکیریں دوڑ رہی تھیں، رات دیر تک جاگنے کے باعث۔

"اچھا اٹھ گئی۔" وہ ہار مان چکی تھی۔ جانتی تھی حلیمہ اسے نہیں سونے دیں گی جب تک وہ پڑھ نہیں لیتی نماز۔ جوتے پہنتے ہوئے اس نے خود کو ہی کوسا کہ کیا ضرورت تھی اتنی بحث کرنے کی۔ اتنی دیر میں وہ نماز پڑھ کر دوبارہ سو چکی ہوتی۔

حلیمہ نے جب اسے واشروم جاتے دیکھا تو اب اپنے اگلے شکار کی طرف آئیں۔

"ہادی۔۔" ان کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ وہ بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"اٹھ گیا ہوں ماما۔ ویسے بھی ابھی جتنا بڑا لیکچر سنا ہے میں نے اس سے تو کوما میں گیا پیشنٹ بھی اٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دے۔" اس کی بات پر حلیمہ ہنس پڑی۔ پھر سر جھٹک کر اسے مسجد جانے کا کہا۔

اپنے دونوں بچوں کو نماز پر لگا کر اب وہ خود کچن میں آگئی تھیں۔ ابھی ان کے اور بھی بہت کام تھے۔

☆☆☆

گرلز کالج میں حسب معمول آج بھی بہت رش تھا۔ گیارہویں اور بارہویں جماعت کے پیپر چل رہے تھے۔ ابھی بارہ بجے ہی سب کا پیپر ختم ہوا تھا تو ٹولیوں کی صورت

www.novelsclubb.com

لڑکیاں ایگزیم ہال سے باہر نکل رہی تھیں۔ایسی ہی ایک ٹولی بیچ میں سامیہ، آئرہ اور ملیشا کی بھی تھی۔

"یار آج کا پیپر کتنا مشکل آیا تھا۔" سامیہ نے بسکٹ کے پیکٹ سے ایک بسکٹ نکالتے ہوئے منہ کے زاویئے بگاڑ کر کہا۔

"ہاں سچ میں۔کیمسٹری کے سر تو ہمیں آئنسٹائین کا رشتہ دار سمجھتے۔ہر بار اتنا مشکل پیپر بناتے کہ وہ بھی اپنی قبر میں لیٹ کر ہم پر افسوس کرتا ہوگا۔" ملیشا نے اس کے پیکٹ سے ایک بسکٹ نکالتے ہوئے اتفاق کیا۔آئرہ بس خاموشی سے ان کے ساتھ چل رہی تھی۔اس کے ہاتھ میں ایک جوس کا ڈبہ تھا جسے وہ اب ملیشا کو پکڑا چکی تھی۔وہ تینوں کندھوں پر بیگ لٹکائے گراؤنڈ میں بنی سیڑھیوں کی طرف آکر بیٹھ گئیں۔

"اب اگلا کم از کم آسان پیپر ہوگا۔" سامیہ نے خالی بسکٹ کا ریپر بیگ میں ڈالتے ہوئے لمبی آہ بھری۔ملیشا نے اسے جوس کا بھی خالی ڈبہ دیا۔

"میں کیا ڈسٹبن نظر آرہی ہوں؟" سامیہ نے گھور کر اسے دیکھا۔ملیشا کا چہرہ نقاب میں تھا لیکن اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ہاں ہمارا پرسنل ڈسٹبن۔"اس نے ایک بھنواچکائی۔آئرہ اپنی ہنسی دبا گئی۔سامیہ نے نظریں تیکھی کیں لیکن پھراس کے ہاتھ سے خالی ڈبہ لے کر اپنے بیگ میں ڈال دیااور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اچھاچلواب تم لوگوں کاپرسنل ڈسٹبن گھر جارہاہے۔پھراگلے پیپر میں ملاقات ہوگی۔"وہ باری باری دونوں کو ملتے ہوئے بولی۔آئرہ اور ملیشااسے جاتے ہوئے دیکھتے رہے جب تک وہ مین گیٹ عبور کرکے باہر نہیں چلی گئی۔

اس کے جاتے ہی دونوں کے درمیان خاموشی حائل ہوگئی۔ملیشانے آئرہ کوآج معمول کے خلاف خاموش دیکھا۔وہ کافی دیر سے چپ تھی۔بس وقتاًفووقتاًسر ہلادیتی یا کسی بات پر مسکرایاہنس دیتی۔

www.novelsclubb.com

"یہ آج ہمارے ریڈیو کی وائرنگ کیسے خراب ہوگئی؟"ملیشانے گھٹنے پہ بازور کھ کر، تھوڑی ہتھیلی پر ٹکائے،رخ آئرہ کی جانب موڑا۔

"میں بس کچھ سوچ رہی تھی۔"آئرہ مین گیٹ کے پاس لگے ہجوم کودیکھتے ہوئے بولی۔

"کیاکھچڑی پک رہی ہے تمہارے دماغ میں؟"

"نماز فرض کیوں ہے؟" آئرہ کا ذہن شاید صبح حلیمہ سے ہوئی گفتگو میں اٹکا تھا۔ وہ ویسے بھی چیزوں کو ضرورت سے زیادہ سوچتی تھی۔

ملیشا نے پلکے جھپکائیں جیسے بات کو جزب کیا ہو۔ پھر سیدھی ہوئی۔

"کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اس کا تحفہ ہے ہمارے لئے۔" وہ جان گئی تھی کہ اس گفتگو کا رخ کس طرف جا رہا ہے۔

"لیکن اگر نماز پڑھنے کا دل نہ ہو؟ اگر یہ تحفہ خوشی کے بجائے بوجھ بن جائے تو؟"

دھوپ کی کرنیں ان دونوں کی آنکھوں پر پڑ رہی تھیں۔ سبز اور شہد رنگ آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"اگر دل نہ بھی ہو تو بھی نماز فرض ہی رہتی ہے، کیونکہ فرض ہونا 'دل کی کیفیت' پر نہیں بلکہ 'اللہ کے حکم' پر ہوتا ہے۔ اور تحفہ اگر بوجھ لگنے لگے تب بھی وہ اس تحفے کی حقیقت کو نہیں بدلتا۔ تحفہ وہی رہتا ہے لیکن کبھی اگر دل تھکا ہوا ہو، بکھرا ہوا ہو، تو وہی چیز وزنی لگنے لگتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تحفہ برا ہے، مطلب یہ ہے کہ لینے والا اس وقت اسے صحیح کیفیت میں نہیں قبول کر رہا۔" اس کی بات مکمل ہوئی تو آئرہ نے سر کو ہلکی سی جنبش دی۔

"تو پھر انسان کیا کرے؟ کیسے کھڑا ہو اُس رب کے سامنے؟"

"بس سادگی سے۔ جیسے ایک چھوٹا بچہ کوئی حکم ماننے اپنے کسی بڑے کے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔ خاموش، تھوڑی سی بے دلی سے لیکن پھر بھی حاضر۔" وہ بول رہی تھی۔ اور آئرہ اسی خاموش بچے کی طرح اسے سن رہی تھی۔

"جب نماز میں کھڑے ہو تو بس یہ سوچو کہ میں آگئی ہوں، مشکل سے ہی صحیح پر میں آذان کی پکار پر آگئی۔ نماز کو دل لگنے کا انتظار نہ بناؤ بلکہ واپس جڑنے کا عمل سمجھو۔ تمہیں دل کو مجبور کرنے کے بجائے جسم کو حاضر رکھنا ہے۔ دل بعد میں آتا ہے۔"

"مجھے لگتا ہے میں جب جلدی میں اور بے دلی سے نماز پڑھتی ہوں تو اللہ میری نماز قبول نہیں کرتا ہوگا۔ وہ جلدی اور بے رغبتی سے کی گئی عبادت کیوں قبول کرے گا۔ لیکن میں اکثر ایسے ہی پڑھتی ہوں اس لئے سوچتی ہوں اگر ویسے بھی قبول نہیں ہو رہی تو پڑھنے کا کیا فائدہ۔ چھوڑ دیتی ہوں۔" اپنے خدشے زبان پر لانا آسان نہیں تھا۔ وہ کب دوسرے کے ذکر سے اپنا ذکر کرنا شروع ہوگئی تھی اسے پتہ ہی نہیں لگا۔ لیکن جو حقیقت تھی وہ اسے صرف ملیشا سے ہی کہہ سکتی تھی۔ جانتی تھی وہ اسے جج نہیں کرے گی۔ اس کے لئے کوئی بری رائے نہیں قائم کرے گی۔

"اللہ نماز کو 'مکمل دل لگنے' پر نہیں دیکھتا۔ اگر ایسا ہوتا تو اکثر لوگ نماز شروع ہی نہ کر پاتے۔ اسلام میں اصل چیز حکم ماننا اور کوشش جاری رکھنا ہے۔ جلدی یا بے رغبتی سے پڑھی گئی نماز بھی مکمل بے وقعت نہیں ہو جاتی۔ یہ سوچ کہ اگر دل نہیں لگا تو قبول ہی نہیں ہو گی، تو فائدہ کیا؟، یہ شیطان کا ایک وسوسہ ہوتا ہے جو انسان کو عبادت چھوڑنے کی طرف لے جاتا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ قبول کرنا اللہ کا معاملہ ہے۔ ہم پر فرض ہے پڑھنا، اور جہاں تک دل کی بات ہے تو اس کا آنا ایک سفر ہے کوئی شرط نہیں۔" ملیشا خاموش ہوئی تو اس نے آئرہ کے چہرے پر الجھن دیکھی۔ پھر ایک لمبی سانس خارج کی اور اپنا رخ پوری طرح اس طرف کیا۔

"دیکھو جیسے میں نے پہلے مثال دی کہ اگر کوئی بچہ تھکا ہوا ہو لیکن پھر بھی اپنے والدین کے پاس جائے ان کی بات سننے تو اس کی تھکن اس کی محبت کو ختم نہیں کرتی۔ اگر تم نماز چھوڑتی ہو تو نقصان یہ ہوتا ہے کہ رابطہ ٹوٹتا جاتا ہے۔ اگر تم بے دلی سے ہی صحیح پڑھتی رہو تو آہستہ آہستہ دل نرم ہونا شروع ہو ہی جاتا ہے۔" اس کی آواز کا جادو ہوا میں تحلیل ہوا تو سارے میں خاموشی چھا گئی۔ سامنے گراؤنڈ اور مین گیٹ کے پاس کا شور جیسے غائب ہو گیا تھا۔ آئرہ بلآخر ملیشا کو دیکھ کر مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہیں یہ سب کیسے پتہ؟" وہ ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر اس سے متاثر ہوئی تھی۔

اسے ملیشا سے سوال کرنا پسند تھا۔ اس کے جواب ہمیشہ آئرہ کے دل پر اثر کرتے تھے۔

"میں خود بھی اس سب سے گزری ہوں۔ یہ سوالات، یہ خدشات صرف تمہارے نہیں ہے۔ یہ میرے بھی تھے، بلکہ یہ ہر اس مسلمان کے ہوتے ہیں جو روز اللہ کی رضہ کے لئے اپنے نفس سے لڑتا ہے۔ اور ان کا جواب ڈھونڈنا کوئی مشکل کام نہیں۔ ہماری رہنمائی کے لئے تو اللہ نے خود اپنی کتاب بھیجی، اپنے پیغمبر بھیجے۔ اگر مسلمان بھٹک جائے تو اس کی رہنمائی کے لئے وسائل پہلے سے ہی موجود ہیں۔" اس نے آئرہ کو یاد دہانی کروائی۔ وہ جو ذرائع ہم ہمیشہ بھول جاتے ہیں۔ جن کے ہونے کے باوجود ہم ان کی طرف نہیں جاتے۔

"تم جانتی ہو تم نے کبھی مجھے یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ میرے سوال تمہیں تنگ کر رہے ہیں یا تم مجھے جج کر رہی ہو۔" آئرہ نے اسے دیکھ کر کہا۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے نظر سامنے چلتے لوگوں پر پڑی۔ "ویسے میری طرح ایسے کتنے لوگوں کے سوال ہوتے ہوں گے اور کتنے ہی لوگ اپنے خدشات صرف اس ڈر سے نہیں بتاتے ہوں گے کہ

www.novelsclubb.com

سامنے والا ان کے بارے میں کیا سوچے گا۔"آئرہ کو اپنی دوست کا ہونا ایک بہت بڑی نعمت لگا۔

"شاید ان لوگوں کے لئے بھی اللہ نے کوئی خلیل (قریبی دوست) بھیجا ہو ورنہ وہ خود تو سب کے لئے ہے ہی۔ ہر مسلمان کی زندگی میں ایک ایسا وقت آتا ہے جب اس کے ساتھ کوئی نہیں ہوتا۔اس کے اپنے بھی نہیں اور تب دنیا کے اس ہجوم اور شور سے دور اللہ ہوتا ہے۔اور وہی کافی ہوتا ہے۔"ملیشا نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔ جیسے وہ خود یہ لمحہ گزار آئی ہو۔

"فلحال تو مجھے اللہ نے ایک دوست دیا ہوا ہے اور میں ہمیشہ اس کی شکر گزار رہوں گی۔"آئرہ نے ملیشا کو زور سے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس دیں۔

www.novelsclubb.com

اس سے الگ ہوتے ہوئے آئرہ نے دل سے اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔اس کے رب نے ہمیشہ اسے اچھے دوستوں سے نوازا تھا۔ایک یہ اور ایک وہ جو اتنے سالوں بعد آج بھی اپنا مقام اس کے دل میں رکھتی تھی۔اور شاید ہمیشہ رکھے گی۔

"اچھا اب چھوڑو مجھے دیر ہو رہی ہے۔"ملیشا نے اٹھتے ہوئے کہا تھا۔ عین اسی وقت بیگ میں موجود آئرہ کا موبائل بھی تھرتھرایا۔شاید اسے بھی لینے آ گئے تھے۔

"تم پیار سے بھی کہہ سکتی تھی۔"آئرہ نے منہ بنایا۔ملیشا نے پیار سے اس کا گال تھپتھپایا۔

"آئرہ ڈارلنگ کیا مجھے اجازت ہے گھر جانے کی؟"ملیشا نے شیریں لہجے میں اس سے پوچھا۔

"جی آپ جاسکتی ہیں۔بلکہ میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں کیونکہ مجھے بھی میرے گھر والے یاد کر رہے ہیں۔"اس نے بیگ سے موبائل نکالتے ہوئے کہا جو مسلسل بج رہا تھا۔

"چلو پھر۔"ملیشا آئرہ کے کندھے میں بازو ڈالتے ہوئے بولی اور اب دونوں باہر کی طرف جا رہے تھے۔پیچھے سے ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھو تو رش کے بیچ میں سے رستہ بناتے ہوئے وہ دونوں اپنی ہی دنیا میں تھیں۔ایک حسین دنیا۔

☆☆☆

اب شام کے وقت موسم ٹھنڈا ہونے لگا تھا۔گرمیاں جا رہی تھی اور سردیوں نے فضا میں اپنی آمد کے جھنڈے گاڑھنا شروع کر دیئے تھے۔سورج غروب ہو گیا تھا لیکن اپنے پیچھے آسمان کو نارنجی اور گلابی رنگ میں ڈھال گیا تھا۔

ایسے میں اپارٹمنٹ کمپلیکس کے سامنے بنے پارک کی طرف آؤ تو وہاں ارحم کانوں میں ہینڈ فری ڈالے موبائل پینٹ کی جیب میں رکھے واک کر رہا تھا۔ سیاہ جینز پر سفید پولو شرٹ پہنے، اس کے بھورے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ آج کافی دنوں بعد یہاں اتنی فراغت سے واک کرنے نکلا تھا۔

"جی دادی میں ٹھیک ہوں۔" کانوں میں ایئر بڈز لگائے وہ صفیہ مرزا سے بات کر رہا تھا۔ اتنے دنوں سے وہ انہیں کال کرنے کا سوچ رہا تھا اور آج اس نے وقت نکال ہی لیا۔

"تم نے کب سے کال ہی نہیں کی تو مجھے فکر ہو رہی تھی تمہاری۔" وہ اب اس کا حال احوال پوچھنے کے بعد اپنی پریشانی ظاہر کرنے لگیں۔

"میں جانتا ہوں دادی لیکن یہاں بہت کام تھا۔ آپ تو جانتی ہیں تیسرا سال شروع ہونے والا ہے بی بی اے کا تو اب بس اسی وجہ سے پڑھائی اور کام میں مصروف رہتا ہوں۔"

"ہاں بیٹا میں جانتی ہوں۔ اچھی بات ہے تم پڑھائی پر فوکس کرو۔ میں تو اس حماد کو بھی کہتی رہتی ہوں لیکن پتہ نہیں اس لڑکے کے دماغ میں کیا چلتا رہتا ہے۔" حماد کی

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

شکایت پر ارحم کے ہونٹ ایک طرف سے اوپر کو اٹھے۔ حماد بھی ایسے ہی شکایت کرتا تھا جب دادی اسے زیادہ ٹوکتی تھیں۔

"آپ تو جانتی ہیں دادی وہ کتنا سمجھدار ہے۔اسے میری طرح کتابوں میں سر دے کر نہیں بیٹھنا پڑتا۔ وہ بہت جلدی چیزیں سمجھ جاتا ہے۔" اور یہی حقیقت تھی۔ جہاں ارحم محنتی تھا وہیں حماد اور شاہ میر لائق تھے۔ جو چیزیں یاد کرنے میں ارحم کو گھنٹوں لگانے پڑتے تھے وہیں وہ دونوں بہت جلدی کر لیتے تھے۔

"اچھا ٹھیک ہے میں اسے کچھ نہیں کہوں گی۔ ویسے بھی تمہاری شکایت اس سے کرنا یا اس کی تم سے کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم دونوں ایک دوسرے کا ہی جو ساتھ دو گے۔" وہ تھوڑا سا برا منا گئی تھیں۔ان کے دونوں پوتے کبھی ایک دوسرے کو لے کر کچھ برا نہیں سنتے تھے۔

"ارے میری پیاری دادی آپ کیوں ناراض ہو رہی ہیں۔اچھا چھوڑے آپ یہ بتائیں کہ آپ اپنا خیال رکھ رہی ہیں نا؟" وہ چلتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرا۔ پھر ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوتل سے ایک بڑا گھونٹ اندر اتا اور ایک بار پھر چل پڑا۔

"ہاں بچے میں تو اپنا پورا خیال رکھتی ہوں اور تم؟ ویسے ایک بات پوچھوں؟" وہ سوال پہ سوال کر گئیں۔

"جی میں بھی اپنا خیال رکھ رہا ہوں اور پوچھیں، کیا ہوا؟"

"تم ہشام سے ملے ہو اب تک ایک بھی بار؟" ان کے استفسار پر ارحم ٹھٹھکا۔ اسی پل پیچھے سے کوئی آ کر اس سے ٹکرایا تھا۔ ارحم کو جھٹکا سا لگا۔ کندھے پر ہاتھ رکھے اسے دیکھا۔ وہ ایک نوجوان لڑکا تھا جواب سر جھکائے ارحم سے معافی مانگ رہا تھا۔ ارحم نے سر کو ہلکا سا خم دیا جیسے معافی قبول کی ہو اور اب وہ لڑکا آگے چل پڑا۔

"ارحم؟" صفیہ کی آواز اس کی سماعت میں گونجی۔

"جی جی؟" وہ بھی اب دوبارہ چلنے لگا تھا۔

"میں نے پوچھا تمہاری کیا ہشام سے ملاقات ہوئی؟"

"نہیں۔" ایک لفظی جواب۔ اس کے سامنے اس پارک میں ہوئی ہشام سے پہلی ملاقات گھوم گئی۔ پھر اسے وہ سیمینار یاد آیا۔ اس نے سر جھٹکا۔ یہ سب وہ دادی کو نہیں بتا سکتا تھا۔ وہ پریشان ہو جائیں گیں۔

www.novelsclubb.com

"اچھا مجھے لگا شاید اس نے تم سے ملنے کی کوشش کی ہو۔ لیکن اچھی بات ہے جو وہ نہیں آیا۔اب اس کا تم سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔" ان کا لہجہ کرخت تھا۔ارحم نے ہمیشہ اپنی دادی کے منہ سے اپنے باپ کے لئے سخت الفاظ ہی سنے تھے۔ وہ جانتا تھا اس کی دادی ہشام مرزا سے نفرت کرتی ہیں۔ شاید ارحم سے بھی زیادہ۔

"ویسے تم دوبارہ لاہور کب آؤ گے؟" ارحم نے جب ہشام سے ان کا ذہن ہٹایا تو انہوں نے نیا سوال پوچھا۔

"پر میں ابھی تو آیا تھا دادی۔"

"ہاں پر میں اب چاہتی ہوں کہ تم پکا پکا واپس آجاؤ، ہم سب پہلے کی طرح یہاں رہیں۔ مجھے اسد کا یہ فیصلہ بالکل بھی نہیں پسند۔" وہ ہر بات دہرائی گئی بات دوبارہ دہرا رہی تھیں۔ارحم اب چل کر ایک بڑے درخت کے نیچے موجود بینچ پر آکر بیٹھ گیا۔آس پاس معمول سی گہما گہمی تھی۔

"لیکن میں اب ایسے ہی واپس نہیں آؤں گا دادی۔ چاچو چاہتے تھے میں اپنا نام بناؤں۔ اپنے پیروں پر کھڑا ہوں بغیر کسی سہارے کے تو اب میں یہی کروں گا۔"

"لیکن پھر حماد بھی تو یہیں ہے۔اسے تو نہیں بھیجا اسد نے۔"

www.novelsclubb.com

"حماد الگ ہے دادی۔اس میں بہت پوٹینشل ہے۔اسے سہاروں کی ویسے بھی ضرورت نہیں۔"اس نے گردن اٹھا کر اوپر دیکھا۔آسمان اب دھیرے دھیرے سیاہ ہوتا جا رہا تھا۔روشنی اپنا ٹھکانا چھوڑ چکی تھی۔

"اور تمہیں ہے؟"یہ ان کی پہلی بحث نہیں تھی۔صفیہ مرزا جانتی تھیں وہ اس کا ذہن نہیں بدل سکتیں لیکن ان کی کوشش جاری تھی۔

"تھی،مجھے ہمیشہ ضرورت رہی تھی دادی لیکن اب نہیں۔اب میں اپنے لئے خود کھڑا ہوں گا۔اور اگر آپ میری خوشی چاہتی ہیں تو آپ مجھے روکیں گی نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔"وہ ہار مان چکی تھیں۔"میں بس نہیں چاہتی وہاں رہ کر تمہیں ہشام بلیک میل کرے کسی بھی طرح۔تم چاہو تو میں اسد کو کہہ سکتی ہوں وہ تمہیں کہیں اور بھیج دے۔اس شہر،اس ملک سے دور۔"

"اب اس سب کی کوئی ضرورت نہیں ویسے بھی میں یہاں ایڈجسٹ ہو گیا ہوں اور شاہ میر بھی ہے یہاں۔آپ میری فکر نہ کیا کریں،میں اپنا خیال رکھ سکتا ہوں۔"ارحم جانتا تھا ان سب باتوں کی پیچھے صفیہ مرزا کی فکر چھپی تھی۔

www.novelsclubb.com

"چلو اگر تم کہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ میں اب اس موضوع پر کچھ نہیں کہوں گی۔ لیکن اگر کچھ بھی برا ہوا تمہارے ساتھ تو میں چپ نہیں رہوں گی ارحم۔ تم مجھے بہت عزیز ہو۔

"ان کے آخری فکرے پر ارحم مسکرایا۔ وہ جانتا تھا اس کی دادی سچ کہہ رہی ہیں۔ اپنے چاچو کے بعد انہوں نے ہمیشہ اسے سب سے اوپر رکھا تھا۔ اس کی خواہشات اس کی خوشی۔ ارحم کبھی انہیں تکلیف دینے کا نہیں سوچ سکتا تھا۔

"او کے دادی جان، جیسا آپ کہیں۔" دوسری طرف اس نے صفیہ مرزا کی دعائیں سنی جو وہ اسے دے رہی تھیں۔ پھر انہوں نے الوداعی کلمات کہہ کر کال کاٹ دی تھی۔ ارحم اسی طرح بینچ سے ٹیک لگائے بیٹھا رہا۔ پارک میں اب لیمپس کی روشنی جگمگا رہی تھی۔ رش کم ہونے لگا۔ بچے واپس گھروں کو جا رہے تھے۔ ان کے ماں باپ ان کا انتظار کر رہے ہوں گے لیکن ارحم وہیں بیٹھا رہا۔ اسے تھوڑی نہ گھر جانے کی جلدی تھی۔ بھلا اس کا بھی کوئی وہاں انتظار کر رہا تھا؟

☆☆☆

www.novelsclubb.com

وقت کی رفتار بہت تیز چل رہی تھی۔دن شام میں اور شام رات میں منٹوں کے حساب سے بدل رہے تھے۔اور اسی تیزی کے ساتھ ہماری دنیا بھی چل ہی رہی تھی۔ نہ وقت ٹھہرتا تھا اور نہ لوگ۔

دوپہر کے تین بج رہے تھے اور ہشام مرزا اپنے گھر میں موجود تھے۔ان کا یہ ایک کنال پہ بنا دو منزلہ گھر بے حد ستائش آمیز اور خوبصورت طریقے سے بنایا گیا تھا۔گھر کے بیرونی حصے میں سیاہ مین گیٹ کے پار ایک بڑا سا پورچ تھا جہاں سفید رنگ کی ہنڈائی ٹکسن اور سیاہ رنگ کی ٹویوٹا یارس کھڑی تھی۔

بھورے رنگ کے اندرونی گیٹ سے اندر داخل ہو تو سفید دیواریں اور بھوری ماربل کی ٹائلز سے سجی راہداری ملتی ہے۔وہاں سے گزر کر آگے بڑھو تو ایک آرائشی اور کشادہ لاونج نظر آئے گا۔فرش پر چمکتی ہوئی ماربل نما ٹائلز بچھی تھیں جبکہ چھت پر جدید طرز کی فالز سیلنگ نرم سنہری روشنی بکھیر رہی تھی۔ایک جانب بڑے شیشے کی کھڑکیاں تھیں جہاں سے دھوپ اندر اتر کر پورے لاؤنج کو روشن کر دیتی تھی۔

درمیان میں ہلکے سرمئی رنگ کا L-Shape صوفہ رکھا تھا جس کے گرد لکڑی اور شیشے سے بنی نفیس سینٹری ٹیبل موجود تھا۔دیوار پر ایک بڑی فیچر وال تھی جس پر

LED کے ساتھ آرائش پینلز اور نرم روشنیوں کا امتزاج کمرے کو شہانہ احساس دے رہا تھا۔

"تو بتائیں ہشام صاحب، آج کیسے یاد کیا مجھے ؟" زیان حیدر اس وقت ہشام اور فہد کے ساتھ صوفے پہ بیٹھا تھا۔ سامنے ٹیبل پہ کھانے کے چند لوازمات پڑے تھے۔ گہری خاکی رنگ کی جینز پہ سفید بٹن ڈاون شرٹ پہنے پینتیس سالہ زیان حیدر کے چمڑے کے جوتے چمک رہے تھے۔ ہاتھ میں بھوری رنگ کی گھڑی پہن رکھی تھی۔ سیاہ بال پیچھے کو سیٹ کئے تھے۔ اس کی پختہ رنگت اور تیز بھوری آنکھیں اس کی متین شخصیت کو مزید باوقار بناتی تھیں۔

"ہمیشہ کی طرح پہلے کام کی بات کرتے ہو زیان تم۔" ہشام مرزا نے چار کول رنگ کا نفیس سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔ وہ اور فہد تھوڑی دیر پہلے ہی آفس سے گھر آئے تھے۔ زیان حیدر کو انہوں نے کام کے سلسلے میں بلایا تھا۔ صوفے کے ایک حصے پہ وہ بیٹھے تھے اور دوسرے پہ ہشام اور فہد۔

"پیشہ ہی ایسا ہے سر، سیدھا کام کی بات نہ کروں تو کلائنٹ سمجھتے ہیں ہم وقت ضائع کرنے بیٹھے ہیں ان کا بھی اور اپنا بھی۔" زیان کی بھاری آواز اس کی شخصیت کی عکاسی

www.novelsclubb.com

کرتی تھی۔ہشام مرزا کے چہرے پہ آنے والی مسکان بے ساختہ تھی۔زیان حیدر ایک پرائویٹ کرمنل ایڈووکیٹ تھا۔ہشام مرزا سے اس کی ملاقات کافی آفیشل گیدرنگز میں براہ راست ہو چکی تھی۔ہشام کو ہمیشہ سے زیاان کا اپنے کام کو لے کر خلوص اور شخصیت نے کافی متاثر کیا تھا۔

"تم ضرور حیران ہوئے ہو گے جب میں نے تمہیں اپنے گھر آنے کا کہا تو۔" دونوں ہاتھوں سے اپنا کوٹ درست کرتے ہوئے وہ ٹانگ پہ ٹانگ ٹکا گئے۔

"حیران تو نہیں ہوا تھا لیکن آپ کی کال کی توقع نہیں کر رہا تھا۔"

"تم پہلے کچھ لو تو صحیح۔" اب انہوں نے کھانے کے لوازمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔زیان نے جوس کا ایک گلاس اٹھالیا۔زیادہ میٹھا اسے نہیں پسند تھا اور اس ٹیبل پہ ساری میٹھی اشیاء پڑی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"اب بتائیں ہشام صاحب، کیا خدمت کر سکتا ہوں میں آپ کی؟" متوازن لہجے میں استفسار کیا۔فہد جو کہ آف وائٹ پینٹ اور ہلکی نیلی رنگ کی شرٹ میں تھا بغور زیان کو جانچ رہا تھا۔اس کی گھڑی زیادہ چمک رہی تھی یا جوتے؟ سمجھنا مشکل تھا۔

"مجھے ایک پرانہ فیملی کیس کھلوانا ہے۔" چہرے پہ گہری سنجیدگی نے جگہ بنالی۔زیان کی آنکھوں میں اٹھتا سوال وہ پڑھ چکے تھے۔انہوں نے ساتھ بیٹھے فہد کو اشارہ کیا جو اپنی جگہ سے اٹھ کر لاؤنج سے باہر چلا گیا۔

زیان اپنے جوس کے گلاس کا آخری گھونٹ بھر رہا تھا جب فہد ہاتھ میں ایک فائل لئے واپس آیا۔اس نے فائل سیدھا زیان کو پکڑائی جواب گلاس ٹیبل پہ رکھ کر سیدھا ہو گیا۔ہاتھ بڑھا کر فہد سے فائل پکڑی۔فہد واپس اپنی جگہ پہ آبیٹھا۔

"یہ تین سال پرانہ ایک ہٹ اینڈ رن کیس ہے۔"ہشام مرزا اسے اگاہ کر رہے تھے جو اب دھیرے دھیرے فائل کے ورق پلٹنے لگا۔انہیں اسے مزید کچھ سمجھانے کی ضرورت نہیں پڑی،وہ جانتے تھے زیان کو جو جاننا تھا یہ فائل اسے بتادے گی۔

لاونج میں ان تینوں کی خاموش سانسوں کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں تھی۔فہد کی ایک نظر زیان پہ تھی جو بے تاثر چہرہ لئے فائل پڑھ رہا تھا۔کچھ دیر بعد اس نے گردن اٹھا کر ہشام مرزا کو دیکھا۔

"یہ میری بیوی سکینہ ارشد کی کیس فائل ہے۔"ان کے مطلع کرنے پہ زیان نے سر کو ہلکا سا خم دیا اور خاموشی سے فائل بند کر کے انہیں واپس پکڑائی۔

"یہاں جس نئے ثبوت کا ذکر ہے، کیا آپ مجھے اس کے بارے میں تفصیل سے بتا سکتے ہیں؟" دونوں ہاتھوں کو آپس میں پیوست کیے وہ اب تفصیل سننے کا منتظر تھا۔ ہشام اپنی جگہ پہ تھوڑا سا آگے کو جھکے، شرٹ کے اوپر کا بٹن کھولا اور زیان کو شروع سے لے کر اب تک اس کیس کے متعلق تمام جانکاری فراہم کی۔ اس پوری گفتگو کے دوران فہد نے محسوس کیا کہ زیان کے چہرے پہ کسی قسم کا کوئی تاثر نہیں ابھرا۔ وہ کسی بے حس مجسمے کی طرح سب سن رہا تھا۔ یہاں تک کہ بولتے بولتے ہشام کی آواز بھرا گئی لیکن زیان کی طرف سے سانس لینے کے علاوہ اور کوئی عمل ظاہر نہیں ہوا۔ وہ پلک بھی بہت کم جھپکتا تھا۔

"میں آپ سے صرف ایک اور سوال پوچھوں گا۔" جب ہشام مرزا خاموش ہوئے تو جواب میں اس کی میکانکی آواز گونجی۔ ہشام نے اسے ہاتھ کے اشارے سے بات جاری رکھنے کا کہا۔

"اتنے سال بعد اب کیوں؟"

ہشام مرزا نے ایک سرد سانس اندر اتاری جس سے ان کے تنے اعصاب ڈھلک گئے۔ دل میں ایک ہونک سی اٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اپنا گھر ایک بار پھر جوڑنے کے لئے جو میری بیوی کی موت کے بعد میرے اپنے ہاتھوں سے ٹوٹ گیا تھا۔" لاچارگی سے ان کی نظر اپنے ہاتھوں پہ گئی۔ انہیں ہاتھوں سے وہ اپنی بیوی کو اپنے گھر لائے تھے، انہیں میں انہوں نے اپنے بچوں کو کھیلایا تھا، اور آج یہی ہاتھ بالکل خالی رہ گئے تھے۔ ایک دم تنہا۔

"میں آپ کی فیلنگز کی قدر کرتا ہوں۔" جھوٹے کے چہرے پہ مصنوعی ہمدردی بھی نہ تھی۔ فہد کو اس کی بے باکی پہ حیرت ہوئی۔ "لیکن میں یہ کیس پروسیڈ کرنے سے پہلے آپ کو بتانا چاہوں گا کہ جہاں تک مجھے نظر آرہا ہے اس کیس سے کافی حد تک آپ کی جزباتی وابستگی ہے۔"

واہ کتنی گہری آبزرویشن کی تھی اس نے۔ فہد نے اسے دیکھتے ہوئے بے دھیانی میں سر جھٹکا۔ اسی پل زیان کی نظر اس پہ پڑی تو وہ گڑبڑا گیا۔ پھر مسکرانے کی کوشش کی۔ دوسری طرف نری بے زاری تھی۔

"تم جو کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو۔" ہشام مرزا کی آواز نے دونوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دیکھیں جو چیزیں آپ نے مجھے بتائیں ہے اس کے مطابق اس کیس کی حقیقت پوری طرح بدل رہی ہے۔اسے دوبارہ کھلوانے پر آپ کو انہیں چیزوں سے گزرنا پڑے گا جس سے آپ چند سال پہلے گزرے تھے۔آپ کے فیملی میمبرز کو کورٹ میں بلوایا جا سکتا ہے۔نئے سرے سے تحقیق شروع کی جائے گی۔آپ آج ایک فیمس نام ہیں، آپ کی ساکھ پہ اثر پر سکتا ہے۔پبلک اور میڈیا کو اس کیس کی بھنک پڑ سکتی ہے۔اور سب سے اہم بات، اگر جو اصل مجرم سامنے آیا تو کیا آپ اس کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہوں گے ؟" وہ بولتے بولتے خاموش ہوا تو ہشام مرزا اور فہد کے چہرے وہ نہیں تھے جن کے ساتھ وہ تھوڑی دیر پہلے بیٹھے تھے۔زیان انہیں ایک کڑوی حقیقت سے اگاہ کر رہ تھا۔

ہشام مرزا کے ذہن میں وہ تمام مناظر گھوم گئے جو انہیں آج بھی بری طرح ہانٹ کرتے ہیں۔وہ جانتے تھے یہ کیس کھلے گا تو بہت کچھ بدل سکتا ہے لیکن اگر انہوں نے یہ قدم نہ اٹھایا تو جو بگڑ گیا ہے وہ کبھی ٹھیک نہیں ہو سکے گا۔

"میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں۔" ایک طویل خاموشی کہ بعد انہوں نے کہنا شروع کیا۔ "پر میں فیصلہ کر چکا ہوں۔ اگر اپنے خاندان کو جوڑنے کے لئے مجھے اس کھائی میں دوبارہ بھی کودنا پڑے تو میں تیار ہوں۔" وہی مستعد لہجہ۔

"چلیں پھر میں اس کیس کی عرضی کورٹ میں دے دوں گا اور اپنی فیس تمام ڈیٹیلز کے ساتھ آپ کے پی اے کو میل کر دوں گا۔" اس نے آخری بات فہد کو دیکھ کر کہی جو اپنی جگہ چوکنا ہو گیا۔

"پر یاد رہے اکثر کورٹ کی طرف سے منظوری اتنی جلدی نہیں آتی۔ کبھی ہفتے، مہینے یا بہت ہی کم لیکن سال بھی لگ جاتے ہیں۔" ایک اور تنبیہہ کی۔

"سال ہوں یا مہینے، جب تک سچ سامنے نہیں آ جاتا میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔" حتمی جواب۔

"تو ٹھیک ہے، پھر دوبارہ ملاقات ہو گی۔ اب مجھے اجازت دیں۔" وہ اپنی جگا کھڑا ہو گیا۔ اسے دیکھ ہشام اور فہد بھی اپنی جگہ سے اٹھ گئے تھے۔ زیان نے آگے بڑھ کر ہشام سے مصاحفے کے لئے ہاتھ ملایا۔

"مجھے تمہاری قابلیت پہ پورا بھروسہ ہے زیان۔امید کرتا ہوں تمہارا انتخاب ایک درست فیصلہ ثابت ہوگا۔" اپنا بھاری ہاتھ زیان کے کندھے پہ رکھتے ہوئے اپنی توقعات کا بوجھ اس کے کندھے پہ ڈال دیا۔زیان کے کندھے مزید چوڑے ہو گئے۔یہ کوئی پہلا کیس نہیں تھا۔ 91% ون ریٹ کے ساتھ زیان کو ایسے بوجھوں کی عادت تھی۔اسے کبھی اپنی قابلیت ثابت کرنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔اتنی کم عمر میں اپنی ذہانت اور محنت کے بل بوتے پہ ہی وہ ایک مشہور اور ہائی پیڈ پرائویٹ کریمنل ایڈووکیٹ بنا تھا۔

"فہد جاؤ زیان کو باہر گاڑی تک چھوڑ کر آؤ۔" انہوں نے ساتھ کھڑے فہد کو تاقید کی۔ فہد خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا۔

وہ دونوں جب باہر نکلے تو ہشام واپس صوفے پہ بیٹھ گئے۔ساتھ ہی گھر کے خادم کو آواز لگائی۔اکالیس سالہ ارشد ندیم ان کی پکار پہ فوراً آ پہنچا تھا۔

"یہ ٹیبل صاف کروادیں۔" ہشام کے کہنے کی دیر تھی وہ "جی صاحب" کہتا کچن کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی فہد واپس لاؤنج میں داخل ہوا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سر آپ کو کیا یہ اکھڑ و مشینی آدمی ہی ملا تھا؟" فہد تپا ہوا اسا ان کے پاس آکر عین اس جگہ بیٹھا جہاں تھوڑی دیر پہلے زیان تشریف فرماں تھا۔

"کیا ہو گیا؟ کچھ کہا اس نے؟" ہشام کو فہد کا یہ رد عمل غیر لگا۔

"کچھ کہتا ہی تو نہیں ہے وہ۔بس گھورتا رہتا ہے جیسے میں نے اس کے دماغ کے پرزے نکال لئے ہوں۔" تپے ہوئے انداز میں پانی کا گلاس بھر کر ایک ہی سانس میں سارا پانی پی لیا۔اب کی بار ہشام محظوظ ہوئے۔ان کے اور فہد کے بیچ باس اور ورکر والا تعلق نہیں تھا۔ فہد ان کے ساتھ پچھلے چار سالوں سے کام کر رہا تھا۔جب وہ حادثہ ہوا تھا، اس دوران فہد نے انہیں کافی حد تک سپورٹ کیا تھا۔ہشام کے لئے وہ ایک دوست تھا، ایک بیٹا، ان کا سب سے وفادار ساتھی۔

www.novelsclubb.com

"وہ ایسا ہی ہے فہد۔اسے لوگوں سے نہیں اپنے کام سے مطلب ہے صرف اسی لئے تو میں نے اسے چنا ہے۔ایسے لوگ نہ کسی کے دباؤ میں آتے ہیں اور نہ ہی انہیں کسی سے کوئی غرض ہوتا ہے۔ان کا سارا فوکس اپنے کام پہ رہتا ہے بس۔اور وہ دل کا برا نہیں ہے، تم جلد ہی اس کے عادی ہو جاؤ گے۔" ان کی تسلی فہد پہ تھوڑی سی بھی اثر انداز نہیں ہوئی۔ عادت ہو ہی نہ جائے اس خلائی مخلوق کی اسے۔

"اچھا تم نے ایک کام کرنا ہے فہد۔" یکدم ان کی آواز میں گھمبیر گی گھل گئی۔ "یہ فائل اب تم نے ارحم کے گھر تک پہنچانی ہے۔" صوفے پہ پڑی فائل اٹھاتے ہوئے اسے تھمائی۔ فہد نے تعابداری سے سر جھکایا۔

"ہو جائے گا سر۔" زیان کا خیال ذہن سے جھٹکتے ہوئے اگاہ کیا۔ اتنی دیر میں ارشد اپنی بیٹی کے ساتھ واپس آیا۔ اب وہ دونوں برتن اٹھا رہے تھے ساتھ ہی ٹیبل چمکانے لگے۔ فہد نے بھی اس سے گھر جانے کی اجازت مانگی۔

جب وہ سب چلے گئے تو لاؤنج خالی رہ گیا۔ ہشام نے اپنے آس پاس نظر دوڑائی۔ جو گھر کبھی ان کی بیوی کی باتوں اور بچوں کے شور سے پر رونک رہتا تھا آج اس کی خاموشی انہیں کاٹ کھانے کو دوڑتی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

رات ایک بار پھر ملک ہاؤس پر اتری تھی۔ گھر میں اس وقت بہت کم بتیاں جل رہی تھی۔ ان میں سے ایک عابدہ محبوب کے کمرے کی بھی تھی۔ باہر کی خاموشی کو توڑتے ہوئے اس وقت عابدہ محبوب اور نصرت ماجد دونوں ان کے کمرے میں بیٹھی کسی موضوع پر بات کر رہی تھیں۔

"امی مجھے معاف کر دیں، میں نے بہت غلط طریقے سے بات چھیڑی تھی۔" عابدہ کمرے کے ایک طرف موجود کرسی پہ بیٹھی تھیں سامنے جائے نماز بچھی تھی اور ساتھ پڑے صوفے پہ نصرت تھی۔ان کا انداز تھکا ہوا اور بوجھل تھا۔ان کی رشتے والی بات کے بعد حلیمہ اور عابدہ دونوں اس سے کھچی کھچی تھیں۔

"مجھے خوشی ہے کہ تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہے۔" ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی جو وہ ہمیشہ اس وقت ذکر کرنے کے لئے رکھتی تھی۔انہوں نے اس دن کے بات سے نصرت سے اس موضوع پر بات نہیں کی تھی۔وہ جانتی تھی جب وقت صحیح ہو گا تو نصرت خود آکر بات کرے گی۔

"جی امی، میری غلطی تھی کہ میں نے آپ سے پہلے بات نہیں کی پر اب تو کر رہی ہوں ،اور معافی بھی مانگ رہی ہوں۔آپ سلیم بھائی اور حلیمہ سے بات کریں اب۔میرا انداز غلط تھا لیکن بات تو غلط نہیں تھی۔"

"بات صرف یہ نہیں ہے نصرت۔تمہارے اور حلیمہ کے تعلقات بھی کچھ خاص خوشگوار نہیں ہے۔میں بات کر بھی لوں تو مجھے نہیں لگتا وہ لوگ مانیں گے۔" عابدہ نے دوسرا موقف پیش کیا۔

"پر امی جی، آپ خود دیکھیں، کیا اس رشتے میں کوئی برائی ہے ؟ اچھا بھلا کماتا ہے میرا حسام اور شکل وصورت سے بھی کتنا پیارا ہے۔ میں چاہوں تو آج حسام کے لئے اچھی سے اچھی لڑکی ڈھونڈ لاؤں۔" انہوں نے ساتھ اپنے بیٹے کی تعریفوں کے پل باندھنا ضروری سمجھا۔ "لیکن میں کیا کروں، مجھے آئرہ حسام کے لئے بہت اچھی لگتی ہے۔ اور شاید حسام کو بھی وہ پسند ہے۔ تو آپ بتائیں کیا اس رشتے میں کوئی برائی ہے ؟"

"میرے حساب سے تو یہ ایک مناسب رشتہ ہے نصرت لیکن میں سلیم اور حلیمہ کی مرضی کے بغیر ان پر اپنا فیصلہ نہیں تھوپ سکتی۔" عابدہ محبوب گھر کی بڑی تھیں۔ اس گھر کے تمام فیصلوں میں ان کی رضامندی شامل ہوتی تھی لیکن انہوں نے کبھی اپنے بچوں کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کیا تھا۔ انہیں تو آئرہ اور حسام دونوں بہت عزیز تھے۔ اور ایسے انہیں تسلی بھی رہتی کہ آئرہ اپنے ہی گھر آتی لیکن وہ اس کے ماں باپ کی رضامندی کے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتی تھیں۔

"آپ ایک بار بات تو کر کے دیکھیں، سمجھائیں انہیں۔ مجھے پورا یقین ہے سلیم بھائی آپ کو انکار نہیں کریں گے۔" وہ پر امید تھیں۔ جانتی تھیں کہ عابدہ کے چاروں بچے اپنی ماں کو کبھی انکار نہیں کرتے۔

www.novelsclubb.com

"اور حلیمہ ؟ تم یہ مت بھولو کہ وہ حلیمہ کی بھی بیٹی ہے۔" عابدہ نے انہیں یاد دہانی کرائی۔

"سلیم بھائی اسے بھی منالیں گے۔ مجھے آپ پر پورا بھروسہ ہے امی۔" انہوں نے گرم جوشی سے عابدہ کا تسبیح والا ہاتھ تھاما۔ آنکھوں میں ایک نئ چمک نے سر اٹھایا تھا۔ وہ پہلے کب اپنے کسی فیصلے سے پیچھے ہٹی تھیں جواب ہٹ جاتی۔

نصرت کی باتوں نے عابدہ کو سوچنے پہ مجبور کر دیا۔ یہ کام اتنا آسان تھا نہیں جتنا نصرت نے سمجھا ہوا تھا۔ لیکن انہیں بھی اپنے بچوں پر پورا یقین تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ بات کریں گی تو سلیم ملک مان ہی جائیں گے۔ انہیں ویسے بھی اپنے بچوں پر بہت بھروسہ تھا، لیکن کیا اس بار ان کے بھروسے کا مان رکھا جائے گا؟

www.novelsclubb.com

☆☆☆

"لنڈن"

گرین وچ کی فضاؤں نے بارش کا روپ دھار لیا تھا۔ آسمان سیاہ بدلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور بارش اپنے عروج پر تھی۔ دن میں بھی شام یا رات کا گمان ہوتا تھا۔ ایسے میں بھیگی سڑکوں اور چھتری پکڑے چلتے ہوئے لوگوں کے بیچ سے رستہ بناتے ہوئے ایک

ریسٹورنٹ کی طرف بڑھو جو روڈ کے آخر میں بنا تھا تو اندر کھڑکی کے سامنے پڑے ایک میز کے اطراف پر دو افراد بیٹھے نظر آئیں گے۔

امل نے اس وقت ہلکے زیتونی رنگ کا حجاب اور اس کے ساتھ دھاری دار لمبی استینوں والی ڈھیلی قمیض پہن رکھی تھی۔ نیچے ہلکے نیلے رنگ کی فلئیرڈ ڈینم میکسی اسکرٹ تھی جس کے ساتھ سفید اسنیکرز زیب تن کئے ہوئے تھے۔

اس کے سامنے سکار سیاہ رنگ کی سادہ ٹی شرٹ کے اوپر گہرے رنگوں والی چیک دار اوپن شرٹ پہنے بیٹھا تھا، نیچے سرمئی رنگ کی ڈھیلی کارگو پینٹ کے ساتھ سیاہ اور سرمئی امتزاج والے اسنیکرز پہنے تھے۔ چہرہ ہمیشہ کی طرح سیاہ مفلر سے ڈھکا ہوا تھا۔

"لنڈن کی بارش اور کریسٹل کے ملنے کی زد، دونوں کا کوئی وقت نہیں ہوتا۔" سکار نے ہمیشہ کی طرح اپنے انگریزی ایکسنٹ کا استعمال کر کے اردو میں کہا۔ وہ الفاظ صحیح چنتا تھا لیکن ان کی ادائگی ٹھیک سے نہیں کر پاتا تھا۔ پر امل کے ساتھ وہ ان انگریزوں کی بیچ اردو میں ہی بات کرتا تھا۔

"جب کام ہو تب ہی ملتی ہوں، بغیر کسی کام کے مجھے کوئی شوق نہیں تمہارے منہ لگنے کا۔" وہ آج ضرورت سے زیادہ برے موڈ میں تھی۔ سکار کے لبوں پر محظوظ سی مسکراہٹ ابھری۔ لگتا ہے کریسٹل کے اوپر بھی کالے بادل چھائے تھے۔

"تمہاری وجہ سے میں اپنی مووی آدھے میں چھوڑ کر یہاں اس وقت بیٹھا ہوں۔ تھوڑا تو خیال کرو میرا۔" وہ اسے جتاتے ہوئے بولا۔ اور واقع سکار کے لئے اپنی مووی اور سنیکس ادھورے چھوڑ کر اس برستی بارش میں یہاں آنا آسان نہیں تھا۔ وہ تو ایسے موسم میں اپنے کمرے سے بھی باہر نہیں نکلتا تھا۔ لیکن کریسٹل کی مسلسل کالز اور میسجز نے اسے مجبور کیا۔

"اچھا پر میں نے تمہیں یہاں بلایا بھی تمہاری ہی وجہ سے ہے سکار۔" امل نے ہاتھ سے ویٹر کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کے بلاتے ہی ویٹر آ گیا تھا۔ وہ اب اسے اپنا آرڈر لکھوا رہی تھی۔ ایک موکا کولڈ کافی اور ایک ڈارک چاکلیٹ آئس کریم شیک۔

"تمہیں میرے ٹیسٹ کا کتنا خیال ہے کریسٹل۔" جب ویٹر چلا گیا تو سکار نے ایک ہتھیلی پہ ٹھوری ٹکائے امل سے کہا۔ اس کی بات پر امل نے آنکھیں گھمائیں۔ ہر بار خود آرڈر کرنے کے بعد اب بھی اس کے ٹیسٹ سے واقف نہ ہوتی کیا؟

"کام کی بات کریں؟" وہی لا تعلق سا لہجہ۔

"تو بولو پھر، آخر میری وجہ سے تم نے ہمیں یہاں کیوں بلایا ہے؟" وہ بھی قدرے سنجیدگی سے بولا۔ پہلے والا شوخ انداز دور جا سویا تھا۔

"تم نے مجھے لاسٹ میسج میں ایک ٹارگٹ کے بارے میں بتایا تھا، لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ کون ہے۔ اور تم اس کا کیسے استعمال کرنے والے ہو؟" امل ایسے سوال ہمیشہ اس سے سامنے ہی پوچھتی تھی۔ اورسکا کے آخری میسج کے بعد وہ کافی دنوں سے یہ جاننا چاہتی تھی۔

"آئی ایم سوری کریسٹل پر میں تمہیں یہ نہیں بتا سکتا۔ ابھی نہیں۔" سکار نے معاضرت خواہ انداز میں دونوں ہاتھ اوپر کئے۔ "پر تم مجھ پر بھروسہ رکھو۔ میں نے اس کام کی ذمہ داری اٹھائی ہے تو میں یہ کام پورا بھی کروں گا۔"

امل اسے دیکھ کر رہ گئی۔ کبھی کبھی وہ واقع اس شخص کو سمجھ نہیں پاتی تھی۔ کہنے کو وہ اس کی مدد کر رہا تھا، لیکن جتنی رازداری سے وہ کام کرتا تھا، امل کو اس پر شک ہونے لگتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا لیکن یہ تو بتا سکتے ہو نہ کہ میرے پیچھے کون پڑا ہے ؟اتنا تو پتا لگا ہی لیا ہو گا تم نے اب تک۔"اس کے استفسار پر سکار کے اندر کا شوخا آدمی ایک بار پھر جاگا تھا۔

"کتنے اچھے سے جان گئی ہو تم مجھے کریسٹل۔"اس نے شرارت سے ابرو اچکائی۔"اور ہاں تمہارا اندازہ درست ہے، میں اس شخص کے بہت قریب پہنچ گیا ہوں۔"

سکار نے بات مکمل کی تو اس وقت ویٹر بھی ان کا آرڈر لے کر وہاں پہنچ گیا تھا۔آئس کریم شیک امل نے اپنی طرف کیا اور کافی سکار نے اپنی طرف۔

"Anything Else Mam?"

ویٹر نے سوالیہ نگاہیں امل پر مرکوز کر لیں۔

"No, you can leave."

www.novelsclubb.com

جواب سکار کی طرف سے آیا تھا۔ویٹر نے ایک نظر اس مفلر میں چھپے چہرے کو دیکھا اور پھر ان گہری بھوری آنکھوں میں۔اور اگلے ہی پل وہ سر کے ہلکے خم کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔

"پھر بتاؤ مجھے وہ کون ہے۔"امل نے اپنے شیک کا ایک سپ لیتے ہوئے پوچھا۔کڑوی چاکلیٹ اور ٹھنڈی میٹھی آئسکریم نے حلق سے اندر جاتے ہی اسے سکون بخشا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں تمہیں کوئی ایک نام نہیں دے سکتا ابھی لیکن مجھے میرے ریکارڈز بار بار پاکستان کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ وہاں سے کوئی ہاتھ دھو کر تمہارے پیچھے پڑا ہے۔" اور یوں امل کا سارا سکون غرق ہو گیا تھا۔ اس بار اس کا حلق چاکلیٹ سے نہیں بلکہ سکار کی بات سے کڑوا ہوا تھا۔

"تمہارا اور پاکستان کا کیا کنیکشن ہے کریسٹل؟" سکار کے لہجے میں تشویش تھی۔ امل نے نظریں کھڑکی پہ پڑتی بوندوں پر جما لیں۔ وہ بوندیں جو گرتی اور پھر ایک دوسرے میں پیوست ہو کر غائب ہو جاتی تھیں۔ کاش وہ بھی ایسے غائب ہو سکتی۔

"کریسٹل؟" سکار کی آواز اسے خیالوں کی دنیا سے باہر لائی۔

"میرے والدین پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے ابو شائز ابراہیم پاکستان میں ایک رئیل اسٹیٹ ایجنٹ ہیں۔ میں اپنے ابو اور امی رمشا شائز کی اکلوتی اولاد ہوں۔ میں پاکستان میں ہی پلی بھری ہوں لیکن آج سے کچھ سال پہلے میں ایک حادثے کا شکار ہو ئی تھی جس سے میری یاداشت بری طرح متاثر ہو گئی۔ اور اس حادثے کے چھ مہینے بعد ہم ابو کے کام کے سلسلے میں لنڈن شفٹ ہو گئے تھے۔" امل نے ایک روبوٹ کی طرح اپنی ساری زندگی کی روداد اسے سنا دی تھی۔ "اس سے زیادہ میرا اور کوئی تعلق

نہیں وہاں سے۔"اس نے آخری فکرہ منہ میں ہی بڑبڑایا۔سکار تک اس کی آواز نہیں پہنچی تھی۔

"تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو کریسٹل۔اتنی سیدھی کہانی نہیں ہے تمہارا ماضی جتنا تم اسے بیان کر رہی ہو۔"سکار کو اس کی بات پہ تھوڑا سا بھی یقین نہیں تھا۔جن چہروں اور ناموں تک وہ پہنچا تھا امل کی وجہ سے،ان کا ذکر بھی نہیں کیا تھا اس نے۔

"میرا ماضی کوئی کہانی نہیں ہے سکار،یہ ایک دلدل ہے جس سے میں جتنا نکلنا چاہتی ہوں اتنا ہی دھستی جا رہی ہوں۔"اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی۔سامنے بیٹھا سکار ٹھنڈی کافی کے گھونٹ بھرتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ وہ جواب نہیں ہے کریسٹل جو میں سننا چاہتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"میں اس سے زیادہ تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔"

دونوں کے درمیان چند سانئے کے لئے خاموشی چھا گئی۔باہر یکدم بجلی کڑکی اور پھر زوردار بادل گرجنے کی آواز آئی۔

سکار نے ایک لمبی سانس خارج کی۔اب کی بار اس کا لہجہ کافی حد تک نرم تھا۔"تم جانتی ہو کریسٹل جب تک تم مجھے صحیح سے کچھ بتاؤ گی نہیں میں تمہاری زیادہ مدد نہیں کر سکوں گا۔"

"مجھے تمہاری زیادہ مدد چاہیئے بھی نہیں سکار۔بس اتنی کے جو کوئی بھی میرے پیچھے پڑا ہے وہ کبھی مجھ تک نہ پہنچ پائے۔تم اسے ڈراؤ،دھمکاؤ یا جو مرضی کرو پر میری جان چھڑوا دو۔"آخر میں آواز شکست خردہ تھی۔سکار نے بس سمجھ کر سر ہلا دیا۔وہ آخر اتنا تو اس لڑکی کے لئے کر ہی سکتا تھا۔بے شک کریسٹل اس کا کام آسان کر سکتی تھی اگر وہ اسے مزید اپنے ماضی کے بارے میں کچھ بتا دیتی لیکن وہ اسے فورس نہیں کر سکتا تھا۔ شاید وہ واقع اس دلدل سے نکلنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں کچھ دنوں تک پاکستان جا رہی ہوں۔"اس نے اپنے شیک کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے سکار پر جیسے دھماکہ کیا۔وہ جو خود بھی خاموشی سے اب اپنی کافی پی رہا تھا،امل کی بات پر اس کی کافی اتھر گئی۔اسے اچانک کھانسی کا ایک دوڑا پڑا۔

"کک۔۔۔کیا؟"ٹشو سے منہ پونچتے ہوئے وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں چھٹیاں گزارنے اپنے پیرنٹس کے پاس جا رہی ہوں پاکستان۔" اب کی بار نیلی آنکھیں گہری بھوری آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔ سکار ایک بار پھر کھانسا۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ پاکستان؟ تم جانتی ہو اس وقت تمہارا وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں ہے؟" اسے امل کی ذہنی حالت پر شک پڑا تھا۔ وہ جو اس ملک سے دور بھاگتی تھی وہ خود اپنی مرضی سے وہاں جا رہی تھی؟ وہ بھی اس وقت جب اس کی جان کو خطرہ تھا۔

"میرے ابو کی طبیعت بہت خراب ہے سکار، مجھے ان کے لئے وہاں جانا ہے۔"

"مجھے یہ بالکل درست فیصلہ نہیں لگ رہا امل۔" اس نے ساری گفتگو میں پہلی بار اس کا اصل نام پکارا تھا۔ اس کے چہرے سے پریشانی نمائیاں تھی۔ ہاں وہ اس کے لئے پریشان تھا۔ جسے بچانے کے لئے وہ اتنے جتن کر رہا تھا، وہ خود موت کے منہ میں ہاتھ ڈال رہی تھی۔

"کبھی کبھی غلط فیصلے بھی صحیح ثابت ہو جاتے ہیں زیویر سٹیفن۔" امل کی بات پہ سکار کا منہ کھل گیا۔ وہ اس کا اصل نام کیسے جانتی تھی؟ سکار نے تو اسے کبھی نہیں بتایا تھا۔

"تمہیں کیا لگا کہ صرف تم ہی میری پہچان سے واقف ہو؟" امل نے ابرو اچکائے بلکل ویسے جیسے شروع میں سکار نے اسے چھیڑا تھا۔

"شاید میں تمہیں ہلکے میں لے رہا تھا کریسٹل۔" وہ اب اس سے متاثر ہوا تھا۔ امل اتنی کمزور نہیں تھی جتنا ان کچھ دنوں میں وہ اسے لگنے لگی تھی۔ وہ بھول گیا تھا یہ وہی اٹھارہ سالہ لڑکی ہے جو اس بائیس سالہ ہیکر سے ڈیلنگز کرتی ہے۔

"لیکن مجھ سے وعدہ کرو وہاں جانے پر تم مجھے اپنی پل پل کی خبر دو گی اور تمہیں کبھی بھی کوئی بھی خطرہ محسوس ہو تو مجھے بتانا۔ باقی ملکوں سمیت پاکستان میں بھی میرے بہت سے ساتھی ہیں۔ تمہاری حفاظت میں ان کے ذمہ لگاؤں گا۔"

"مجھے باڈی گارڈز کی ضرورت نہیں ہے سکار۔" وہ اس کے اتنے سخت احتیاتی تدابیر پر الجھی تھی۔

"باڈی گارڈز نہیں بس ایک شخص جس کا کانٹیکٹ میں تمہیں بھیجوں گا۔ تم جب بھی خود کو خطرے میں پاؤ اس سے رابطہ کرنا۔"

امل کو یہ سب فضول لگ رہا تھا۔ وہ ویسے بھی کچھ دنوں کے لئے ہی وہاں جارہی تھی۔ لیکن سکار کے خدشے دور کرنے کے لئے اس نے اس کی بات مان لی۔ تھوڑی دیر میں ویٹر بل لے کر ان کے پاس آیا اور ہمیشہ کی طرح دونوں نے وہ بل آدھا بانٹا تھا۔

www.novelsclubb.com

باہر بارش اب بوندا باندی میں بدل گئی۔ امل اپنا بیگ اٹھائے کھڑی ہو گئی تھی۔ سکار کو ایک الوداعی سر کے خم سے نواز کر وہ اب باہر کی طرف بڑھنے لگی۔ پیچھے وہ بیٹھا مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔ نجانے کیوں لیکن اسے لگ رہا تھا کہ وہ کریسٹل کو آخری بار دیکھ رہا تھا۔ اور یہ خیال اسے بے چین کرنے کے لئے کافی تھا

☆☆☆

"اسلام آباد"

"بہت جلدی نہیں آ گئے تم؟" وہ کسی آندھی طوفان کی طرح گاڑی میں بیٹھی تھی۔ اور پھر زوردار جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ بند کیا۔ آواز پہ مصعب نے خشمگین نظروں سے اسے دیکھا۔

"جنگلی بلی اباسے پٹوانا ہے مجھے۔" اس کی بات پر آئرہ کے مزید تیور چڑھے۔ ایک تو وہ اتنی دیر سے اسے لینے آیا تھا اور اوپر سے اسے ہی سنا رہا تھا۔

"پورا کالج خالی ہو گیا ہے چھچھوندر اور تم اب آرہے ہو!" وہ تپی ہوئی تھی۔ مصعب نے بیچارگی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ وہ دیر سے آنا نہیں چاہتا تھا لیکن آج اس کی یونیورسٹی میں ایک فنکشن تھا جس وجہ سے اسے دیر ہو گئی تھی۔

"غلطی ہو گئی شہزادی صاحبہ ،اپنے اس نکارہ سپاہی کو معاف کر دیں۔آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔"مصعب نے مصنوعی تعبداری سے دل کے مکام پر ہاتھ رکھ کر سر جھکایا۔آئرہ کی خفگی کے اثرات زائل ہونے لگے۔اس نے تھکان سے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا لی۔

"اچھا خیر ہے اب چلو،ہادی کو بھی لینا ہے۔ویسے ہی دیر ہو رہی ہے۔"اس نے آنکھیں موند لیں۔ سلیم ملک کے جانے کے بعد اب پہلے کی طرح مصعب ہی آئرہ اور ہادی کو لینے آتا تھا کیونکہ ان کا کالج اور اسکول اس کے راستے میں پڑتا تھا۔عنایہ اور فصیح کو اکثر صالح یا حسام لے آیا کرتے تھے کیونکہ وہ دونوں ایک ہی جگہ پڑھتے تھے۔

"کیسا ہوا پیپر ؟"مصعب نے گاڑی میں بڑھتے سکوت کو توڑا۔

"آسان تھا۔لیکن سر کی مارکنگ سخت ہوتی ہے تو کچھ کہہ نہیں سکتی۔"اس نے گردن کھڑکی کی طرف موڑلی۔ باہر دھوپ تیز تھی لیکن اب پہلی والی گرمی نہیں رہی تھی۔

مصعب اب تیزی سے گاڑی بھگا رہا تھا۔آگے اس جنگلی بلی کا چھوٹا بھائی انتظار کر رہا ہو گا۔ وہ بہن کی طرح گاڑی کا دروازہ تو نہیں مارے گا لیکن اگر اسے بھوک لگی ہوئی تو مصعب کی آدھی جیب خرچ کا کھانا ضرور کھا جائے گا۔

www.novelsclubb.com

"آرام سے یار، ٹھوکنی ہے کیا گاڑی؟" مصعب کے تیز کٹ لینے پر آئرہ اپنی جگہ ہل کر رہ گئی۔

"سوری لیکن مجھے میری جیب خرچ بہت پیاری ہے۔" آئرہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔اور پھر کندھے اچکا کر واپس ٹیک لگالی۔ ٹھوکنی ہے تو ٹھوک دے۔ کون سا اس کی گاڑی تھی۔

تھوڑی دیر میں وہ دونوں ہادی کے اسکول کے مین گیٹ کے سامنے کھڑے تھے۔

وہاں رش ناہونے کے برابر تھا۔شاید چھٹی کو اچھا خاصہ وقت گزر گیا تھا۔

"یہ ہادی کہاں ہے؟" مصعب نے آس پاس نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا۔ہادی کہیں دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"اسکول کی پچھلی طرف لے کر چلو ذرا۔" آئرہ نے کسی خیال کے تحت اسے کہا۔

مصعب نے خاموشی سے گاڑی اسکول کے پچھلی جانب بڑھادی۔ وہاں پہنچتے ہی تھوڑے فاصلے میں انہیں ہادی نظر آیا تھا۔ لیکن وہ اکیلا نہیں تھا۔

"یہ کن لڑکوں کے ساتھ کھڑا ہوا ہے؟" مصعب کو تشویش ہوئی۔ہادی کے پاس اس وقت ایک اس کا ہم عمر لڑکا تھا اور دو اس سے کافی بڑے لڑکے کھڑے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"اپنی ٹولی کے ساتھ اور کس کے ساتھ۔" آئرہ سر جھٹکتی ہوئی گاڑی سے نکلی۔ مصعب بھی اس کے پیچھے گاڑی سے نکلا۔

"لگتا ہے تمہیں لینے آ گئے چھوٹے دوست۔" سب سے پہلے ان پر شاہ میر کی نظر پڑی جو اسی سمت کھڑا ہوا تھا۔ اس کی آواز پر وہ سب اس جانب دیکھنے لگے۔

"فائنلی تم لوگ آ گئے۔" ہادی ان سب سے نکل کر مصعب کے پاس جا کھڑا ہوا۔ "مصعب ان سے ملو یہ میرے دوست ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر ان سب کے قریب لے آیا تھا۔

"یہ سمیر ہے میرا کلاس فیلو۔ اور یہ ساتھ ان کا بڑا بھائی شاہ میر فرقان۔" مصعب نے پہلے سمیر کو سلام کیا اور پھر ساتھ کھڑے شاہ میر کو۔ اور تبھی اس کی نظر شاہ میر کے ساتھ کھڑے لڑکے پہ پڑی۔

"یہ ارحم بھائی ہیں میرے اور شامی بھائی کے بیسٹ فرینڈ۔" ہادی نے آخر میں ارحم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے آگاہ کیا۔ مصعب نے اسے بھی سلام کیا اور پھر کچھ نا سمجھی سے آئرہ کو دیکھا جو ہاتھ باندھے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم انہیں جانتی ہو؟" اس نے آئرہ سے سرگوشی میں پوچھا۔ آئرہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہمیں بھی تو متعارف کرواؤ۔" شاہ میر ان دونوں کی خسر پسر کو نوٹ کرتے ہوئے ہادی سے بولا۔

"میں مصعب ہوں۔ ہادی اور آئرہ کے چاچو کا بیٹا۔" اس سے پہلے ہادی کچھ بولتا، مصعب نے اپنا تعارف خود ہی کروا دیا۔

شاہ میر نے آگے بڑھ کر اس سے ہاتھ ملایا۔ "تم سے مل کر خوشی ہوئی مصعب۔ ویسے ہم ہادی کے علاوہ تمہارے ساتھ کھڑی اس باس لیڈی کے بھی دوست ہیں۔" اس کا اشارہ آئرہ کی طرف تھا۔ اس کے دیئے گئے لقب پہ آئرہ کی آنکھیں ہلکی سی مسکرائیں۔

"اور تم کیا ہو؟ بلڈوزر کہیں کے۔" اس کے پکارے گئے اس نام پر شاہ میر کا قہقہہ گونجا۔

ان کے پاس کھڑے وہ چاروں لوگ انہیں حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ ان دونوں کی آپس میں اتنی دوستی کب ہوئی تھی؟

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لاہور میں ہمارے ساتھ یہ لوگ بھی تھے۔" آئرہ نے دنگ کھڑے مصعب کو بتایا۔

"یہ باباکے دوست کے جاننے والے ہیں۔"

اور اسی وقت ارحم کو دیکھ کر مصعب کے ذہن میں جھماکہ ہوا تھا۔ وہ بس کچھ لمحے کے لئے ملا تھا ارحم سے جب وہ ان کے گھر آیا تھا۔

"اواچھا۔" وہ بولا تو بس اتنا۔

"کافی دنوں بعد دیکھ رہا ہوں تمہیں باس۔" شاہ میر اور ارحم اب مصعب اور آئرہ کے سامنے تھے، جبکہ ہادی سمیر کو ویکنڈ پہ کسی پلین کے بارے میں بتا رہا تھا۔

"میں بھی کہہ سکتی ہوں یہ۔ آج اتنے دنوں بعد یہاں آنے کا ارادہ کیسے کیا۔"

"ڈرائیور بزی تھا تو بس بڑے بھائی ہونے کا فرض نبھا رہا تھا۔" اس نے سمیر کو دیکھ کر کہا۔ آئرہ نے بھی اس کی نظروں کا تعاقب کیا۔ اور پھر وہ سبز آنکھیں مڑ کر ہیزل آنکھوں سے ٹکرائیں۔

ارحم جو سانس روکے خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اتنے دنوں بعد ایسے ملی تھی۔ اس کی ناراضگی دھوئیں کی مانند اڑ گئی۔ کیا ہوا جو وہ اس سے بات نہیں کرتی تھی۔ دیکھ تو لیتی تھی نا۔

"اور آپ کون سا فرض نبھا رہے ہیں؟" اس سارے میں وہ پہلی بار براہ راست اس سے مخاتب ہوئی تھی۔ ارحم کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی۔ بادامی آنکھوں کی چمک لوٹ آئی تھی۔

"ایک مجبور دوست ہونے کا۔" جواب فوراً آیا تھا۔ اس کے بھورے بال ماتھے میں بکھرے تھے۔ گہرے نیلے رنگ کی بٹنوں والی شرٹ جس کی استینیں مری ہوئی تھیں، اس کے ساتھ ہلکے نیلے رنگ کی ڈھیلی ڈھالی جینز اور سفید لوفرز پہنے وہ اسے بدلا ہوا سا لگا۔

"لگتا ہے آپ کا دوست آپ کی مجبوری کا فائدہ اٹھا رہا ہے۔" اس نے معصومیت سے اطلاع دی۔ شاہ میر زیر لب مسکرایا جبکہ ارحم اپنی مسکراہٹ چھپا گیا۔ مصعب کو وہاں کھڑے اپنا آپ اضافی لگنا شروع ہو گیا۔ وہ جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتا تھا اور شاید ہادی نے اس کی پکار سن لی تھی کیونکہ وہ پیٹ پہ ہاتھ رکھے مصعب کی طرف آیا تھا۔

"یار مصعب بھائی چلتے ہیں، مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔" اس کا بازو کھینچتے ہوئے وہ اب اسے چلنے کا کہہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے چھوٹے دوست، پھر ملیں گے۔" شاہ میر نے جھک کر ہادی کے گال کھینچے۔

وہ جھنپ گیا۔

"آپ سے مل کر بھی اچھا لگا مصعب۔" اب کی بار ارحم آگے بڑھا تھا۔ وہ خاموش کھڑے مصعب کو کافی دیر سے نوٹ کر رہا تھا۔ وہ اس کے اندر کے لجاپن کو محسوس کر سکتا تھا۔

"مجھے بھی۔" مصعب نے مسکرانے کی کوشش کی اور پھر وہ تینوں گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

"لیٹ آنے پر آپ کو ہر جانہ دینا ہوگا مصعب بھائی۔" ہادی نے گاڑی میں بیٹھتے ہی علان کیا تھا۔

"کون سا ہر جانہ؟ وہاں اتنی دیر جو تم نے کھڑا رکھا اس کا کیا؟" گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے مصعب کے لب بھینچ گئے۔ بیڑا غرق۔ اب اس کی آدھی جمع پونجی گئی اس موٹے کے پیٹ میں۔

"آپ دیر سے نہ آتے تو میں شامی بھائی لوگوں کے آنے سے پہلے ہی گھر پہنچ کر اپنی پیٹ پوجا کر رہا ہوتا۔" ہادی بذد تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لڑو مت۔ مصعب تم سیدھا گھر چلو۔ اور ہادی چپ چاپ بیٹھے رہو۔ گھر میں ماما نے تمہارے لئے بریانی بنا رکھی ہے تو وہی کھانا اب تم۔" بریانی کے نام پر ہادی کی آنکھیں چمکی اور پیٹ میں کتے بلی کا کھیل شروع ہو گیا۔ جبکہ دوسری طرف مصعب نے سکھ کا سانس لیا۔ آئرہ نے اس کے پیسے بچا لئے تھے۔ آج سے ایک ہفتے تک وہ اسے تنگ نہیں کرے گا۔ اس نے من ہی من فیصلہ کیا جس سے ساتھ بیٹھی وہ سبز آنکھوں والی لڑکی انجان تھی۔

☆☆☆

ہفتے کی صبح ملک ہاؤس پر کافی ہنگامہ خیز ثابت ہونے والی تھی۔ اور فلحال اس ہنگامے سے پہلے کی خوش گپیوں کی آوازیں آئرہ کے کمرے سے آ رہی تھیں۔ وہ سادہ سے پیلے رنگ کی گھٹنوں تک آتی قمیض اور سفید ٹراؤزر اور ڈوپٹے میں تھی۔ اپنے بیڈ پہ بیٹھے وہ سلیم ملک سے زیر گفتگو تھی۔

"بابا وہاں سب کیسا چل رہا ہے؟ آپ کو ہماری یاد تو آ رہی ہو گی۔" ویڈیو کال میں اس نے سلیم ملک کا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔ سامنے اس کے باپ کے چہرے پر تھکن اور پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سب صحیح چل رہا ہے بیٹا اور واقع یاد تو میں آپ سب کو ہر وقت کرتا ہوں۔" ان کی آواز میں ہلکی سی نقاہت تھی، جیسے وہ کئی راتوں سے ٹھیک سے سوئے نہ ہوں۔ لیکن اپنی بیٹی کے لئے انہوں نے مسکراہٹ کو ہونٹوں سے جدا نہیں ہونے دیا تھا۔

"لیکن آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔ سب ٹھیک ہے؟" وہ بھی ان کی بیٹی تھی۔ چہرے پڑھنے کا فن اس نے کافی پہلے ہی سیکھ لیا تھا۔ اور اس وقت اس کے بابا عجیب سی بے چینی کا شکار لگ رہے تھے۔

"ارے میرا بچہ سب ٹھیک ہے۔ وہ بس کام تھوڑا زیادہ ہے یہاں۔ باقی آپ بتاؤ گھر میں سب کیسے ہیں؟ میں آپ کی ماما کو کال کر رہا تھا کافی دیر سے لیکن ان کا فون بند جا رہا تھا۔" انہوں نے بات بدل دی۔ آئرہ نے کچھ نہیں کہا وہ بس ان کی باتوں کا جواب دینے لگ گئی۔

"گھر میں سب فٹ ہیں بابا اور جہاں تک ماما کے فون کی بات ہے تو ہادی اسے استعمال کر رہا تھا۔ مجھے پورا یقین ہے اس نے بیٹری ختم کر دی ہو گی اس لئے فون بند ہے۔"

اس نے ساتھ بیڈ میں بیٹھے ہوم ورک کرتے ہادی کو دیکھ کر کہا۔ اپنے نام پر اس نے فوراً سر اٹھایا۔

"یہ جھوٹ بول رہی ہے بابامیں کام کر رہاہوں یہاں بیٹھ کر دیکھیں۔"اونچی آواز میں صفائی پیش کی گئی۔

"کتابیں تواس نے ابھی کھولی ہیں۔اس سے پہلے تو یہ فون ہی استعمال کر رہا تھا۔"آئرہ نے بھی اس کی صفائی رد کر دی۔ہادی نے منہ پھلالیا۔

"اچھا اچھا لڑو نہیں دونوں۔اور آئرہ آپ تھوڑی دیر ماما کو فون دو میں ان سے بھی بات کرلوں۔"سلیم ملک کے کہنے پر وہ"جی بابا"کرتی اپنی ماں کے کمرے کی طرف بڑھ گئی جہاں حلیمہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ایک کتاب پڑھ رہی تھیں۔

"ماما یہ بابا کا فون آیا ہے۔"انہیں موبائل پکڑا کر وہ ان کے پاس کھڑی ہوئی تو اسے اپنے کمرے سے ہادی کی اسے پکارنے کی آواز آئی۔

"ایک تو اس موٹے کو آرام نہیں۔"وہ بڑبڑاتی ہوئی واپس چلی گئی۔

"کیسی ہو؟"سلیم ملک کی آواز ابھری تو حلیمہ نے کتاب ایک طرف رکھ دی اور سیدھی بیٹھ گئیں۔

www.novelsclubb.com

"میں تو ٹھیک ہوں لیکن آپ کو کیا ہوا؟ سب خیریت؟" انہوں نے آنکھوں سے ریڈنگ گلاسز ہٹاتے ہوئے پوچھا۔ وہ جواب تک اپنی بیٹی سے اپنے تاثرات چھپانے کی کوشش کر رہے تھے، اپنی بیوی کے سامنے سب عیاں کر گئے۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہی حلیمہ میں تم سے کیسے یہ بات کروں۔" ساری بشاشیت دم توڑ گئی تھی۔ اب تھا تو صرف چہرے میں پھیلا اضطراب اور دل میں پلتی بے چینی۔

"کیا ہوا ہے؟ آپ اب مجھے فکر مند کر رہے ہیں۔" سلیم ملک کی بات پر ان کے اپنی دل کی دھڑکن بے ترتیب ہونے لگ گئی تھی۔ نجانے کس چیز نے انہیں اس قدر خائف کیا ہوا تھا۔

"مجھے کچھ دن پہلے امی کی کال آئی تھی۔۔۔" یہ ایک فقرہ سن کر حلیمہ کا سارا خون نچڑ کر جیسے چہرے پہ آ گیا۔ وہ فوراً بھانپ گئی تھی کہ اس گفتگو کا رخ کہاں جانے والا تھا۔

"نہیں۔۔اس کے آگے آپ ایک اور لفظ نہیں بولیں گے۔ مجھے اس معاملے میں کچھ نہیں سننا۔" ان کا لہجہ اٹل تھا۔ سلیم ملک خاموش پڑ گئے۔ حلیمہ کا یہ رد عمل ہو گا وہ جانتے تھے لیکن اپنی بات بھی انہیں کرنی تو تھی۔

"میری بات سن لو بس ایک بار حلیمہ۔امی نے مجھ بس ایک بار اس رشتے پہ نظرثانی کا کہا تھا۔انہیں خود بھی یہ ایک مناسب رشتہ لگتا ہے۔" سلیم ملک بول رہے تھے پر حلیمہ صداقت نے اپنے کانوں کے پردے مانو بند کر لئے ہوں۔

"اس رشتے میں دیکھنے والا کچھ نہیں ہے سلیم۔حسام اور آئرہ کا کوئی جوڑ نہیں بنتا۔وہ اس سے پورے چھ سال بڑا ہے۔"

"تو ہمارے بیچ میں بھی تو دس سال کا ایج گیپ ہے حلیمہ۔تم جانتی ہو یہ ایک معمولی سی بات ہے۔" انہوں نے اپنی طرف سے ایک کمزور دلیل دی۔حلیمہ کے ماتھے کی شکنیں گہری ہوئیں۔

"آپ یہ سب کیوں کہہ رہے ہیں۔میں جانتی ہوں آپ بھی اس رشتے کے لئے راضی نہیں تھے، پھر اب آپ کو کیا ہوا ہے۔" دکھ اور غصے کے ملے جلے تاثرات نے حلیمہ کو گھیرا ہوا تھا۔انہیں اپنے شوہر سے یہ امید نہیں تھی۔

"میں بس۔۔میں جانتا ہوں میں نے اس بارے میں کبھی نہیں سوچا لیکن حسام میں کوئی برائی نہیں ہے۔بلکہ شاید میں خود بھی آئرہ کے لئے حسام جیسا ہی کوئی سلجھا ہوا اور سمجھدار لڑکا چنتا۔اور مجھے پتہ ہے آئرہ ابھی چھوٹی ہے۔میں اس کی شادی کے سخت

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خلاف ہوں لیکن اگر گھر میں ایک اچھا آپشن مل رہا ہے تو ہمیں اس بارے میں ایک دفعہ سوچ لینا چاہئے۔" حلیمہ نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔ جس چیز کا تصور بھی کرنا ان کے لئے مشکل تھا، سلیم ملک وہ بات اتنے آرام سے کیسے کر سکتے تھے؟

"میں آئرہ کے ساتھ اس کا نام بھی نہیں سننا چاہتی۔ آپ بتا دیں امی جی اور نصرت بھابھی کو کہ ہمیں یہ رشتہ ہر گز قبول نہیں ہے بس!" حتمی لہجہ۔ اور پھر حلیمہ نے کال کاٹ دی۔ وہ مزید اس بارے میں ایک اور لفظ نہیں سن سکتی تھیں۔

تھوڑی دیر سر جھکائے اپنی جگہ ایسے ہی بیٹھنے کے بعد جب وہ آئرہ کا فون ہاتھ میں لئے اٹھی تو ان کی نظر دروازے کے پاس کھڑی ششدر سی آئرہ پہ پڑی جس نے ایک ہاتھ سے دروازے کو ایسے تھاما ہوا تھا کہ اگر اس کا سہارا نہ لیتی تو وہیں گر جاتی۔

www.novelsclubb.com

اس کا چہرہ؟ وہ تو موت جیسا سفید پڑ رہا تھا۔ حلیمہ صداقت کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر گرا۔ ان کے ہاتھ پیر لرز گئے۔

"کیا۔۔ کیا جو میں نے سنا وہ سچ تھا؟" اندر آتے ہوئے اس کے قدم من من بھاڑی ہو رہے تھے۔ آواز کانپ رہی تھی۔ اگر جو یہ سچ ہوا تو وہیں مر جائے گی۔

"میری بچی۔۔" حلیمہ اس کی طرف لپکی۔اس کا کندھا تھامے دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے کو چھوا۔

"بولیں ماما۔۔۔ کیا بابا اور آپ۔۔۔ کیا آپ لوگ جو بات کر رہے تھے وہ سچ ہے؟"

اس کے الفاظ ٹوٹ رہے تھے۔دل بہت بری طرح دھڑک رہا تھا۔بس ایک بار اس کی ماں بولیں کے وہ سچ نہیں تھا۔وہ اس کی بات نہیں کر رہے تھے۔بس ایک بار۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ تم فکر نہ کرو میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گی۔"اور چھت جیسے اس کے سر پہ آ گری۔ کسی نے اس کی روح کھینچ لی تھی اور وہ وہیں زمین بوس ہو گئی۔اس کی ماں اسے کچھ کہہ رہی تھیں۔ چہرے پہ ہاتھ پھیر رہی تھیں۔ لیکن اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا، کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو آئرہ۔"کوئی اسے پچکار رہا تھا۔

"مجھے صرف تمہاری پرواہ ہے۔"

وہ آواز۔۔۔

وہ باتیں۔۔۔

آئرہ کے برف پڑتے وجود میں جنبش ہوئی۔ وہ ایک جھٹکے میں ان کی گرفت سے دور ہٹی۔ چہرہ اور آنکھیں سرخ پڑ گئے۔ آنکھوں سے بھر بھر آنسو بہہ نکلے۔

"میں مر جاؤں گی ماما۔" اس کی آواز بلند ہوئی۔ "پر یہ۔۔۔ یہ نہیں ہونے دوں گی۔"

حلیمہ کا دل بری طرح ٹوٹا تھا۔

"کہہ دیں سب سے کہ میں کسی کو اپنی زندگی برباد کرنے نہیں دوں گی۔" آنسوؤں سے تر چہرہ لئے اس نے اپنی آواز مضبوط رکھنے کی کوشش کی لیکن الفاظ ٹوٹ رہے تھے۔

"آئرہ میری جان، سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھی تھیں۔ آئرہ نے اپنی ماں کو دیکھا جن کی آنکھوں میں اسے وہ ملی۔ خاموش اور تعبدار۔ اس بارہ سالہ آئرہ کی جھلک دیکھ اس نے نظریں پھیر لیں۔ اور پھر اپنی جگہ کھڑی ہو گئی۔ حلیمہ بھی ساتھ ہی اٹھیں تھی لیکن وہ مڑے بغیر اس کمرے سے باہر نکل گئی۔ ہاتھوں کی پشت سے آنسوں صاف کرتے ہوئے اب اس کا رخ اوپر چھت کی جانب تھا۔ نیچے اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔

وہ جب چھت پر پہنچی تو پہلے اس کی نظر تھوڑے فاصلے پہ دیوار کے ساتھ بنے چھوٹے سے ٹینٹ پہ پڑی جہاں مصعب بیٹھا کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔ لیکن وہ اسے نظر انداز کرتی چھت کے عین وسط میں پڑی اس لکڑی کے جھولے پہ جا بیٹھی۔ گھٹنے فولڈ کئے تھوڑی ان پہ ٹکائے اس نے آنکھیں بند کر لیں تھی۔ دماغ میں کھلبلی سی مچی تھی۔ اس کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔ نجانے وہ کتنی دیر اسی طرح وہاں بیٹھی رہی۔ اس کی خاموشی کو مصعب کی فکر مند آواز نے توڑا تھا۔

"بلی؟ کیا ہوا؟ تم ٹھیک ہو؟" مصعب نے آئرہ کو اوپر آتے نہیں دیکھا تھا پر جب وہ اپنے یونیورسٹی کے کام سے فارغ ہوا تو اس کی نظر جھولے پہ سمٹی ہوئی آئرہ پہ پڑی۔ اسے نجانے کیوں پر کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

www.novelsclubb.com

مصعب کی آواز پہ آئرہ نے چہرہ اٹھایا تو اس کی تشویش حیرت میں بدل گئی۔ آئرہ کی ناک سرخ ہو رہی تھی اور گال پر آنسو کے نشان تھے۔ وہ رو رہی تھی۔

"بلی ادھر دیکھو۔" اس کے دوبارہ پکارنے پر آئرہ نے اسے دیکھا جو سامنے ہی فرش پہ دوزانو بیٹھا تھا۔ اسے آئرہ کو یوں دیکھ خطرے کا احساس ہو رہا تھا۔

"چلے جاؤ مصعب۔ مجھے اس وقت کسی سے بات نہیں کرنی۔" آواز شکست خردہ تھی۔ تھوڑی دیر پہلے والے غصے کی جگہ شدید دکھ اور ملال نے لے لی تھی۔

"میں کسی نہیں ہوں آئرہ۔ بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے؟" ہمدردی سے پوچھا۔ وہ چاہتا تو ابھی اسے اس کے حال پہ چھوڑ کر جا سکتا تھا۔ اس کی جگہ کوئی ہوتا تو یہی کرتا۔ لیکن مصعب اور آئرہ کے بیچ چھوڑ کر جانے والا تعلق نہیں تھا۔ وہ وہیں بیٹھا رہے گا جب تک اسے لگے گا کہ آئرہ کو اس کی ضرورت ہے۔ اور آئرہ اس بات سے واقف تھی۔

"سب میرے ساتھ بہت ظلم کر رہے ہیں مصعب۔ میں کیا کروں؟" اس کے گلے میں آنسوؤں کا ایک گولا سا اٹکا ہوا تھا۔ آواز بھرائی گئی تھی۔

"کون کیا کر رہا ہے؟ مجھے سب ٹھیک سے بتاؤ۔"

اور پھر آئرہ نے اسے اپنے ماں باپ کے بیچ ہونے والی تمام باتیں بتائیں۔ جب وہ خاموش ہوئی تو مصعب کے جبڑے بھینچ گئے۔ ضبط سے ماتھے کی نسیں ابھر آئیں۔ تو گھر میں یہ چل رہا تھا؟ اس کی کزن کو اپنی مرضی اور خوشی کی بھینٹ چڑھانے کے بارے میں سوچ رہے تھے سب؟

www.novelsclubb.com

"میں تم سے وعدہ کرتا ہوں آئرہ کے تمہاری مرضی کے بغیر کوئی بھی تمہارا کہیں رشتہ طے نہیں کر سکتا۔ حسام بھائی کے ساتھ تو بالکل نہیں۔"

"تم کیا کرو گے ؟"اس نے ہتھیلی سے آنکھوں کو رگڑتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے جو کرنا پڑا میں کروں گا۔ پر تم کسی زبردستی کے رشتے میں نہیں بندھی جاؤ گی۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔"مصعب کے پراعتماد لہجے اور وعدے سے آئرہ کو ایک ڈھارس سی ملی۔ وہ کچھ کرتا نہ کرتا لیکن وہ اسے سمجھ رہا تھا۔ اس کے لئے یہ کافی تھا۔

"تمہیں پورا یقین ہے ؟"وہ اب کچھ کچھ خود کو سنبھال رہی تھی۔

"سو فیصد۔ اور میں جانتا ہوں حلیمہ تائی بھی کبھی یہ رشتہ نہیں ہونے دیں گی۔"اس کی بات پہ آئرہ کو یکدم اپنی ماں کا چہرہ یاد آیا۔ جو اسے وہاں دیکھ اچانک حواس باختہ ہو گئی تھیں۔ وہ کتنے برے طریقے سے انہیں چھوڑ کر آئی تھی۔ دل نے اسے ملامت کی۔

"ہاں شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ماما کبھی یہ نہیں ہونے دیں گی۔"خود کو یقین دلایا۔

مصعب نے اسے یوں پر امید دیکھ کر سکون کی سانس اندر کھینچی۔

"چلواب موڈ ٹھیک کرو۔روتے ہوئے بالکل زہر لگتی ہو تم۔"مصعب نے کھڑے ہوتے ہوئے اپنے کپڑے جھاڑے۔آئرہ جو تھوڑی دیر پہلے تباہی کے دہانے پہ کھڑی تھی اب مصعب کی بات پہ ہنس دی۔

"تو پی کر مر جاؤ۔"خود بھی جھولے سے اٹھتے ہوئے اس نے مصعب کو ہلکا سا دھکا دیا۔

"میں مر گیا تو تمہارا اس گھر میں دل نہیں لگے گا۔"کندھے سے نادیدہ دھول جھٹکی۔

"ابھی کون سا لگ رہا ہے۔"یاد دلایا۔

"مسئلہ تمہارا ہے پھر۔اتنا اچھا پارٹنر ہونے کے باوجود تمہیں اس کی قدر نہیں۔"ایک ادا سے بال پیچھے کیئے۔

"کچھ زیادہ ہی نہیں محبت تمہیں خود سے۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں تو؟میں ہوں ہی محبت کے قابل۔"

"تم۔۔۔"وہ کچھ بولتے بولتے رکی۔

"تم واقع ایک سچے پارٹنر ہو مصعب۔"اور آئرہ کی بات نے مصعب کے الفاظ گم کر دیئے تھے۔وہ جو کسی جوابی حملے کی تیاری کر رہا تھا اسے دیکھ کر رہ گیا۔آئرہ کبھی اس کے منہ پہ اس کی تعاریف نہیں کرتی تھی۔پھر اب کیوں؟

"سچ بولو؟ میری کزن کہاں ہے؟ کیا کیا تم نے اس کے ساتھ؟" اس کے ڈرامائی انداز میں تشویش کرنے پر آئرہ نے آنکھیں گھمائیں۔

"بس اب فری مت ہو جانا۔" فوراً سے ٹوکا۔ مصعب جو مزید اسے چھیڑنے والا تھا اچانک اپنا ارادہ ترک کر گیا۔

کچھ لوگ اقرار نہیں کرتے لیکن آپ کا وجود ان کے لئے اندھیروں میں جلتے جگنوں کی طرح ہوتا ہے جو سیاہ رات کو بھی روشن کر دیتے ہیں۔ آئرہ کے لئے مصعب وہی جگنو تھا۔ جس نے ہمیشہ اس کا ساتھ دیا تھا۔ ہر سفر میں۔

☆☆☆

رات کے بارہ بج رہے تھے۔ سارا گھر اس وقت نیند کی گہری وادیوں میں تھا۔ لیکن اس پہر کوئی تھا جسے نیند نے اپنی آغوش میں لینے سے انکار کر دیا تھا۔ آئرہ کے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی۔ وہ بستر پہ ٹیک لگائے، کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ آج رات ہادی گھر نہیں تھا۔ وہ دن میں ہی ایک دوست کے گھر رات گزارنے کے لئے گیا تھا۔

حلیمہ اس وقت آئرہ کے کمرے کے سامنے سے گزریں تو انہوں نے لائٹ آن دیکھی۔ وہ جانتی تھی آئرہ جاگ رہی ہو گی اس لئے اندر چلی آئیں۔

"آئرہ؟ سوئی نہیں اب تک؟" وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگیں۔ آئرہ جو کافی دیر سے کھڑکی سے باہر تک رہی تھی، ماں کی موجودگی میں پردے آگے کر دیئے۔

"نیند نہیں آرہی ماما۔" بوجھل سا جواب آیا۔ وہ جو صبح تک مصعب کی وجہ سے ٹھیک ہو گئی تھی، رات کے اس پہر پھر سے بہت سارے وہموں کے شکنجے میں پھنس گئی۔

"تم کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہو آئرہ۔ تمہاری ماں ابھی زندہ ہے۔ میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہارے ساتھ کچھ برا نہیں کر سکتا۔" وہ اسے تسلی دے رہی تھیں۔ شفقت سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ "مجھ پر بھروسہ ہے تمہیں؟" ان کے استفسار پہ آئرہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور پھر وہ ان کی گود میں سر رکھے لیٹ گئی۔ حلیمہ اسی طرح اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی رہیں اور ساتھ ساتھ اسے مزید تسلی بخش باتیں کہہ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

آئرہ کی سماعت میں ان کی باتیں گونج رہی تھیں۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر آہستہ آہستہ وہ آوازیں غائب ہونے لگیں۔ ذہن میں ایک خاکہ سا بننے لگا اور پھر وہاں ایک منظر واضح ہوا۔

یہ آئرہ کے گھر سے ذرا فاصلے پہ موجود ایک پارک کا منظر تھا۔ نیم کے درخت کے نیچے اس وقت دو بچیاں بیٹھی تھیں۔ نیلی سبز آنکھوں والی لڑکی گہرے سرخ رنگ کی ایک سادہ اور ڈھیلی ڈھالی کرتی کے ساتھ ہم رنگ ڈوپٹہ اور آف وائٹ رنگ کے کھلے ٹراؤزر میں مقید تھی۔

جبکہ ساتھ وہ سبز آنکھوں والی لڑکی نے گلابی رنگ کی شارٹ کرتی اور گلابی رنگ کی شلوار پہ سفید ڈوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا۔

"یہ دیکھو آئرہ مجھے آج ایک زخمی چڑیا ملی جب میں یہاں آرہی تھی۔" ایمل نے ہاتھ میں پکڑی وہ گھائل چڑیا اسے دیکھائی۔ اس کا ایک پر آدھا کٹا ہوا تھا۔ وہاں خون کے دھبے جمع ہو گئے تھے۔ آئرہ نے اس کی بات پہ کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہی تھی۔

"آئرہ؟" ایمل نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تو وہ دبک کے پیچھے ہٹی۔ آنکھیں خوف زدہ ہو گئیں۔ ایمل نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر چڑیا کو نیچے گھاس میں بیٹھا دیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا ہے؟" اس نے آئرہ کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ محسوس کی۔ایمل کے سوال پہ آئرہ پھیکا سا مسکرائی۔اپنے اعصاب قابو میں کئے۔

"کچھ بھی تو نہیں۔" اور پھر جھک کر اس چڑیا کے پر کو دھیرے سے چھوا۔ "یہ کتنی کمزور لگ رہی ہے۔" دکھ سے تبصرہ کیا۔وہ چڑیا اس کے یکدم ہاتھ لگانے پہ لمحے بھر کو لرزی لیکن پھر پر سکون ہو گئی۔

"ہاں کمزور تو لگ رہی ہے۔" ایمل اب بھی آئرہ کو ہی دیکھ رہی تھی۔وہ جس کا چہرہ پیلا زرد پڑ رہا تھا۔

"پتہ نہیں اسے کس نے مارا ہے۔" آئرہ اب اس کے زخمی پر کو جانچ رہی تھی۔چڑیا تکلیف سے چیکھتی جب آئرہ کا ہاتھ اس کے زخم پہ پڑتا۔

"کسی بڑے جانور نے ہی زخمی کیا ہو گا۔ایسے کمزور، بے بس اور چھوٹے جانوروں پر انہی کا زور چلتا ہے۔" ایمل نے اسے اگاہ کیا۔نظریں ایک پل کو بھی آئرہ سے نہیں ہٹیں تھی۔

www.novelsclubb.com

"کتنا بے رحم جانور تھا۔ بچاری چڑیا پہ ذرا سا بھی ترس نہیں آیا۔" اس کی آنکھوں میں نمی جھلکی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اس چڑیا کی تکلیف خود محسوس کر سکتی ہو۔ سینے میں انجانی سے خلش ابھر آئی۔

"وہ بے حس ہوتے ہیں۔ ترس اور رحم ان کے اندر نہیں ہوتا۔"

"پر کیوں؟" اب کی بار آئرہ نے ایمل کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہاں بہت کچھ تھا۔ بہت سے جزبات اس کی سبز آنکھوں سے بہنے کو تیار تھے۔

"کمزور پر زور آزمائی ان کی جھوٹی طاقت کو تسکین دیتی ہے۔ انہیں کنٹرول چاہئے ہوتا ہے۔ وہ اپنے سے ہر چھوٹی چیز پہ اپنا حق سمجھتے ہیں۔"

"اس میں اس چڑیا کا کیا قصور؟ صرف یہ کہ وہ کمزور ہے؟"

"نہیں آئرہ۔۔۔ کسی کا ظلم اس بات کا ثبوت نہیں کہ تم اس کے مستحق تھے۔ یہ تو اس ظالم کی آزمائش ہوتی ہے کہ اسے طاقت ملی اور اس نے اس کا کیسے استعمال کیا۔"

"لیکن اس سب میں اس چڑیا کا جو نقصان ہوا اس کا کیا؟ کیا اس کی تکلیف کا کوئی مداوہ نہیں کرے گا؟" اور ایمل جان گئی تھی کہ بات صرف اس چڑیا کی نہیں ہو رہی۔ آئرہ

www.novelsclubb.com

کی آنکھوں میں بھی وہی درد تھا جو اس زخمی چڑیا کے وجود میں اسے نظر آرہا تھا۔ ایمل نے آگے بڑھ کر آئرہ کے دونوں ہاتھ تھام لئے۔

"مکمل انصاف اس دنیا میں بہت کم ہی ملتا ہے آئرہ، کیونکہ یہ آزمائش کی جگہ ہے انصاف کے لئے تو آخرت بنی ہے۔ لیکن کچھ لوگوں کو دنیا میں ہی اپنے کئے گئے ظلم کی سزائیں مل جاتی ہیں اور باقیوں کو جہنم کا وعدہ اسی لئے کیا گیا ہے۔ حساب ہر نقصان اور تکلیف کا ہوتا ہے، لیکن اس کا وقت اور طریقہ ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ یہ اللہ کا خاص نظام ہے۔"

"اب تم دیکھنا یہ چڑیا جب ٹھیک ہو گی تو پہلے سے زیادہ سمجھدار اور طاقت ور ہو جائے گی۔ وہ کسی بڑے جانور کے شکنجے میں اتنی آسانی سے نہیں آئے گی۔"

"پر وہ ساری زندگی کے لئے خوف زدہ ہو گئی تو؟"

"یہ ہم پر انحصار کرتا ہے کہ ہم کس طرح اپنی تکلیف سے سیکھتے ہیں۔ اس چڑیا کے پاس دو راستے ہیں، یا تو یہ ساری زندگی ڈر ڈر کے جیے یا پھر اپنے زخموں سے سیکھ کر پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جائے۔" ایمل نے اب آئرہ سے نظریں ہٹا کر ایک بار پھر اس چڑیا کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ "تم بتاؤ تم کیا چاہتی ہو؟"

"میں چاہتی ہوں کہ یہ پہلے سے کئی زیادہ مضبوط ہو جائے اور کبھی کسی سے نہیں ڈرے۔"اس کی آواز میں عزم تھا۔ایمل کو اس پر ناز ہوا۔

"تو چلو پھر اس کی مرہم پٹی کرنے کی ذمہ داری تمہاری۔اب اسے پہلے سے زیادہ مضبوت تم نے کرنا ہے۔"ایمل نے وہ چڑیا آئرہ کو تھما دی۔اس نے بہت نرمی سے اپنے ہاتھوں کا پیلا بنا کر اسے تھام لیا۔وہ چڑیا اب درد کی وجہ سے نیم بے ہوش تھی۔

"جیسے اللہ نے اس کے لئے ہمیں چنا ہے ویسے ہی ہماری تحفظ کے لئے ہمارے ماں باپ کو چنا ہے۔ تمہیں کبھی بھی کوئی بھی پریشانی ہو، تم اپنے پیرنٹس سے مت چھپانا۔ انہیں سب بتا دینا۔وہی تمہارے محافظ ہیں۔یہ ان کا فرض ہے۔"ایمل کی بات نے آئرہ کو کچھ دیر کے لئے حیران کر دیا تھا۔کیا وہ جان گئی تھی کہ اسے کچھ ہوا ہے؟

"تم ایک کھلی کتاب ہو آئرہ۔ تمہیں پڑھنا بہت آسان ہے۔"وہ اس کے خدشات بھانپ گئی۔آئرہ کے پاس کہنے کو کچھ نہیں بچا۔وہ بس اسے دیکھے گئے جس کے سامنے اسے خود کو کبھی سمجھانا نہیں پڑا۔

اب وہ دونوں اس چڑیا کا نام رکھ رہے تھے۔ ذہن میں بنا وہ منظر دھندھلانے لگا اور آئرہ نے دھیرے سے آنکھیں کھول دیں۔ بچپن کی وہ یاد کہیں پیچھے چھوٹ گئی۔ سامنے اب بس ایک ڈراؤنی حقیقت تھی۔ آئرہ نے اٹھ کر اپنی ماں کو گلے لگالیا۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے ماما۔"

حلیمہ نے اسے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا ایسے جیسے وہ اسے اس دنیا کے تمام غم اور اذیتوں سے بچالیں گی۔

☆☆☆

دوپہر کا سورج آہستہ سے ڈھلنے کی تیاریوں میں تھا۔ اتوار کے دن جہاں لوگ پورے ہفتے کی تھکاوٹ اتارتے ہیں اور آنے والے منڈے کے لئے خود کو تیار کرتے ہیں وہیں ارحم اپنے گھر کا حلیہ درست کرنے میں مصروف تھا۔ پورا فلیٹ دھلا دھلا یا ہوا لگ رہا تھا۔

رف سے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس وہ اب اپنے کمرے کی ڈسٹنگ کرنے میں لگا تھا۔ کچن سے کہیں کوکر چلنے کی آواز آرہی تھی۔ دفعتاً کسی نے بل بجائی۔ الماری کے پٹ کھولے کھڑا ارحم چیزیں درست کرتے ہوئے ٹھہر گیا۔

"شاہ میر یار تیرے پاس چابی ہے تو صحیح۔" اس نے کمرے سے ہانک لگائی۔ جانتا تھا آج کے دن بھی اس کے سکون میں خلل ڈالنے کے لئے ایک وہی اس وقت آ سکتا تھا۔

بل ایک بار پھر بجی۔ ارحم کو تپ چڑھی۔ وہ چیزیں وہیں چھوڑ کر پہلے کچن کی طرف گیا۔ کوکر کا چولہا بند کیا۔ اب جب تیسری بار بل بجی تو ارحم شاہ میر کو عزیم القابات سے نوازتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھا۔

"چابی استعمال کرنے کے لئے ہوتی۔۔۔" دروازہ کھولتے ہی اس کی زبان کو بریک لگا۔ سامنے کھڑا شخص شاہ میر نہیں تھا۔

"جی سر کیا چاہئے؟" اس پارسل والے کو کھڑا دیکھ ارحم کو تعجب ہوا۔ کیا اس نے کچھ آرڈر کیا تھا؟

"یہ ارحم ہشام مرزا کے نام پارسل آیا ہے۔ کیا آپ ارحم ہیں۔" وہ پارسل پہ اس کا نام پڑھتے ہوئے سوال کرنے لگا۔

"جی میں ہی ارحم ہوں لیکن میں نے کوئی پارسل آرڈر نہیں کیا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ بھیجنے والا کون ہے؟" ارحم کو تشویش ہوئی۔ اسے پورا یقین ہے اس نے کچھ آرڈر نہیں کیا تھا اور اگر شاہ میر بھی کبھی اس کے گھر کا ایڈرس دیتا تو وہ نام اپنا ہی لکھواتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سر یہاں سینڈر کی ڈیٹیلز مینشن نہیں ہیں۔آپ پلیز یہ پارسل لے لیں مجھے اور بھی بہت جگہ جانا ہے۔" وہ اجلت میں لگتا تھا۔ابھی اسے اور بھی بہت سے آرڈرز پہنچانے تھے۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" اس نے پارسل لے لیا۔ پھر رسیوڈ لسٹ پہ سائن کر کے دروازہ بند کر دیا۔

اب وہ واپس کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ہو سکتا ہے حماد یا شاہ میر کی کوئی شرارت ہو۔ بیڈ پہ بیٹھے پارسل کھولتے ہوئے سوچنے لگا۔ پر اندر جو تھا اسے دیکھ ارحم مزید الجھ گیا۔ سامنے خاکی رنگ کی ایک فائل تھی۔ارحم نے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا۔ یہ کس چیز کی فائل ہو سکتی تھی؟

www.novelsclubb.com

اس کے اندر جاننے کا اشتیاق جاگا۔ فائل کھول کر دیکھی۔ارحم کی نظر پہلے صفحے پہ ایک مخصوص نام پر پڑی۔اس کے دل نے ایک دھڑکن مس کی۔ یہ تو اس کے ماں کے کیس کی ایف آئی آر کی کاپی تھی۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اب ورق پلٹ رہا تھا۔اندر کچھ اہم گواہوں کے بیانات تھے، جس میں ایک وہ بھی تھا۔ ساتھ ہی ثبوت کے طور پر کچھ تصویریں موجود تھیں۔اور پھر۔۔۔ پھر اس کے ہاتھوں کی حرکت ایک جگہ آکر

رک گئی۔آخر میں کیس دوبارہ کھلوانے کی درخواست تھی۔وہاں واضح بولڈ لیٹرز میں لکھاہوا تھا کہ یہ کوئی ہٹ اینڈ رن نہیں بلکہ **مرڈر** تھا۔

فائل ایک جھٹکے سے ارحم کے ہاتھ سے گری۔اس کا سر گھوم کر رہ گیا۔

"مرڈر"

کان کے پاس سرگوشی ہوئی۔وہ اچھل کہ کھڑا ہو گیا۔

نہیں۔۔نہیں یہ سب ایک مزاق تھا۔یہ فائلز،یہ درخواست۔۔۔سب جھوٹ تھا۔ کوئی اسے پاگل بنا رہا تھا۔اس کے ہاتھ پیر پھولنے لگے۔کنپٹی کی رگیں تن گئیں۔

گردن نفی میں ہلاتے ہوئے وہ اب کاغزات اٹھا رہا تھااور اسی پل اندر سے ایک کارڈ نیچے گرا۔ارحم نے جھک کر اسے بھی اٹھالیا۔یہ ہشام مرزا کا بزنس کارڈ تھا۔بادامی آنکھوں میں سرخی نمایاں ہوئی۔اس نے کارڈ الٹا کر دیکھا۔

"اگر مزید جاننا ہے تو مجھے اس نمبر پہ کال کرو۔"کارڈ کے پیچھے پین سے لکھا ہوا تھا۔

ارحم کا ذہن ماؤف ہونے لگا۔دل کے نہاں خانوں میں درد نے سر اٹھایا۔یکدم اس کا ہاتھ سینے کے مقام پہ گیا۔

"قاتل ہو تم!"سانس۔۔۔اس کا سانس بند ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ آپ نے کیا کر دیا؟" وہ بے دھم سا بیڈ کے ساتھ نیچے فرش پہ ڈھے گیا۔

"مار دیا تم نے اسے۔" وجود جیسے زلزلوں کی زد میں آ گیا ہو۔

اس کے اندر شور برپا ہوا۔ وجود کے ہر کونے میں اذیت سرایت کر گئی۔ ارحم لمبے لمبے سانس لینے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کوئی اس کی سانس کی نالی پہ اپنا دباؤ بڑھا رہا ہو۔ وہ چیخنا چاہتا تھا۔ کسی کو مدد کے لئے پکارنا چاہتا تھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس کے لئے کوئی نہیں آنے والا تھا۔

آنکھوں کے آگے سب دھندلانے لگے۔ کوئی اسے پکار رہا تھا۔ مسکرا کر اس کے سر پہ ہاتھ پھیر رہا تھا۔ کسی نے اسے خود سے گلے لگایا ہوا تھا۔ کوئی اس کی بات پہ کھلکھلا کر ہنس رہا تھا۔ سب گڈمڈ ہونے لگا۔

www.novelsclubb.com

ارحم نے بے اختیار سائڈ ٹیبل کو پکڑا۔ پھر لرزتے ہاتھوں سے دراز کھول کر اندر سے انہیلر نکالا۔ اس کے ذریعے ایک دو لمبی سانسیں اندر کھینچیں۔ ماتھے پہ پسینے کی بوندیں نمایاں ہوئی۔ پھر کچھ دیر وہیں بیٹھ کر اپنا سانس بحال کیا۔ لیکن وجود میں جیسے جان نہیں رہی تھی۔ وہ وہیں ان بکھری ہوئی کاغزات کے بیچ کافی دیر بیٹھا رہا۔

اس کا دھیان موبائل کی بجتی گھنٹی نے اپنی طرف بھٹکایا تھا۔بیڈ پہ پڑے اس کے موبائل پر سر درد نام سکرین پہ جگمگہ رہا تھا۔اس نے بمشکل موبائل پکڑا۔کال اٹھائی۔

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں حماد اسد مرزا آج سے لوگوں کی بھلائی کا نہیں سوچوں گا۔" وہ بنا کوئی تمہید باندھے بول پڑا۔ "تجھے پتہ ہے آج میں نے ایک بوڑھے انکل کی سامان اٹھانے میں مدد کی تو وہ مجھے ہی چور سمجھ کے مارنے لگے۔ مطلب میں اور چور؟ بھئی میں تو انسانیت کا فرض نبھا رہا تھا۔" وہ کس قدر مایوسی سے اپنی روداد سنا رہا تھا۔دوسری طرف سے جواب ندارد۔

"اوے؟ تو سن رہا ہے؟" ارحم کی خاموشی اس نے اب محسوس کی تھی۔

"ارحم؟ بھائی برا میرے ساتھ ہوا ہے، بولتی تیری کیوں بند ہو گئی ہے؟" فٹ پاتھ پہ تیزی سے قدم بڑھاتے، وہ گھر کی طرف جاتا ہوا ارحم کے جزبات سے بالکل ناواقف تھا۔ارحم نے بھی کچھ توقف کے ساتھ بولا۔

"حماد۔۔۔" ایک پکار اور حماد کے چلتے قدم جکڑے گئے۔وہ اپنی جگہ جامد ہو گیا۔اس پکار میں بہت کچھ تھا۔

"کیا ہوا ہے ارحم؟ تو ٹھیک ہے؟ کہاں ہے تو؟" سوال در سوال وہ پوچھتا چلا گیا۔ ارحم نے موبائل کان سے لگائے سائڈ ٹیبل سے ٹیک لگا لی۔

"میں کیا کروں حماد؟ میں کیا کروں؟" ایک گہرہ حزن اس کی آواز میں جھلک رہا تھا۔ حماد کا اپنا دل گھبراہٹ کا شکار ہوا۔

"مجھے بتا کیا ہوا ہے؟ کسی نے کچھ کہا تجھے؟"

"کوئی کچھ کہتا ہی تو نہیں ہے۔ یہاں سب کر کے چلے جاتے۔" وہ بڑبڑا رہا تھا۔ سینہ بے آواز سسکیوں سے بھر گیا۔

"ارحم مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔ تم ٹھیک سے بتاؤ سب۔" وہ وہیں فٹ پاتھ پہ بیٹھ گیا۔ اب جب تک ارحم اسے سب بتا نہیں دیتا وہ وہیں بیٹھا رہے گا۔ ارحم نے اسے پارسل اور فائل سے متعلق سب بتانا شروع کیا۔ بات کے اختتام تک حماد کی سیاہ آنکھیں پر سوچ انداز میں چھوٹی ہو گئیں۔

"تو مطلب ہشام انکل نے کوئی نئی ترکیب نکال لی تجھے اپنے پاس بلانے کی؟" حماد نے خلاصہ کیا۔

"وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں حماد؟ کیوں وہ بار بار میرے راستے میں آجاتے ہیں؟" ارحم مضمحل لگ رہا تھا۔

"میں نہیں جانتا بھائی۔" حماد کے پاس واقع کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ اس سے کیا کہتا؟

"وہ میری ماں کو ہماری اس نفرت کے بیچ لے آئیں ہے حماد۔ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔"

"یہ سب جھوٹ بھی تو ہو سکتا ہے۔ انہیں کیسے اتنے سالوں بعد کوئی ثبوت مل گیا؟" اس نے اپنے خدشات ظاہر کئے۔

"اور اگر۔۔۔۔اگر یہ سچ ہوا تو؟" اندر سے ایک آواز آئی تھی۔ "میرا دماغ گھوم رہا ہے حماد۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔" اس نے اپنا سر سائڈ ٹیبل کے ساتھ دے مارا۔

www.novelsclubb.com

تکلیف کی وہ لہر کچھ دیر اس کے تمام حساسوں پہ حاوی ہو گئی۔

تم سوچنے کے لئے تھوڑا سا وقت لو۔ اگر تمہیں لگے کہ تم ان کے حصے کی کہانی سننے کے لئے تیار ہو تو ایک بار مل لو۔" حماد نے کافی سوچ و بچار کے بعد ایک حل پیش کیا۔

ارحم نے دوسرا ہاتھ سر پہ رکھ لیا۔ وہ درد سے دہک اٹھا تھا۔

ارحم؟ تم سن رہے ہو؟" جب کافی دیر ارحم نے کچھ نہیں کہا تو حماد دوبارہ پکار بیٹھا۔

"ہاں۔۔ہاں۔"بدقت بول پایا۔

"پھر کیا خیال ہے تمہارا؟"

"تو ٹھیک کہہ رہا ہے شاید۔مجھے سوچنے کے لئے وقت چاہئے۔اور فلحال یہ بات ہمارے بیچ رہنی چاہئے۔میں نہیں چاہتا کسی کو اسکی خبر ہو۔"وہ اب خود کو کافی حد تک سنبھال چکا تھا۔سر کا درد زائل ہونے لگا تو دماغ ایک بار پھر چلنا شروع ہو گیا۔

"ٹھیک ہے میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا لیکن تو اپنا خیال رکھنا ارحم۔میرے لئے تجھ سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہے۔"ایک واحد حکم جو وہ اسے ہمیشہ دیتا تھا۔ارحم نے جواب میں مہز سر ہلایا اور پھر کال کٹ گئی۔وہ وہیں کچھ دیر مزید بیٹھا رہا اور پھر اٹھ کر چیزیں سمیٹنے لگا۔اس کا کمرہ بکھرا ہوا تھا بالکل اس کی سوچوں کی طرح۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

حماد گھر کا گیٹ عبو کر کے اندر داخل ہوا۔ارحم سے کال کے بعد بھی اس کا دھیان وہیں اس کے دیئے گئے نئے انکشاف پہ تھا۔ارحم کی ماں مطلب اس کی بڑی امی کی موت کوئی حادثہ نہیں بلکہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی؟پر اس بات میں کتنی سچائی تھی اس سے وہ دونوں ابھی واقف نہیں تھے۔اپنے الجھے ہوئے خیالوں کے زیر اثر وہ اپنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کمرے کی طرف جانے والا تھا جب اسے اوپر اسد مرزا کی سٹڈی سے کسی کی اونچی آواز آئی۔ وہ ٹھٹک گیا۔ یہ اوپر کون تھا؟

"رامیل بات سنو۔" اس نے کچن سے رامیل کو آواز دی جو حماد کے پکارنے پر بھاگا ہوا آیا تھا۔

"جی حماد بھائی؟" اس کے ہاتھ میں دھلی دھلائی پلیٹ تھی جس سے پانی کہ قطرے ٹپک رہے تھے۔ شاید وہ برتن دھو رہا تھا۔

"کیا آج بابا آفس نہیں گئے؟" اس نے دوسری منزل کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں بھائی وہ تو صبح سے گھر پر ہی ہیں۔" حماد نے رامیل کے چہرے پہ ہوائیاں اڑی نہیں دیکھی تھیں۔

"اور دادی وہ کہاں ہے؟" وہ آج صبح سے دوستوں کے ساتھ تھا اور اب گھر آیا تھا اس لئے معمول کے مطابق سب کا پوچھ رہا تھا۔

"وہ تو جی چھوٹے صاحب کے سٹڈی میں ہی تھیں اور کچھ دیر پہلے ہی وہاں سے غصے میں نکلیں ہیں۔" رامیل نے قدرے آگے جھک کر کہا، جیسے کوئی راز کی بات ہو۔

"اچھا تم جاؤ۔" پھر وہ اسے واپس بھیج چکا تھا۔ اپنے کمرے میں جانے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے وہ بھی اسد مرزا کی سٹڈی کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں دروازے کے پاس پہنچتے ہی وہ رک گیا۔ اندر سے اسے ایک بار پھر اسد مرزا کے غصے بھری آواز سنائی دی۔

"سلیم تم یہ سب کیا کر رہے ہو!" وہ مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ ٹہل رہے تھے۔ "میں نے تمہیں وہاں کام بچانے کے لئے بھیجا تھا، بگاڑنے نہیں۔"

دوسری طرف سے کوئی جواب پا کر وہ چند لمحے چپ رہے۔

"اگر یہ میرے بس میں ہوتا تو میں کب کا کر چکا ہوتا۔" ان کی آواز دھیمی پڑ گئی۔ پھر چند مزید لفظوں کے تبادلے کے بعد اسد نے کال کاٹ دی تھی اور اسی وقت حماد دروازے کی دہلیز پہ آ کھڑا ہوا۔ اسد مرزا اسے وہاں اچانک دیکھ کر چونک گئے۔

"حماد تم یہاں؟ کوئی کام تھا؟" چہرے کے اضطراب کو چھپاتے ہوئے وہ گلاس ٹیبل کے پیچھے موجود روالونگ چیئر پہ جا بیٹھے۔

"نہیں وہ آپ کی آواز سنی تو اوپر آ گیا۔ سب ٹھیک ہے؟" وہ وہیں کھڑا رہا۔ کمرے کے اندر جانے کی ہمت اس نے نہیں کی۔

"ہاں سب ٹھیک ہے وہ بس کام کا تھوڑا مسئلہ تھا۔" انہوں نے بات کو ہوا میں اڑایا۔ حماد پھر بھی وہیں کھڑا رہا۔ اسد مرزا اب اپنا لیپ ٹاپ کھولے کچھ کام کرنے لگے تھے جب اسے وہیں کھڑے دیکھا۔

"کچھ کہنا ہے کیا؟" ان کے استفسار پہ حماد کی زبان پہ کئی سوال آئے لیکن ادا صرف ایک ہی ہوا تھا۔

"کیا آپ مجھ سے کچھ چھپا تو نہیں رہے بابا؟"

اسد مرزا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ "کیا مطلب؟ میں کیوں کچھ چھپاؤں گا تم سے؟"

"نہیں کچھ نہیں۔" وہ بنا کوئی تفصیل دیئے وہاں سے چلا گیا۔ اسد مرزا کچھ دیر اس خالی دروازے کو دیکھتے رہے پھر سر جھٹک کر اپنے کام پہ لگ گئے۔ آج ویسے ہی ان کا دماغ بہت خراب ہو رہا تھا۔ صبح ماں سے لڑائی اور پھر سلیم سے بحث۔ انہیں اب بس سکون چاہئے تھا۔ پر انہیں کون بتائے کہ بہت جلد ان کی زندگی سے یہ سکون رخصت ہونے والا تھا۔

☆☆☆

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ستمبر بلآخر الودہ کر کے چلا گیا۔اور اس کے جاتے ہی اکتوبر کی آمد ہو چکی تھی۔ فضائیں یکدم ہی پہلے سے زیادہ ٹھنڈی ہو گئیں۔ سورج کی روشنی اب تپش کم اور سکون زیادہ بخشنے لگی تھی۔ لیکن اس سے کئی زیادہ سکون ان طلبہ کے چہرے میں تھا جو اپنا آخری امتحان دے کر ایگزام ہال سے نکل رہی تھیں۔

"آج کا پیپر کتنا اچھا ہو گیا۔"ملیشا نے بیگ کندھے پہ لٹکائے ساتھ چلتی آئرہ سے کہا جس نے مہز سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔ان کے داخلی امتحانات مکمل ہو گئے تھے۔اور اب کچھ مہینے بعد پری بورڈ اور پھر بورڈ کے امتحانات ہونے تھے۔اور وہ سب آگے آنے والے اس ٹارچر سے پہلی کی آزادی کے مزے لے رہے تھے۔

"میں تو اب ایک ہفتہ کتابوں کو دیکھوں گی بھی نہیں۔"ملیشا ایک بار پھر گویا ہوئی۔

www.novelsclubb.com

آج سامیہ ان کے ساتھ نہیں تھی۔اسے پہلے ہی لینے آ گئے تھے تو صرف وہ اور آئرہ اپنی مخصوص جگہ پہ جا کر بیٹھ گئے تھے۔

"اب تو پیپرز ختم ہو گئے ہیں پھر تم اتنی چپ کیوں ہو؟"ملیشا کچھ دنوں سے دیکھ رہی تھی کے آئرہ نہ ٹھیک سے اس سے کالز پہ بات کرتی تھی اور نہ میسجز پر۔پہلے اسے لگا

شاید ایگزامز کی ٹینشن ہے اس لئے لیکن اب تو پیپر ختم ہو گئے تھے۔ پر آئرہ کے چپ کا روزہ نہیں ٹوٹا تھا۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی۔" اس کی ڈھیلی پونی گردن کے دونوں اطراف میں گری ہوئی تھی۔ ملیشا ہمیشہ کی طرح گاؤن میں تھی۔ نقاب میں صرف اس کی شہد آنکھیں واضح تھیں جو آئرہ کے چہرے کا مکمل جائزہ لے رہی تھیں۔

"کچھ نہیں والا جھوٹ تو تم بولو ہی مت۔ تمہارا یہ چہرہ بہت جلدی بتادیتا ہے کہ تمہارے ساتھ کوئی مسئلہ ہے۔" اس نے شہادت کی انگلی سے اس کے چہرے کے سامنے گول دائرہ بناتے ہوئے کہا۔ آئرہ نے بس ایک اداس مسکراہٹ اچھالی۔ وہ ملیشا سے چیزیں نہیں چھپاتی تھی کیونکہ وہ چھپا ہی نہیں سکتی تھی۔ اپنے رشتے والی بات بھی وہ اسے بتانا چاہتی تھی جو پچھلے کئی دنوں سے اسے پریشان کر رہی تھی لیکن وہ اس بات کو ضرورت سے زیادہ نہیں اچھالنا چاہتی تھی۔ نہ ہی اس بارے میں سوچنا چاہتی تھی اس لئے فلحال خاموش رہی۔ اور جہاں تک آج کی اداسی کی وجہ تھی، تو وہ تو کوئی اور ہی تھا۔

"آج کیا تاریخ ہے؟" اس نے الٹا سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

"2اکتوبر۔"ملیشہ فوراً بولی۔طلبہ کو اور کچھ یاد ہو نہ ہو لیکن آخری پیپر کی تاریخ ضرور یاد ہوتی ہے۔اور پھر آئرہ کا خاموش چہرہ دیکھ کر اسے تھوڑا سا ہی وقت لگا سمجھنے میں۔

"ایمل کی ڈیتھ اینیورسری دس دن بعد ہے؟"اسے آئرہ کا جواب نہیں چاہئے تھا۔وہ اس کے ماتھے پہ چھائی اداس لکیریں پڑھ چکی تھی۔

"12اکتوبر2018۔"آئرہ نے دور کالج کی عمارت کو دیکھتے ہوئے یاد کیا۔یہ تاریخ اس کے ذہن میں نقش تھی۔وہ چاہ کر بھی نہیں بھلا سکتی تھی۔

ملیشا نہ محسوس انداز میں آئرہ کے قریب بیٹھ گئی۔وہ اسے بس کسی قسم کا سہارا دینا چاہتی تھی۔ملیشا ایمل کو بہت اچھے سے جانتی تھی۔لیکن وہ اس سے کبھی ملی نہیں تھی۔اس نے ہمیشہ آئرہ کے منہ سے اس کا ذکر سنا تھا۔ان کی دوستی کا آغاز اور اختتام۔وہ اس سب سے واقف تھی۔

"مجھے وہ ان دنوں بہت یاد آتی ہے۔"آئرہ نے گھٹنوں پہ بازوؤں کے اوپر سر رکھ دیا۔

ملیشا بھی اسی طرح بیٹھ گئی لیکن اس کے چہرے کا رخ آئرہ کی طرف تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم نے مجھے کبھی اس کی فیملی کے بارے میں نہیں بتایا۔ایمل کے بارے میں تو ہمیشہ سنا ہے میں نے پر اس کے گھر والے ؟ کیا تم ان سے ملی ہو ؟"ملیشا کے استفسار پر آئرہ نے بھی چہرے کا رخ اس کی جانب موڑ لیا۔

"میں صرف اس کی امی سے ملی ہوں۔ باقی ہماری دوستی کے ان پانچ سالوں میں اس نے کبھی مجھے اپنے گھر والوں سے نہیں ملوایا تھا۔"اس کا جواب غیر متوقع تھا۔ملیشا کو حیرت ہوئی۔اتنی اچھی دوستی اور وہ کبھی اس کے گھر والوں سے نہیں ملی تھی۔

"کیا مطلب ؟ تم اس کے گھر والوں کے بارے میں جانتی بھی نہیں ہو ؟"

"یہ میں نے کب کہا کہ میں انہیں نہیں جانتی۔"آئرہ نے کمر سیدھی کی۔ملیشا بھی اسے دیکھ کر سیدھی بیٹھ گئی۔کالج میں لڑکیوں کا شور اب کم ہو رہا تھا۔طلبہ گھر کو جا رہے تھے۔

"ایمل مجھے ان کے بارے میں سب بتاتی تھی۔اپنی ماں،اپنے بابا اور اپنے بھائی کے بارے میں۔بلکہ سب سے زیادہ اپنے بھائی کے بارے میں ہی بتاتی تھی وہ۔"آئرہ ایک پرانی یاد سوچ کر مسکراتے ہوئے بولی۔

"تو اب کہاں ہے وہ سب ؟"وہ کافی متجسس تھی۔

www.novelsclubb.com

"ایمل کی ماں کی ڈیتھ ہو گئی تھی اس کے سسائڈ سے تین مہینے پہلے۔"اور ملیشا کے چہرے کے سارے رنگ ہوا ہو گئے۔ڈیتھ؟وہ بھی صرف تین مہینے پہلے؟اسے یکدم بہت افسوس ہوا۔

"اس کے بابا ہشام مرزا ایک بزنز مین ہیں۔"وہ دوبارہ گویا ہوئی اور ملیشا جو ابھی پچھلے شاک سے باہر نکلی تھی اگلا سوال پوچھ بیٹھی۔

"اور اس کا بھائی؟وہ کون ہے؟"اب کی بار سبز آنکھوں نے شہد آنکھوں میں دیکھا۔ وہ جواب طلب نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"ارحم ہشام مرزا،ایمل ہشام مرزا کا اکلوتا بھائی۔"وہ ایسے بتا رہی تھی جیسے موسم کا حال سنا رہی ہو۔ملیشا نے پہلے تو کچھ نا سمجھی سے آئرہ کو دیکھا۔یہ نام اسے جانا پہچانا کیوں لگا تھا؟اور پھر اگلے ہی پل اس کی شہد رنگ آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ارحم؟وہ ارحم؟وہ جو ہمیں مال میں ملا تھا اور تمہارے گھر آیا تھا اور جو لاہور میں بھی تھا؟"وہ ایک ہی سانس میں ان کی تمام ملاقاتوں کی فہرست بیان کر چکی تھی۔اس کے ہوش تو صحیح معنوں میں اب اڑے تھے۔آئرہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"لیکن تمہیں یہ کیسے پتہ چلا؟اور کب ؟اور تم نے مجھے کبھی بتایا کیوں نہیں ؟"آخر تک لہجے میں ہلکی سی خفگی گھل آئی۔ وہ اسے اتنی بڑی بات اب بتا رہی تھی ؟

"میں نے خود اسے پہلے نہیں پہچانا تھا۔ کبھی ملی جو نہیں تھی اس سے۔"آئرہ نے وضاحت دینا شروع کی۔"پر جتنا مجھے ایمل نے اپنے بھائی کے بارے میں بتایا ہوا تھا، ارحم کو دیکھ کر مجھے ایمل کی وہ باتیں یاد آتی تھیں۔ان دونوں میں کافی مشابہت تھی اور پھر میرا شک یقین میں تب بدلا جب میں نے بابا سے اسد انکل کی پوری فیملی کے بارے میں پوچھا۔انہوں نے ہی مجھے ان کے بھائی ہشام انکل کے بارے میں بتایا۔ان کی فیملی کے بارے میں بھی اور تب میں جان گئی تھی کہ وہ ایمل کے بابا ہیں اور ارحم ایمل کا بھائی۔"

"تو پھر تم نے کبھی ارحم سے پوچھا نہیں ایمل کے بارے میں۔اس کے ساتھ کیا ہوا۔ اس نے سسائڈ کیوں کی؟ یہ سب تم اس سے پوچھ سکتی ہو نا۔ پھر پوچھا کیوں نہیں۔"

"وہ مجھے نہیں جانتا ملی۔اس کے لئے میں ایک اجنبی ہوں۔"اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"پر میں نے کبھی سوچا نہیں تھا میں ایمل کے بھائی سے ایسے ملوں گی۔"

www.novelsclubb.com

"لیکن تم ایک بار اس سے پوچھو تو صحیح اس کی بہن کے بارے میں۔" ملیشا جانتی تھی آئرہ کے لئے ایمل کتنی خاص تھی۔ اور اگر اتنے سالوں بعد ایک یہی طریقہ تھا اس کے بارے میں مزید جاننے کا تو آئرہ کو اسے گنوانا نہیں چاہئے تھا۔

"میں نے ایک بہت عزیز دوست کھوئی ہے ملی، لیکن اس نے اپنی ماں اور بہن دونوں کو کھویا ہے۔ میں نہیں جانتی ایمل کی موت اس کی زندگی پہ کیسے اثر انداز ہوئی ہو گی اس لئے میں اس سے کچھ نہیں پوچھنا چاہتی۔ پر کبھی موقع ملا تو میں اسے ضرور بتاؤں گی کہ اس کی بہن نے مجھے میری زندگی کے کچھ بہت حسین سالوں سے نوازا تھا جس کی میں ہمیشہ شکر گزار رہوں گی۔"

ملیشا نے سمجھ کے سر ہلایا۔ اور اب اس سے مزید ایمل کے متعلق سوال پوچھنے لگی۔ اس کی پسندیدہ چیزیں، اس کے شوق اور بہت کچھ۔ وہ چاہتی تھی آج آئرہ دل کھول کر اسے یاد کرے۔ اور پھر جب تک دونوں کو لینے نہیں آئے وہ وہیں بیٹھے باتیں کرتی رہیں۔ آئرہ کبھی کچھ بتاتے ہوئے ہنس دیتی تو کبھی کسی احساس کے تحت دکھی ہو جاتی لیکن وہ اس کا ذکر کر کے خوش تھی۔ ملیشا اسے سن رہی تھی۔ اس کے لئے اس سے بڑی بات اور کوئی نہ تھی۔

☆☆☆

رات کا اندھیرا گہرہ ہو چکہ تھا۔ لیکن Islamabad International Airport کی چمچماتی روشنیاں اور شور رات میں بھی صبح ہونے کا گمان دیتی تھیں۔ لوگوں کا حجوم جگہ جگہ کھڑا تھا۔ وہاں اس وقت دو منفرد قسم کے نظارے دیکھنے کو ملیں گے۔ ڈپارچر ایریا میں الوداعی مناظر نظر آرہے تھے۔ لوگ اپنے پیاروں کو گلے لگا رہے تھے۔ کچھ اداس تھے اور کچھ ان لمحات کو موبائل کی سکرین پہ کیپچر کر رہے تھے۔

جبکہ دوسری طرف ارائیول ایریا کا ماحول بالکل مختلف اور خوشی سے بھرپور دیکھائی دیتا تھا۔ یہاں وزٹرز ہاتھ میں پھولوں کے ہار، گلدستے یا نام کے بوردز پکڑے بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔ جیسے ہی مسافر خودکار شیشے کے دروازوں سے باہر نکلتے تھے تو یہ لوگ خوشی سے مسکراتے ہوئے ان میں سے اپنوں کا ستقبال کرتے۔

اس وقت انہیں مسافروں کے بیچ میں سے وہ دونوں بھی راستہ بناتی شیشے کے دروازوں سے باہر نکلی تھیں۔ ہاتھ میں ٹرالی پکڑے جن میں ان کا سامان تھا۔

"پاکستان کی تو فنرہ ہی مختلف ہے امل۔" نیلی بیگی جینز پہ سادہ سفید ٹی شرٹ پہنے، اوپر کریم کلر کا کورٹ اوڑھے، اور نیلے جو گرز پہنے کیتھی کے باب کٹ بال چہرے کے دونوں اطراف میں گرے ہوئے تھے۔

"ہاں مختلف تو ہے۔" ہلکے پرپل رنگ کی لمبی پاؤں تک آتی فراک پہ سفید چھوٹی سی کوٹی پہنے امل کے بال حجاب میں چھپے ہوئے تھے۔اس نے سفید سنیکرز پہنے ہوئے تھے۔

وہ دونوں چل کر اب ائیر پورٹ کے خارجی دروازے کے پاس پہنچی۔ رمشہ شائز نے اسے پہلے ہی گھر کا ایڈرس بھیج دیا تھا۔شائز ابراہیم کی بیمار طبیعت کی وجہ سے وہ خود نہیں آسکتی تھیں۔ان دونوں کو اب بس ایک گاڑی پکڑ کر گھر جانا تھا۔

"وہ دیکھو وہاں میٹرو کیب کا کاونٹر ہے۔ ہمیں وہاں سے گاڑی بک کروانی چاہیئے۔" کیتھی نے فوراً دائیں طرف موجود کاؤنٹر کی طرف اشارہ کیا۔امل نے بھی اسی طرف دیکھا۔ہاں شاید انہیں وہیں جانا چاہیئے تھا۔ کیتھی نے ٹرالی پکڑی ہوئی تھی اور امل نے اپنا اور اس کا ہینڈ بیگ۔

"بیٹا آپ نے کہاں جانا ہے؟" ایک ادھیڑ عمر آدمی ان دونوں کو وہاں اکیلا کھڑا دیکھ ان کی طرف آیا تھا۔ کیتھی اسے دیکھ گڑبڑا گئی جبکہ امل کی آنکھوں نے اسے سر تا پیر سکین کیا تھا۔

"میں چھوڑ دیتا ہوں آپ لوگوں کو۔ میری ٹیکسی یہاں باہر ہی کھڑی ہے۔" وہ اردو میں امل کو دیکھ کر بول رہا تھا۔ کیتھی اسے دیکھنے میں ہی غیر ملکی لگی اس لئے وہ جانتا تھا وہ اس کی بات نہیں سمجھے گی۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے امل؟" وہ کنفیوزڈ سی اس آدمی کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔ امل اور اس کی فیملی کے بیچ رہنے کے بعد اسے کچھ حد تک اردو سمجھ آتی تھی لیکن اس آدمی کا لہجہ اور تیزی سے بولنے کے باعث اسے سمجھنے میں مشکل ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ ہمیں گھر چھوڑنے کی آفر کر رہا ہے۔ اس کی ٹیکسی پارکنگ ایریا میں کھڑی ہے شاید۔" امل کی بات پہ کیتھی نے اپنی چھوٹی چینی آنکھوں سے اس آدمی کا جائزہ لیا۔ پستہ گرین رنگ کی شلوار قمیض پہنے وہ آدمی پچاس، ساٹھ کے قریب لگتا تھا۔ اس کے سر پہ بال نہیں تھے لیکن چہرے پہ سفید داڑھی تھی۔ وہ مسلسل کچھ چبا رہا تھا۔

"مجھے یہ انکل ٹھیک نہیں لگ رہے۔" اس نے امل کا بازو پکڑا۔ وہ آدمی کبھی انہیں دیکھتا اور کبھی ان کے سامان کو۔ وہ دونوں کم عمر لگ رہی تھیں۔ وہ ان سے اچھے کھاسے پیسے بٹور سکتا تھا۔

"میں یہ سامان اٹھانے میں مدد کروں۔" وہ ٹرالی کی طرف بڑھا جسے کیتھی نے ایک جھٹکے سے اپنی طرف کیا تھا۔

"دور رہو۔" اس نے انگریزی میں حکم دیا۔ وہ آدمی ٹھٹھک گیا۔ وہ چینی لڑکی شاید اس کے ساتھ نہیں جانا چاہتی تھی۔ اب کی بار آدمی نے امل کی طرف رخ کیا۔

"میں لے جاتا ہوں بیٹا۔ ویسے بھی کافی رات ہو رہی ہے۔ آپ لوگوں کے گھر والے انتظار کر رہے ہوں گے۔" دنیا جہاں کی فکر مندی لہجے میں سمیٹے وہ اسے جتا رہا تھا۔ امل چند ساینے اسے دیکھتی رہی پھر خاموشی سے میٹرو کیب کی طرف بڑھنے لگی۔

"ہم خود چلے جائیں گے۔" جاتے ہوئے اس نے بس اتنا کہا۔ کیتھی بھی اس کے پیچھے لپکی۔ وہ آدمی پہلو میں ہاتھ گرائے وہیں کھڑا رہ گیا۔ ایک تو یہ باہر سے آئے لوگ کم ہی ہاتھ لگتے تھے۔ اچھے خاصے پیسے ملنے کا ذریعہ اسے دور جاتا دیکھائی دے رہا تھا۔ در اصل یہ غیر تصدیق شدہ ٹیکسی ڈرائیور تھا جس کی ٹیکسی ایئرپورٹ کے حدود سے باہر

کھڑی تھی۔ان کے پاس کوئی میٹر یا فکس ریٹ نہیں ہوتا۔یہ اکثر مسافروں سے عام کرائے سے 3-4 گنا زیادہ کرایہ مانگتے ہیں۔

"وہ کتنا عجیب تھا۔" کیتھی نے جھرجھری لی۔وہ دونوں اب میٹرو کیب کاؤنٹر کے سامنے کھڑی تھیں۔وہاں سے کیب بک کروانے کے لئے۔

"پھر کیسا لگا پہلا ایکسپیرینس؟" امل اسے چھیڑ رہی تھی۔کیتھی جس کی فلائٹ میں بیٹھنے سے لے کر لینڈ کرنے تک ذرا سی بھی ایکسائٹمنٹ کم نہیں ہوئی تھی اب قدرے ٹھنڈی پڑ گئی تھی۔

"میں تو پہلے ہی یہاں آنے کا کہہ رہی تھی۔وہ آدمی تو پتہ نہیں کہاں سے ٹپک گیا۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔امل ہنستے ہوئے اب کاؤنٹر پہ کھڑے نمائندے سے پرچی لے رہی تھی جس میں گاڑی کا نام، ڈرائیور کا نام اور نمبر تھا۔اسی کے ساتھ کاؤنٹر کے پاس کھڑا ہیلپر اب ان کا سامان اٹھائے انہیں پارکنگ لاٹ تک لے کر جا رہا تھا جہاں گاڑی کھڑی تھی۔

"فائنلی ہم گھر جا رہے۔اتنا تھک گئی ہوں میں۔" گاڑی میں بیٹھتے ہی کیتھی نے پچھلی سیٹ پہ ٹانگیں لمبی کر لیں۔اس کے ساتھ موجود امل نے بھی ٹیک لگا کر چہرہ کھڑکی

طرف موڑلیا۔گاڑی سڑک پہ تیزی سے بھاگ رہی تھی۔امل نے شیشا نیچے کیا اور ایک لمبی سانس اندر کھینچی۔

پاکستان۔۔۔اس کے اندر سے آواز آئی۔کتنا وقت گزر گیا تھا؟پاس سے بھاگتی گاڑیوں اور دکانوں اور عمارتوں سے آتی روشنیوں نے اسے سوچنے پہ مجبور کیا۔

پتہ نہیں کیوں پر ایسا لگتا تھا وہ ایک پوری زندگی گزار کر واپس آئی ہے۔

☆☆☆

وہ دونوں جب گھر پہنچی تو کافی دیر ہو چکی ہوتی ہے۔شائزا براہیم ان کا انتظار کرتے کرتے سو گئے تھے جبکہ رمشا بے چینی سے ان کے انتظار میں ٹہل رہی تھیں۔گیٹ کے باہر جب انہیں گاڑی رکنے کی آواز آئی تو ان کے اندر سکون کی ایک لہر دور گئی۔ان کی بیٹی آگئی تھی۔ان کی امل ان کے پاس آگئی تھی۔

گاڑی سے سامان اندر رکھوانے کے بعد ڈرائیور اب واپس جانے والا تھا جب امل اسے اپنی طرف سے ایکسٹرا ٹپ دی۔رمشا زرد رنگ کی پھول دار شلوار قمیض پہنے سر پہ ڈپٹہ کئے دروازے کے پاس کھڑی انہیں دیکھ رہی تھیں۔وہ جو مین گیٹ سے سامان لئے اب ان کی طرف آرہی تھی۔

www.novelsclubb.com

نیلی آنکھیں شدت جزبات سے بھیگنے کو تیار تھیں پر وہ ضبط کئے گئی۔رمشا کی آنکھوں کے گوشے بھیگ چکے تھے۔وہ کبھی اتنا وقت ایک دوسرے سے الگ نہیں رہے تھے۔

"امی۔"امل اب ان کے سامنے تھی۔اسے خود سے گلے لگا کر رمشا نے اس کی خوشبو محسوس کی۔چمبیلی کے پھول جیسی خوشبو۔کیتھی بھی اب اس کے ساتھ ہی تھی۔رمشا نے پھر اپنی دوسری بیٹی کو گلے لگایا۔

"بہت یاد کیا میں نے آپ کو آنٹی۔"کیتھی نے ان کے گال پہ پیار دیتے ہوئے کہا۔

رمشا مسکراتے ہوئے اب دونوں کو اندر آنے کا کہہ رہی تھیں۔

"واؤ! کتنا پیارا گھر ہے۔"کیتھی نے آس پاس نظریں دوڑاتے ہوئے گھر کے انٹیریر اور ایکسٹیریر کی دات دی۔

یہ دس مرلے کا الٹرا ماڈرن گھر تھا۔گھر کا بیرونی حصہ بھورے،سیاہ اور گرے رنگ کے امتزاج سے بن کر انتہائی شاہانہ اور ماڈرن لک دے رہا تھا۔کار پورچ کشادہ تھا اور چھت پر بہترین سیلنگ لائٹس لگی تھی۔دائیں طرف ایک چھوٹا سا لان موجود تھا جس میں پودے اور گرین وال ڈیزائن بنا ہوا تھا۔

جیسے ہی گھر کے اندر جانے کے لئے لکڑی کا وہ خوبصورت دروازہ عبور کرو تو ایک شاندار لابی آپ کا استقبال کرتی ہے۔ یہاں اوپر جانے کے لئے لکڑی اور شیشے سے بنی سیڑھیاں موجود تھیں اور لابی میں ایک خوبصورت فانوس لٹکا ہوا تھا۔

لونگ روم بھی کافی کشادہ اور روشن تھا۔ یہاں دیوار پر لکڑی اور ماربل کا خوبصورت میڈیا وال بنایا گیا تھا جہاں ایل ای ڈی نسب تھی۔ سیلینگ لائٹس ہر طرف موجود تھی۔ لیونگ روم کے ساتھ ہی شیشے کے دروازے کے پیچھے ایک ماڈرن کچن نظر آتا تھا جس میں گہرے رنگ کی کیبنٹس بنی ہوئی تھیں۔

اوپر والے پورشن میں قطار در قطار تین کمرے تھے اور ایک سٹور روم تھا۔ یہ گھر شائز ابراہیم نے یہاں آتے ہی خریدا تھا۔ اسلام آباد کے اس ایلیٹ سیکٹر میں واقع یہ گھر جہاں اس سے بھی کئی زیادہ شاہانہ طرز پہ گھر بنے تھے۔

www.novelsclubb.com

کیتھی تو ابھی بھی مہو سی ہی گھوم رہی تھی جب رمشا نے ان دونوں کو اوپر جا کر فرش ہونے کا کہا۔ کھانا وہ کب کا بنا چکی تھیں۔ اب بس ڈائنگ ٹیبل پہ لگانا تھا۔

"ہم بس ابھی آئی آنٹی۔" کھانے کا نام سنتے ہی وہ اپنا سوٹ کیس اور بیگ لے کر اوپر کی طرف بھاگی تھی۔ رمشا نے انہیں بتایا تھا کے اوپر پہلا کمرہ ان کا اور شائز کا تھا جبکہ اس کے ساتھ والا انہوں نے امل اور کیتھی کے لئے تیار کروایا تھا۔

"بابا کہاں ہے؟" اس نے کیتھی کے جاتی ہی سوال کیا۔

"اوپر کمرے میں سو رہے ہیں۔ کافی دیر انتظار کرتے رہے تھے آپ کا لیکن تھکن کی وجہ سے جلدی سو گئے۔" رمشا نے اگاہ کیا۔ امل نے مہز سر ہلایا۔

"چلیں میں بھی سامان رکھ کر آتی ہوں۔" اس نے اپنے بیگز اٹھائے اور پھر خود بھی اوپر کی طرف چل دی۔

تھوڑی دیر میں وہ تینوں پہلے سے فریش حلیے میں ڈائنگ ٹیبل کے گرد بیٹھے تھے۔ کیتھی اب رمشا کو اس پراسرار ٹیکسی ڈرائور کی کہانی سنا رہی تھی۔ رمشا پہلے پریشان ہوئیں لیکن امل نے انہیں تسلی کروائی کہ وہ صیحح سلامت ہی گھر پہنچی ہیں۔

"ویسے آپ نے بال کب کٹوائے کیتھی؟" ان کا اشارہ کیتھی کے باب کٹ بالوں کی طرف تھا جو پہلے کندھے سے تھوڑا نیچے آتے تھے۔

"پاکستان آنے سے دو دن پہلے۔ نئے ملک آرہی تھی، تو میں نے اپنا لک بھی نیا کر لیا۔" بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کرتے ہوئے بتایا۔ رمشا اس کے انداز پہ مسکرائیں۔

"امل اتنے سالوں بعد یہاں آکر کیسا لگا؟ کچھ یاد آیا یہاں کے بارے میں؟" رمشا نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد سوچ میں ڈوبی امل سے پوچھا۔ اس نے فوراً ہی سر نفی میں ہلایا۔ اس کا پاکستان میں گزرا سارا وقت کسی سیاہی کی نظر ہو چکا تھا۔

"اگر ایسا ہے تو آگے بھی دماغ پہ زور نہ ڈالنا بلکل اور اب نئے سرے سے یہاں انجوائے کرنا۔" انہوں نے پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے تاقید کی۔

"آپ فکر نہ کریں آنٹی میں نے پوری لسٹ بنائی ہوئی ہے۔ ہم نے ابھی بہت سی جگہ گھومنے جانا ہے۔" کیتھی نے اپنا بازو ساتھ بیٹھی امل کے بازو سے گزار کر چہکتے ہوئے کہا۔ اس کی ساری ایکسائٹمنٹ گھر آکر پھر لوٹ آئی تھی۔ اب اگلے کچھ ہفتے وہ کیسے اس انرجی بم کو جھیلنے والی تھی یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

☆☆☆

ایک ہفتہ۔ پورا ایک ہفتہ لگا یا تھا ارحم نے سوچنے میں۔ اس کا دماغ اس ہفتے کے دوران دو حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ ایک طرف وہ حقیقت جاننا چاہتا تھا۔ اسے اندھیرے میں

نہیں رہنا تھا۔اگر کچھ چھپایا گیا تھا تو اسے وہ جاننے کا حق تھا لیکن دوسری طرف۔۔۔

دوسری طرف وہ ڈر رہا تھا۔اگر جو یہ سب جھوٹ ہوا۔اور حقیقت وہی رہی جس سے وہ واقف تھا تو اسکے دل میں اس کے باپ کی بچی کچی جگہ بھی ختم ہو جائے گی۔وہ جو اس نفرت کے رشتے کو اتنے سالوں سے نبھا رہا تھا شاید وہ تعلق بھی ختم ہو جائے۔

پر وہ ایک تیسرے زاویے کو بھول گیا تھا۔وہ جس پہ اسے سب سے زیادہ سوچنا چاہیئے تھا۔

آسمان پہ گہرے سرمئی بادلوں کا سایا بڑھنے لگا تھا۔ڈوبتے سورج کی روشنی غائب ہو چکی تھی اور آسمان کا رنگ دھندھلا اور بوجھل سا ہو گیا۔ہوائیں تیز ہو رہی تھیں۔یہ آندھی یا طوفان کے آنے کا پیغام تھا۔پارک میں اس وقت ایک بینچ پہ وہ دونوں بیٹھے تھے۔ساتھ لیکن ایک دوسرے سے کافی دور۔

"دیر سے ہی صحیح لیکن مجھے خوشی ہے کہ تم نے مجھے کال کی۔"ہشام مرزا نے خاکی رنگ کی پولو شرٹ پہن رکھی تھی جس کے گلے پہ وی نیک بنی ہوئی تھی اور ساتھ ہی ہم رنگ ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ نے مجھے مجبور کیا ہے۔" وہ خود بھی سیاہ ٹراؤزر شرٹ میں تھا۔ بال پیچھے کی طرف سیٹ کئے ہوئے تھے۔ چہرہ سپاٹ تھا۔ جسم جیسے پتھر کا بنا ہو۔

"میں نے تمہیں بس ایک حقیقت سے اگاہ کیا ہے۔" وہ ہنوز سامنے دیکھتے ہوئے بات کر رہے تھے۔ ان سے اپنے بیٹے کا چہرہ نہیں دیکھا جا رہا تھا جہاں انہیں اپنے لئے صرف اجنبیت کا احساس ہوتا تھا۔

"اس حقیقت میں کتنی سچائی ہے، کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے؟" اب کی بار اس نے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھے ہشام مرزا کو دیکھا۔ وہ آج پھر بزنس مین کی جگہ ایک عام آدمی لگ رہے تھے۔ وہ مہنگے سوٹ بوٹ اور روشنیوں میں گھرا وجود اس ساتھ بیٹھے شخص سے کافی مختلف تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا تم میری بات کا یقین کرو گے؟" ایک مبہوم سی آس لئے پوچھا۔ اگر ان کا ارحم بس ایک بار ان پہ بھروسہ کر لے۔ بس ایک بار انہیں سمجھے۔

"یہ میں بات سننے کے بعد بتاؤں گا۔ لیکن آپ مجھ سے کوئی امید مت رکھئے گا۔ میں یہاں صرف اپنی ماں کی وجہ سے آیا ہوں۔" اور ان کی آس پانی میں مل گئی۔ ہشام مرزا نے ایک زخمی سی مسکراہٹ لئے اپنے بیٹھے کو دیکھا۔ انہیں وہاں اکیس سالہ ارحم

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں بلکہ وہ دس سالہ ارحم نظر آیا تھا جو اپنے باپ کی ایک پکار پہ سب چھوڑ چھاڑ کر آ جایا کرتا تھا۔ جس کی آنکھوں میں ہشام مرزا کو دیکھتے ہی جیسے زندگی دوڑ جاتی تھی۔ آج وہ آنکھیں انہیں کتنی ویران لگ رہی تھیں۔

"تم اپنی ماں کے لئے آئے ہو نا تو چلو پھر میں تمہیں ایک کہانی سناتا ہوں۔" وہ شفیق چہرہ اب سامنے بڑوں اور بچوں کو گھر کی طرف بھاگتے دیکھ رہا تھا۔ آندھی اب تیز ہوتی جا رہی تھی۔ اور لوگوں نے اپنے گھروں کا رخ کرنا شروع کر دیا۔

"میں چھبیس سال کا تھا جب مجھے تمہاری ماں سے محبت ہوئی تھی۔" ہشام مرزا نے آغاز کیا اور ارحم کی آنکھوں میں استہزیۂ ابھرا۔ یہ کہانی وہ پہلے بھی سن چکا تھا، اپنی ماں کی زبانی۔ اسے اپنے باپ کا پوئینٹ آف ویو نہیں چاہیئے تھا لیکن پھر بھی خاموش رہا۔

"وہ میرے ایک بزنس پارٹنر کی چھوٹی بہن تھیں۔ اور صرف ایک ملاقات میں مجھے احساس ہوا کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" وہ بول رہے تھے۔ چہرے پہ ایک آسودہ سی مسکراہٹ تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ حال سے ماضی کے سفر پہ نکل گئے تھے۔

یہ چھبیس سالہ ہشام مرزا کی کہانی ہے جو اس وقت اپنے بزنس بڑھانے کے لئے مختلف انوسٹرز، سیول انجینیرز، آرکیٹیکٹس، پراپرٹی لایرز اور مارکٹنگ ایجنسیز کے ساتھ کام کر

رہے تھے۔ان میں سے ایک آرکیٹکٹ فرم کے اونر جاوید ارشد ہشام مرزا کے بہت اچھے دوست تھے۔اٹھائیس سالہ جاوید ارشد نے ایک دن کھانے پہ ہشام مرزا کو اپنے گھر بلایا تھا۔وہ دونوں اس وقت ایک نئے پروجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔ہشام مرزا اپنے دوست کے بلاوے پہ پہلی بار اس کے گھر گئے تھے۔اور وہاں ان کی ملاقات ہوئی تھی سکینہ ارشد سے۔پچیس سالہ سکینہ ارشد جنہوں نے حال ہی میں انٹیریر ڈیزائنگ کی پڑھائی مکمل کی تھی۔ہیزل آنکھوں اور گندمی رنگت والی وہ لڑکی درمیانے سے خدوخال کی مالک تھی۔ایکنی مارکس سے سجا وہ چہرہ دیکھنے میں عام سا تھا لیکن ہشام مرزا کو وہ پہلی ملاقات میں اپنا اسیر کر چکی تھیں۔

"آپ جاوید کی بہن ہیں؟" ٹیبل پہ چائے رکھتی سکینہ سے انہوں نے بے جھجھک پوچھا تھا۔جاوید ایک کال اٹینڈ کرنے تھوڑی دیر باہر گئے تھے۔

"جی میں ان کی چھوٹی بہن ہوں اور آپ ان کے دوست ہشام ہیں۔" ٹرے ہاتھ میں پکڑے وہ وہیں کھڑی بتانے لگی۔دھلے دھلائے چہرے کے ساتھ وہ سر پہ ڈوپٹہ لئے کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کیا کرتی ہیں ؟"ہاتھ میں چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے ایک پل کے لئے بھی نظریں اس سے نہیں ہٹی تھیں۔

"بہت بری چائے بناتی ہوں۔"ان کا جواب غیر متوقع تھا۔ہشام مرزا کو چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے اچھو لگی۔چائے واقع بہت بری تھی۔انہوں نے حیرت سے سامنے مسکراتی سکینہ کو دیکھا۔اسی وقت جاوید لاؤنج میں واپس آئے تھے۔

"کیا ہوا ہشام ایسے کیوں بیٹھے ہو ؟"انہوں نے آنکھیں پھیلائے بیٹھے ہشام کو دیکھ کر سوال کیا جن کے منہ کے زاویئے بگڑے ہوئے تھے۔"اور سکینہ تم یہاں کیا کر رہی ہو ؟اور ثبات آنٹی کہاں ہے ؟"میز پہ پڑی چائے اور سکینہ کے ہاتھ میں ٹرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں آپ کو یہی بتا رہی تھی کہ ثبات آنٹی آج جلدی گھر چلی گئی تھیں لیکن آپ نے چائے کا آرڈر دے دیا تو مجبوراً مجھے بنانی پڑی۔"معصومیت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے جواب آیا۔جاوید نے آبرو اچکائے اور پھر ہشام کو چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے پایا۔

www.novelsclubb.com

"اسی لئے ہشام کا چہرہ ایسا لگ رہا جیسے اس نے کریلے کا جوس پی لیا ہو؟" انہیں ہشام مرزا پہ ترس آیا۔ان کی بہن بہت ہی بری چائے بناتی تھی اور یہ بات سب گھر والے جانتے تھے۔ لیکن بچارے ہشام پہ یہ حملہ اچانک ہوا تھا۔

"نہیں نہیں چائے اتنی بری نہیں ہے۔" ہشام مرزا نے ہلکی بڑھی شیو پہ ہاتھ پھیرا اور زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔ وہ ایک جینٹل مین تھے۔ کسی کے منہ پر اس کی بنائی گئی چیز کی برائی نہیں کر سکتے تھے۔

"پھر آپ نے بچا کیوں دی؟" سکینہ نے آنکھیں ٹپٹپائیں جو چیخ چیخ کر بول رہی تھیں، "جھوٹا آدمی۔"

"وہ مجھے چائے زیادہ پسند نہیں لیکن آپ نے بنائی ہے تو پی لیتا ہوں۔" اور پھر آگے بڑھ کر ایک گھونٹ میں وہ ساری چائے گٹ کر گئے۔ کپ واپس رکھتے ہوئے ان کے ذہن میں ایک ہی سوال تھا، "کوئی اتنی بری چائے کیسے بنا سکتا ہے؟"

سکینہ نے بمشکل اپنی ہنسی روکی اور چائے کے دونوں کپ اٹھائے واپس کچن میں چلی گئی۔

"معاف کرنا یار، ویسے تجھے زبردستی یہ پینے کی ضرورت نہیں تھی۔ تیرے چہرے سے صاف پتا چل رہا ہے کہ کتنی بری بنی تھی۔" جاوید نے افسوس سے اپنے دوست کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ سکینہ کے جاتے ہی ہشام کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ حلق اندر تک کڑوا ہو گیا تھا۔

"وہ میں بس۔۔۔" ان کے پاس اپنی اس حرکت کی وجہ بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں تھے۔ تھوڑی دیر بعد سکینہ آرنج جوس کے دو گلاس ٹرے میں لائی تھی۔

"فکر نہ کریں یہ میں نے نہیں بنایا، باہر سے منگوایا ہے۔" ہشام کو جوس کا گلاس گھورتے ہوئے دیکھا تو بولے بغیر نہ رہ سکیں۔ سکینہ کی بات پہ وہ یکدم شرمندہ سے ہو گئے۔ پھر ان کا شکریہ ادا کیا۔

www.novelsclubb.com

"امید ہے آپ کو چائے پسند آئی ہو گی۔" شرارت سے کہتے ہوئے وہ باہر چلی گئیں۔ ہشام مرزا خاموشی سے انہیں جاتے ہوئے دیکھتے رہے۔ اور پھر ایک پیاری سی مسکان ان کے چہرے کو چھو گئی۔

"اسے اگنور کرو ہشام، اصل میں گھر کی چھوٹی اور لاڈلی بیٹی ہے اس لئے کافی منہ پھٹ بھی ہے۔ اسے دوسروں کو تنگ کرنے پہ پتہ نہیں کیا خوشی ملتی ہے۔" وہ اپنی بہن کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حرکتوں کے لئے معاضرت خواہ تھے۔ لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ ہشام مرزا کے لئے اس لڑکی کو اگنور کرنا ناممکن تھا۔ وہ تو پہلی بار میں ہی اس کچی چائے کے ذائقے کی طرح ان کے دماغ میں نقش ہو گئی تھیں۔ اب نہ وہ کبھی اس چائے کو بھولنے والے تھے اور نہ اسے۔

چائے کی خوشبو اور ان کی بیوی کی مسکراہٹیں وہیں ماضی میں رہ گئیں۔ ہشام مرزا سفر طے کر کے واپس حال میں آ گئے۔ ساتھ بیٹھا ارحم انہیں جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اسے وہاں اپنی ماں کے لئے بے لوث محبت اور قرابت نظر آئی تھی۔ اس کے اپنے دل کو کچھ ہوا۔

"وہ ہماری پہلی ملاقات نہیں تھی۔ اس کے بعد بھی کئی بار میں تمہاری ماں کی بری چائے کا شکار بنا تھا لیکن ہر بار اس کی باتیں اور وہ مسکراہٹ دیکھنے کے لئے میں وہاں جاتا تھا۔ جاوید کو شاید میرے ارادوں کے بارے میں شک ہو گیا تھا۔ اس لئے میں نے سب سے پہلے اسے بتایا اور پھر اس واقع کے تین سال بعد ہماری شادی ہو گئی تھی۔ سکینہ میری زندگی کا سب سے حسین باب تھی ارحم۔" کچھ دیر بعد وہ پھر گویا ہوئے۔

"اس کی موت نے مجھے جیتے جی مار دیا۔ یہ جو شخص تمہارے سامنے بیٹھا ہے، یہ بس

ایک مٹی کا پتلا ہے جو سانس تو لے رہا ہے لیکن جینا بھول چکا ہے۔" وہ پورے تین سال بعد کسی کو اپنے دل کا حال سنا رہے تھے۔ دکھ، ملال، تکلیف کیا نہیں تھا ان کی آواز میں۔ یہ آدمی اس کا باپ نہیں بلکہ ایک شوہر تھا جس نے اپنی محبوب بیوی کو کھویا تھا۔

"میں نے تم پر الزام لگایا جبکہ تمہارا تو کوئی قصور نہیں تھا۔" ان کی آنکھیں جھلملا گئیں۔ اپنے ذکر پر ارحم کا دل رکا۔ اس کا باپ، اپنی غلطی تسلیم کر رہا تھا۔

"تم صرف اٹھارہ سال کے تھے اور میں۔۔۔ میں انتالیس سالہ مرد تمہیں تمہاری ماں کی موت کا الزام دیتا رہا۔ میں پاگل ہو گیا تھا ارحم۔ اس کے غم نے مجھے اندھا کر دیا، میرے کانوں کو بہرا اور عقل پہ مانو پردے پڑ گئے تھے۔" سینے میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی۔ آنکھیں جلنے لگیں۔

"میں بھول گیا تھا کہ وہ اگر میری بیوی تھی تو تمہاری ماں بھی تو تھی۔ اس نے تم سے اور ایمل سے بے پناہ محبت کی تھی۔ اور میں نے اسی کی جان سے پیاری اولاد کو اس کا قاتل ٹھہرہ دیا؟ بہت ظلم کیا میں نے ارحم بہت ظلم۔" ان کی آنکھوں کے گوشے بھیگ گئے۔ اواز بھرا گئی لیکن وہ بولتے رہے۔ آج وہ بولنے ہی تو آئے تھے۔ بہت سے گناہ تھے جن کا ایطراف اب ان پر لازم تھا۔

"اس کی موت کے بعد مجھے تمہیں اور ایمل کو سنبھالنا چاہئے تھا پر میں نے تم دونوں کو چھوڑ دیا۔اپنے غم میں تم لوگوں کی تکلیف کو نظرانداز کر دیا۔وہ چھوٹی سی بچی۔۔۔اس کا مجرم اور کوئی نہیں صرف میں ہوں۔" ان کے سامنے ایمل کے مسکراتے چہرے کی پرچھائی پڑی۔وہ ضبط سے آنکھیں میچ گئے۔ان کی بیٹی آج ان کے ساتھ نہیں تھی اور صرف ان کی وجہ سے۔

"میں سکینہ سے کہتا تھا کہ میں دنیا کا سب سے اچھا باپ بنوں گا۔میں اپنے بچوں کا دوست،ان کا ہمدرد،ان کا نگہبان بنوں گا۔ہر موڑ پر ان کا ساتھ دوں گا لیکن میں نے زندگی کے سب سے برے وقت میں تم دونوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔میں معافی کے قابل نہیں ہوں ارحم لیکن میں پھر بھی تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔" انہوں نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں ارحم کے ٹھنڈے ہاتھ تھامے۔سر ندامت اور پشیمانی سے جھکا ہوا تھا۔ارحم کے اعصاب تن گئے۔وہ بنا پلک جھپکائے اپنے باپ کو دیکھنے لگا جن کے کندھوں کو ماضی کے گناہوں اور پچھتاوں کے اس پہاڑ نے جھکا دیا تھا۔

آج پورے تین سال بعد اس کے باپ نے اس سے معافی مانگی تھی۔ لیکن ان تین سالوں میں ایک ایک دن کی جو اذیت اس نے کاٹی تھی۔۔۔ کیا وہ اس کے لئے انہیں اتنی آسانی سے معاف کر سکتا تھا؟

اپنا ہاتھ ان کے ہاتھوں سے نکالتے ہوئے ارحم نے ایک بار بھی انہیں نہیں دیکھا۔ وہ بہت مشکل سے خود پہ ضبط کئے بیٹھا رہا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا وہاں سے بھاگ جائے۔ اتنا وقت اپنے ڈیڈ سے نفرت کرتا رہا تھا وہ اور آج وہی باپ اس کے سامنے گردن جھکائے اپنی غلطیوں کی معافی مانگ رہا تھا۔ اس کا آئیڈیل باپ اس کے سامنے تھا۔ آج سے تین سال پہلے والا ارحم یہ نظارہ دیکھتا تو وہیں ٹوٹ کر بکھر جاتا۔ لیکن یہ وہ ارحم نہیں تھا۔ یہ پہلے ہی ٹوٹا چکا تھا۔

"میں اس سب کے لئے یہاں نہیں آیا تھا۔" وہ سرد، سفاک لہجے میں بولا۔ ہشام مرزا کا دل ڈوب گیا۔ "آپ نے میری ماں کے کیس کو ہٹ اینڈ رن سے سیدھا مرڈر کا نام دیا ہے۔ کیا ثبوت ہے آپ کے پاس؟" ان کے آنسوؤں نے اسے کتنی بری طرح جھنجھوڑ ڈالا تھا، یہ وہ اپنے باپ پہ ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔ اتنا کمزور نہیں تھا وہ۔

"وہ میں۔۔"ہشام مرزانے ہاتھوں کی پوشت سے آنکھوں میں ٹھہرے آنسوؤں کو پونچا۔ارحم کی بے رخی پہ دل دکھا ضرور تھا پر وہ جانتے تھے کہ اتنی جلدی وہ اس برف کے مجسمے کو اپنے لئے نرم نہیں کر سکتے تھے۔

"جس وقت اس کیس کی کاروائی چل رہی تھی، میرے سوچنے سمجھنے کی حس ختم ہو چکی تھی۔اپنے بزنس ٹرپ کے دوران سکینہ کی موت کی خبر اور پھر واپس آکر یہ سب دیکھنا۔میری دنیا ایک پل میں تباہ ہو گئی،اور میں کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔تب اسد نے ہی سب سنبھالا، تمام ڈاکومینٹس،اس ڈرائور کے بیان، کوٹ کچیری کے چکر۔سب اسد نے اپنی نگرانی میں کروایا تھا اور آخر میں یہ ایک ہٹ اینڈرن کیس ثابت ہو گیا۔"

سارے مناظر ان کی آنکھوں کے سامنے ایک فلم کی طرح چل رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"لیکن کچھ وقت پہلے مجھے ایک ہی آئی ڈی سے مسلسل کچھ ای میلز موصول ہوئی۔"وہ اب اپنا موبائل نکال کر ارحم کو دیکھا رہے تھے۔انہوں نے ایک میل کھولی۔ارحم تھوڑا سا آگے کو جھکا۔بھیجنے والی کی آئی ڈی کا نام **"Amd567s"** تھا اور سبجیکٹ **"Unresolved Secrets"** سامنے بڑا سا درج تھا۔ارحم نے میل پڑھانا شروع کی۔

"زندگی نے تمہارے ساتھ ایک بھیانک کھیل کھیلا ہے دوست اور تم اب تک آنکھوں پہ پٹی باندھے بیٹھے ہو۔اپنے خاندان کے لئے لڑنا تو دور تم کھڑے بھی نہ ہو سکے؟لیکن میں۔۔۔میں تمہارا دوست اور دشمن۔۔۔میں تمہیں ایک موقع دیتا ہوں اپنا خاندان واپس جوڑنے کا۔

کھلواؤ اپنی بیوی کا کیس۔ڈھونڈو اس کا اصلی قاتل کیونکہ جو اس وقت جیل کی سلاخوں کے پیچھے قید ہے وہ تو بس ایک چارہ تھا جسے جال میں سجا کر تمہارے لئے پیش کیا گیا تاکہ تمہیں قید کیا جا سکے،اور دیکھو۔۔۔تم قید ہو گئے۔سوچ سمجھ کر بچھائے گئے اس جال میں تم قید ہو ہشام مرزا پر میں نے تمہیں رہائی کی چابی تھما دی ہے۔کیا تم اسے تھام لو گے یا پھر اسی قید میں سڑ کے مر جاؤ گے؟فیصلہ تمہارا ہے۔"

سکرین بجھ گئی۔ارحم کا حلق خشک ہونے لگا۔اس نے بے اختیار اپنے باپ کو دیکھا جن کی بھوری آنکھیں اس پر جمی تھیں۔

"یہ کون ہے میں نے پتہ کروانے کی بہت کوشش کی لیکن نہیں پتہ چل سکا۔مجھے پہلے لگا میرے کسی حریف کی کوئی چال ہے لیکن بار بار یہ میل آنا۔میں اسے نظر انداز نہیں کر سکا اور پھر میں واپس گیا اس آدمی سے ملنے جس کی گاڑی سے۔۔۔"انہوں نے

بات ادھوری چھوڑ دی۔ ارحم دم سادھے انہیں سنے گیا۔ دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگیں۔

"اس نے مجھے سب بتا دیا ارحم۔ وہ وہاں سکینہ کو مارنے کے ارادے سے ہی آیا تھا۔ اور وہ اکیلا نہیں تھا، خریدا گیا تھا اسے یہ کام کرنے کے لئے۔ اس سے کہا گیا تھا کہ اگر وہ اپنا جرم قبول کرے گا اور کچھ سال جیل میں گزار لے گا تو اس کے بچے کے گردے کا آپریشن جو پیسے نہ ہونے کی وجہ سے وہ نہیں کروا سکا، ہو جائے گا۔ وہ یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتا تھا اس لئے اس نے یہ سب کیا۔ لیکن اس نے بتایا کہ اسے آپریشن کے کچھ دنوں بعد پتا چلا کہ اس کا بیٹا مر گیا۔ آپریشن کامیاب نہیں ہوا اور وہ بچہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس آدمی کا اکلوتا سہارا تھا اس کا بیٹا اور اس کے جانے کے بعد احساس جرم نے اس آدمی کا گلہ گھوٹنا شروع کر دیا۔ اس نے بتایا کہ وہ بہت وقت سے مجھ تک اس رات کی حقیقت پہنچانا چاہتا تھا لیکن یہاں کوئی اس کی نہیں سن رہا تھا۔ آخر میں وہ بھی ہار مان گیا اور چپ چاپ اپنی سزا گزارنے لگا۔" ہشام مرزا نے بات مکمل کی تو ساتھ بیٹھے ارحم کے چہرے پہ کئی رنگ آئے اور چلے گئے۔ اس کا اپنا دماغ گھوم گیا۔ کیا سچ تھا اور کیا جھوٹ، وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے جب یہ پتا چلا تو میں نے پھر سے کیس کھلوانے کا سوچا لیکن اس سب سے پہلے میں تمہیں حقیقت بتانا چاہتا تھا۔اور اسی لئے میں نے اسد پہ زور ڈالنا شروع کر دیا کہ وہ تمہیں یہاں بھیجے۔ تمہاری پڑھائی، کریری نجانے کون کون سے بہانے بنائے میں نے اس کے آگے۔ میں جانتا تھا لاہور میں رہ کر میرا تم تک پہنچنا ممکن ہے۔پر مجھے ڈر تھا کہ تم نہیں آؤ گے لیکن تمہیں یہاں دیکھ کر میں بتا نہیں سکتا میں کتنا خوش ہوں۔"

آخر میں شدت جزبات سے ارحم کا کندھا تھاما جو فوراً ہی ان کے ہاتھ سے آزاد کرا گیا۔

"میں۔۔۔۔"اس نے ہونٹ واہ کئے لیکن الفاظ اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔وہ کتنی دیر شل ہوتے وجود کے ساتھ وہاں بیٹھارا۔ طوفان آہستہ آہستہ تھمنے لگا تھا۔ہوائوں کی تیزی اب قدرے کم ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں یہ سب جزب کرنے کے لئے وقت چاہئے ارحم میں جانتا ہوں۔"ارحم نے سر ہاتھوں میں گرا دیا۔ہشام مرزا نے بے بسی سے اسے دیکھا جو ان کے لمس سے دور بھاگ رہا تھا۔وہ چاہتے تھے اسے گلے لگائے۔اسے بتائے کہ اس کا باپ اس کے ساتھ ہے۔ لیکن وہ خاموش نظروں سے اسے دیکھنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

اور پھر ارحم اپنی جگا سے اٹھ گیا۔مائل سرخ آنکھیں ہشام مرزا کی بھوری آنکھوں میں گاڑھ دی۔

"یہ سب۔۔۔یہ سب میرے لئے بہت زیادہ ہے۔"اس کی اواز میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی۔"میں فلحال آپ پہ بھروسہ نہیں کر پارہا۔جن ڈیڈ کو میں جانتا تھاوہ مجھے کب کا چھوڑ چکے ہیں اور جو میرے سامنے ہے،انہیں میں نہیں جانتا۔"ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ لرزتی ٹانگوں پہ کمال مہارت سے کھڑا تھا۔ہشام مرزا سانس روکے بیٹھے تھے۔انہوں نے اسے اپنے حصے کی تمام سچائیوں سے اگاہ کر دیا تھا۔اب اگرارحم چاہتا تو وہ خاموشی سے یہاں سے جا سکتا تھا۔وہ اسے نہ روکتے۔دوبارہ اس کے پیچھے بھی نہ جاتے کیونکہ وہ اسے سب بتا چکے تھے۔اب آخری فیصلہ ارحم کا تھااور وہ اس کے فیصلے کی قدر کرتے۔

"لیکن میں اپنی ماں کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دوں گااور اس لئے میں کہیں سے بھی سچ سامنے لا کر رہوں گا۔اس کے لئے مجھے آپ کے ساتھ ہی کام کیوں نہ پڑے۔"فیصلہ کن لہجے میں کہا گیا۔ہشام مرزا کو اپنی سماعت پہ گویا یقین نہیں آیا۔وہ کیا سچ میں ان کا ساتھ دینے کو تیار تھا؟

www.novelsclubb.com

"آپ کیس دوبارہ کھلوائے،اس بار میں خود ساری کاروائی میں حصہ لوں گا۔سچ تک پہنچنے کے لئے جو مرضی کرنا پڑے میں کروں گا۔"

"لیکن اس سب میں کافی وقت بھی لگ سکتا ہے ارحم۔اکثر مہینے اور کبھی سالوں تک یہ کیسز چلتے ہیں۔کیا تم واقع تیار ہو؟"انہوں نے آخری بار پوچھا۔وہ اسے مجبور نہیں کرنا چاہتے تھے۔

"میں تیار نہیں ہوں۔"ارحم نے اعتراف کیا۔"لیکن میں فیصلہ کر چکا ہوں۔اپنی ماں کو انصاف دینے کے لئے جو کر سکا کروں گا۔"پرعزم انداز۔ہشام مرزا نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے پھر۔"وہ بھی اپنے جگا کھڑے ہو گئے۔

"اور ہاں،آپ صرف مجھے کام کے وقت کال کریں گے۔میں نہیں چاہتا کہ آپ کسی قسم کی خوش فہمی کا شکار ہوں۔"ارحم نے تاقید کی۔وہ انہیں جتا رہا تھا کہ یہ صرف ایک معاہدہ تھا بس۔

"ٹھیک ہے۔"وہ مسکرائے۔جانتے تھے ارحم اپنی بات پہ قائم رہے گا۔وہ ان سے رشتہ جوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔پر ہشام مرزا کے لئے تو یہ بھی کافی تھا۔اپنی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ماں کے لئے ہی صحیح پر وہ ان کے ساتھ تو کھڑا تھا۔ایک عجیب سے احساس نے انہیں اندر سے سر وشار کر دیا۔

وہ اکیلے نہیں تھے۔ارحم کو جاتا دیکھ بس یہی خیال ان کے ذہن میں گونجتا رہا۔درختوں کے جھل ملاتے پتوں نے ہشام مرزا کے چہرے کے اس سکون کو محسوس کیا۔طوفان ٹل گیا تھا۔

کیا واقع؟

☆☆☆

کمرہ نیم اندھیرے میں ڈوبا تھا۔ایک واحد روشنی جو وہاں تھی وہ کھلی ہوئی کھڑکی سے آ رہی تھی۔ارحم بیڈ پہ سیدھا لیٹا ہوا تھا۔بادامی آنکھیں سفید سیلینگ کو گھور رہی تھیں۔سر میں شدید درد تھا۔نیند کے دور دور تک کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔وہ تنگ آیا تو سائڈ ٹیبل پہ پڑا موبائل اٹھا لیا۔اب اس کی انگلیاں ایک نمبر ڈائل کر رہی تھیں۔تھوڑی دیر بیل جانے کی آواز آئی اور پھر کال اٹھا لی گئی۔

"رات کا ڈیڑھ بج رہا ہے پاگل آدمی۔" حماد کی نیند سے بوجھل آواز اس کے کانوں پہ پڑی۔ارحم نے موبائل کان سے ہٹا کر وقت دیکھا۔واقع ڈیڑھ بج رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو سوتو نہیں رہا تھا؟" ارحم نے معصومیت سے پوچھا۔ اس بے تکے سوال پہ حماد سلگ کر رہ گیا۔ نیند سے بھری آنکھیں مسلتے ہوئے وہ اٹھ بیٹھا۔

"نہیں رات کے اس پہر مجرہ کر رہا تھا۔ آتو بھی آجا یا ویڈیو کال کروں تجھے۔" دبے دبے غصے میں جواب آیا۔ ایک پل کے لئے ارحم کے ہونٹ اوپر کو اٹھے۔ پھر اگلے ہی پل سیدھی لکیر میں تبدیل ہو گئے۔

"میں آج ڈیڈ سے ملا تھا۔" وہ ہولے سے بڑبڑایا۔ حماد کی آنکھیں یکدم کھل گئیں۔ وہ جو جمہائی لے رہا تھا اس کا منہ بھی کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"کیا؟ پھر؟ کیا بات ہوئی؟ کیا کہا انہوں نے؟" ایک ہی سانس میں وہ بولتا چلا گیا۔ ارحم کے سامنے ہشام مرزا کا چہرہ ابھرا۔ دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر دبایا ہو۔

"وہ بہت کچھ کہہ رہے تھے حماد۔ معافی بھی مانگی۔" ان کے وہ کپکپاتے ہاتھ یاد آئے۔ پھر اپنا ان کے لمس کو دھتکارنا یاد آیا۔ اور ارحم نے آنکھیں بھینچ لیں۔

"معافی؟" حماد کی بھنویں سکڑ گئیں۔ پہلے حیرت اور پھر تشویش چہرے پہ ابھری۔ وہ اب معافی کیوں مانگ رہے تھے؟ اسے تو لگا صرف سکینہ کے کیس کے متعلق بات کرنے بلوایا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں وہ کافی بکھرے ہوئے اور اکیلے لگ رہے تھے حماد۔ میں نے کبھی انہیں اتنا ہارا ہوا نہیں دیکھا۔" تمام سرد مہری اور سفاکی جو اپنے باپ کے سامنے اس کی شخصیت کا خاصہ تھی اب غائب ہو چکی تھی۔اب وہاں تھا تو صرف رنج۔

"میں نے جس سے اتنی نفرت کی، آج مجھے وہ شخص نظر نہیں آیا حماد۔ان کے بس معافی کے کچھ بول اور مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں اپنے اس غصے اور نفرت کا کیا کروں؟ میں بہت الجھ گیا ہوں۔ سب باتیں سب احساسات گڈ مڈ ہو رہے ہیں۔" اس نے بے اختیار کنپٹی پہ انگلی سے دباؤ ڈالا۔ درد شدید تھا۔

"انہوں نے بڑی امی کے بارے میں کیا بتایا؟" وہ پہلے یہ جاننا چاہتا تھا کہ کہیں یہ ارحم کو اپنی طرف کرنے کی کوئی چال تو نہیں؟ اگر انہوں نے ارحم کے جذباتوں کا استعمال کیا تو ہشام مرزا ہو یا کوئی اور، وہ انہیں نہیں چھوڑے گا۔

ارحم نے اسے سکینہ سے متعلق ساری باتیں بتائی۔ ڈرائیور کے بیان سے لے کر کیس کھلوانے کی درخواست تک۔ حماد نے سکون سے سب سنا۔ وہ جب خاموش ہو وا تو کچھ دیر دونوں طرف سے چلتی سانسوں کی آواز آئی۔

"مطلب ان کی بات میں سچائی ہے؟" حماد نے کچھ توقف کے بعد کہا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"شاید۔"

"یہ سب کافی کامپلیکیٹڈ ہوتا جارہا ہے۔" حماد کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ ارحم سے کیا کہے۔اسے کیسے تسلی دے۔

"مجھے تیری کمی بہت محسوس ہورہی ہے حماد۔" ارحم کے دل کی بات زبان پہ آہی گئی۔ حماد کے علاوہ وہ کسی کو اپنی حالت کے بارے میں نہیں بتا سکتا تھا۔کوئی اسے حماد کی طرح کہاں سمجھتا تھا۔

"میں۔۔۔میں بابا سے کہوں گا ارحم کے وہ مجھے تیرے پاس بھیج دیں۔مجھے چاہے منتیں کرنی پڑیں یا گھٹنوں کے بل جانا پڑے لیکن میں تمہیں اس مشکل وقت میں اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔" وہ اس سے زیادہ خود کو یقین دلا رہا تھا۔پچھلی بار وہ کامیاب نہیں ہو سکا لیکن اس بار وہ ہار نہیں مانے گا۔

"واقع؟" ارحم کی آنکھوں میں امید کے جگنو چمکے۔کیا سچ میں حماد اس کے لئے یہاں آنے کو تیار تھا؟ دل کو ڈھارس سی مل گئی۔

"مجھ پر بھروسہ رکھ۔میں حماد اسد مرزا تیرے لئے سات سمندر کا سفر بھی کر سکتا ہوں اور تو بس اسلام آباد آنے کا کہہ رہا ہے۔" تھوڑا سا ڈرامائی انداز اپناتے ہوئے کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ارحم نے اس بار خود کو مسکرانے سے نہیں روکا تھا۔ یہ بندا اسے کسی بھی حال میں ہنسانے کی طاقت رکھتا تھا۔

"اگر میں لڑکی ہوتا تو اس بات پر تین بار قبول ہے تو ضرور بول دیتا۔" ارحم کے کہنے کی دیر تھی کہ حماد کا قہقہہ بلند ہوا۔ کمرے میں موجود پہلے والی افسردگی ارن چھو ہو گئی۔

"سد شکر کے تو لڑکی نہیں ہے۔ مجھے جوانی میں ہی موت کو گلے لگانے کا کوئی شوق نہیں۔" حماد نے بے ساختہ کانوں کو ہاتھ لگایا۔ ایسی بیوی سے تو سنگل مرنا پسند کرے گا وہ۔

"اچھا چل بھائی کے لئے ہی صحیح پر تو اپنی بات سے نہیں مکرے گا۔" یاد دہانی کروائی گئی۔ حماد نے سر کے خم سے حکم قبول کیا۔ اس بار اسے ارحم نے خود بلایا تھا۔ وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔

ارحم نے کال کاٹ دی۔ سر درد کی گولی لے کر وہ واپس لیٹ گیا۔ دل کا بوجھل پن اب پہلے سے کم تھا۔ حماد سے بات کے بعد وہ ایسے ہی پر سکون ہو جاتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھ لگ گئی۔ کھڑکی سی آتی مدھم روشنی اس کے چہرے پہ پڑ رہی تھی جہاں وہ

www.novelsclubb.com

بچے کی سی بے پرواہی کے ساتھ اب سو رہا تھا۔ سوتے ہوئے کتنا پر سکون لگتا تھا وہ جیسے کبھی کوئی بری چیز اسے چھو کر بھی نہ گزری ہو۔

کاش۔۔ کاش ایسا ہی ہوا ہوتا۔

☆☆☆

مارگلہ روڈ اسلام آباد کے خوبصورت ترین مناظروں کی پیش گوئی کرتا ہے۔ مارگلہ کی پہاڑوں کے درمیان سے انتہائی حسین موڑ کاٹتے ہوئے اوپر جاتی یہ سڑک صبح صادق کے اس پہر ٹھنڈی ہوا اور پرندوں کی چہچہاہٹ سے ایک جادوئی ماحول کی عکاسی کر رہی تھی۔ اسی روڈ پر ایک ہونڈا سیویک گامزن تھی جس کے اندر موجود وہ پانچ لوگ دنیا جہاں سے بے خبر اپنی ہی دھن میں جا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہم چھٹی کے دن اتنی صبح صبح کیوں جا رہے ہائکنگ کرنے۔"

آئرہ نے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے مصعب سے پوچھا جس نے ہلکے سرمئی رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی، بازو کہنیوں تک فولڈ تھے اور ساتھ ہی کالے رنگ کی سلم فٹ جینز کے نیچے سفید سنیکرز تھے۔

"کیونکہ صبح کی تازہ ہوا انسان کے لئے اچھی ہوتی ہے۔" گاڑی کے شیشے پوری طرح کھولتے ہوئے جواب دیا۔ آئرہ نے ایک نظر اسے گھورا اور پھر ساتھ بیٹھے دونوں چہروں کو دیکھا۔

"اور تم لوگ بھی کیا اس چھچھوندر کی باتوں میں آ گئے؟" اچانک سے ایسے مخاتب ہونے پر عنایہ نے پلکیں جھپکائیں۔ خاکستری رنگ کی گھیر دار فراک پہ ہم رنگ سکارف گلے میں ڈالے اس نے ساتھ بیٹھی ہانیہ کو کندھا مارا۔ اس حملے نے ہانیہ کو باہر کے خوبصورت ترین مناظروں کو چھوڑ اندر بیٹھے لوگوں کو دیکھنے پہ مجبور کیا۔

"کیا ہوا ہے؟" آف وائٹ رنگ کی کرتی نما قمیض اور ٹراؤزر زیب تن کئے جس پہ چھوٹے چھوٹے پھولوں کا آل اوور پرنٹ تھا اور سفید سنیکرز پہنے ہانیہ نے الجھن سے انہیں دیکھا۔

"تم میرے گھر رات رکنے اس لئے آئی تھی کہ صبح میری نیند خراب کر سکو؟" اس کے سوالوں کے تیر ہانیہ پہ چل پڑے جس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"ارے یار میں تو تمہارے ساتھ وقت گزارنے آئی تھی۔ ہائکنگ کا پلین تو مصعب نے بنایا اور پھر میں نے عنایہ سے پوچھا اگر وہ بھی آسکتی ہے تو مزہ آئے گا۔ پر ہاں یہ ہادی

آؤٹ آف سلیبس آیا ہے۔" ہانیہ نے حمدی کی طرف اشارہ کیا جو سرخ ٹی شرٹ اور سفید جینز میں مصعب کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا سو رہا تھا۔ اور پوری طرح خود کو اور عنایہ کو اس الزام سے بری کیا۔ آئرہ کی تیکھی نظریں مصعب پر گھوم گئیں جو سارا ملبہ خود پہ پڑھتا دیکھ چونک گیا۔

"ایک منٹ۔۔ کیا مطلب میرا پلین ہاں؟ کون تھا جس نے رات کو مجھے مسیجز کیئے کے صبح آئرہ کو لے کر ہائکنگ پہ جائیں گے۔ کتنی جھوٹی ہو تم۔" اسے تو گویا ہانیہ کی بات پہ آگ سی لگ گئی۔ سٹیرینگ ویل پہ دباؤ بڑھ گیا۔

"اچھا لڑو تو مت دونوں۔" عنایہ نے گاڑی میں بڑھتا تناؤ محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "یہ میرا آئیڈیا تھا آئرہ۔" بلآخر اس نے ساری بات اپنے سر لے لی۔

"میں نے ہی ہانیہ سے کہا تھا کہ تمہارے پیپرز ختم ہو گئے تو ہم سب کہیں گھومنے جاتے ہیں اور پھر وہ کل رات گھر آئی تھی تو ہم نے صبح کا ہی پلین بنا لیا۔" عنایہ کی تفصیل نے اسے چند لمحوں کے لئے منجمد کیا۔ پھر ایک لمبی آہ بھر کر وہ چپ چاپ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ پستہ گرین رنگ کی قمیض اوڑھے جس پر دھاگوں سے بیل بوٹوں کی کڑھائی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی ہم رنگ ٹراؤزر اور ڈوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے یوں منہ پھلائے بیٹھے ، باہر کا نظارہ کرتے ہوئے دیکھ کر ان تینوں کی نظریں ایک دوسرے پہ ٹھہر گئیں۔اور پھر منظر تبدیل ہونے لگا۔

یہ شام کا وقت تھا جب ہانیہ اپنے بابا کے ساتھ آئرہ کے گھر رات گزارنے آئی تھی۔

اسے جب پتہ چلا کہ آئرہ فری ہے تو اس سے رہا نہیں گیا اور وہ اس سے ملنے آگئی۔ لیکن اس نے آتے ہی محسوس کیا کہ آئرہ پہلے کی طرح خوش اور پر جوش نہیں لگ رہی تھی۔ وہ ہنستی تھی،اس سے باتیں بھی کرتی تھی لیکن ایک مسلسل اداسی نے اس پر اپنا حصار باندھ رکھا تھا۔

رات کو آئرہ جب سو گئی تو ہانیہ نے مصعب کو مسیج کر کے پوچھا،اس نے کوئی خاص وجہ نہیں بتائی اور تب ہانیہ کے دماغ نے برق رفتاری سے کام کرنا شروع کیا۔اگر اسے آئرہ کو خوش کرنا تھا تو سب کزنز کے ساتھ ایک ٹرپ ارینج کرنا پڑے گا جہاں وہ اس کا ذہن بھٹکا سکیں۔اور تب یہ لائحہ عمل بنایا گیا۔ صبح صبح ایک ہائکنگ ٹرپ اور پھر واپسی پر ایک اچھے ریسٹارنٹ سے کھانا اور ڈھیر ساری شاپنگ۔

www.novelsclubb.com

یہ آئیڈیا ہانیہ کے خرافاتی دماغ کا تھا لیکن اس وقت عنایہ نے اپنے سر لے لیا تھا۔ وہ جانتے تھے آئرہ کی نیند خراب کر کے اسے لے کر جانا مطلب ایک موڈی آئرہ کو دعوت دینا لیکن انہیں ہائکنگ کے دوران سورج طلوع ہوتے دیکھنا تھا۔

"اچھا تم اپنا موڈ تو ٹھیک کرو، دیکھو کتنا پیارا موسم ہے۔" ہانیہ اور آئرہ شیشے کے ساتھ بیٹھی تھی اور عنایہ دونوں کے بیچ میں۔ گاڑی میں مدھم موسیقی چل رہی تھی۔ باہر کا ملگجا سا اندھیرا، کھلی کھڑکی سے آتی ٹھنڈی ہوا، اسلام آباد کی سڑکیں، ایک گاڑی اور آپ کے پسندیدہ کزنز۔ اس زندگی میں اور کیا چاہیئے۔

"میں ایک شرط پر ٹھیک ہوں گی۔" آئرہ نے ایک طائرانہ نگاہ ان سب پر ڈالی۔ "آج ہمیں مصعب اپنے پیسوں سے کھانا کھلائے گا۔" اس نے اعلان کیا۔ گاڑی چلاتے مصعب نے یکدم بریک پہ پیر رکھا۔ گاڑی نے ایک جھٹکا لیا۔

"کک۔۔ کیا ہوا؟" ہادی کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اس کی آنکھ کھل گئی۔ گھبرا کر آس پاس نظریں گھمائیں جبکہ مصعب آنکھیں پھیلائے حیرت سے آئرہ کو دیکھنے لگا۔

"میں کیوں بھئی؟ تم سب کو کیا صرف میں نظر آرہا ہوں۔" وہ ناراض ہوا۔ اس بیچارے کا آخر کیا قصور تھا۔ وہ کیوں اکیلا آئرہ کے قہر کا نشانہ بن رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیونکہ تم لڑکے ہو۔ایک جینٹل مین ہو کر لڑکیوں کے پیسوں سے کھاتے ہوئے شرم نہیں آئے گی کیا تمہیں؟"آئرہ نے اپنا بے تقامد عا پیش کیا۔اس سے پہلے مصعب کوئی جواب دیتا پیچھے سے ایک گاڑی نے ہارن مارا۔بیچ راستے میں کھڑی اس ہانڈا سیویک کے پیچھے دو گاڑیاں کھڑی تھی۔ مصعب نے فوراً سے گاڑی سٹارٹ کی اور فرنٹ مرر سے آئرہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"یہ گاڑی بھی پانی پہ نہیں چلتی بلی۔ تم پیٹرول کے پیسے دو میں کھانے کے دے دوں گا۔"وہ کون سا اس کی ماننے والا تھا۔ایسے تو پھر ایسے ہی صحیح۔

"چچ چچ،کیسے کزن ہو تم؟ بہنوں کو اپنے پیسوں کا کھانا بھی نہیں کھلا سکتے۔"آئرہ کو جیسے مصعب کی کنجوسی پہ افسوس ہوا ہو۔پیچھے ہانیہ اور عنایہ چہرے پہ مسکراہٹ دبائے ان دونوں کی تکرار دیکھ رہی تھیں۔

"تم جیسی ڈائن بہنوں کا پیٹ بھرنے سے بہتر میں آدھے اسلام آباد کے غریبوں کو کھانا کھلا دوں۔"اس کے کہنے کی دیر تھی کہ عنایہ کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

"کیا مطلب ڈائن بہنیں؟تم مجھے ڈائن کہہ رہے ہو؟"وہ تپ ہی تو گئی تھی۔آئرہ کے تاثرات بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں تھے۔

www.novelsclubb.com

"ہاں اس گاڑی میں ہادی اور مجھے چھوڑ کر تین ڈائنیں ہی تو بیٹھی ہیں۔"اس نے جلتی پہ تیل چھڑکا۔ہادی دنیا مافیہ سے بے گانہ دوبارہ سو گیا۔اور ان تینوں ڈائنوں کا بس نہیں چلتا تھا کہ مصعب کو چلتی گاڑی سے اٹھا کر باہر پھینک دے۔

"آئرہ اب کھانے کا بل مصعب ہی دے گا۔"ہانیہ جو شروع میں اس کی حمایت کرنے کا سوچ رہی تھی اب آئرہ کے ساتھ جا ملی۔ مصعب نے گردن موڑ کر اسے زبان دیکھائی۔ بیچارہ تو وہ کہیں سے نہیں تھا۔۔ چھچھوندر کہیں کا۔

کچھ دیر بعد وہ لوگ ٹریل تھری کے پارکنگ لاٹ میں کھڑے تھے۔ سورج ابھی نہیں نکلا تھا۔سیاہ آسمان ہلکی نیلی روشنی میں تبدیل ہونے لگا۔کندھے پہ بیگ لٹکائے مصعب گاڑی لاک کر رہا تھا۔

"ہمیں سورج نکلنے سے پہلے ویو پوئنٹ تک پہنچنا ہے۔"ہانیہ کمر پہ ہاتھ رکھے انہیں تاقید کر رہی تھی۔ آف وائٹ ڈپٹہ گلے میں مفلر کی صورت کیا ہوا تھا۔

"آنکھیں کھولو ہادی، آنے کے لئے تو تم نے ایسے پورا گھر سر پہ اٹھا لیا تھا جیسے تمہیں نہ لے کر گئے تو آفت آجائے گی۔"آئرہ نے اس کے کندھے کو جھنجھوڑتے ہوئے یاد دلایا۔اور گھر تو واقع ھادی نے ایسے ہی سر پر اٹھا لیا تھا جب صبح فجر کے وقت اس نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ان چاروں کو جاتے ہوئے دیکھا۔اس کی مسلسل زد سے تنگ آکر مصعب نے اسے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا۔

"جاگ رہا ہوں۔" وہ منہ پہ ہاتھ رکھ کر آنے والی جمہائی کو روکتے ہوئے بڑبڑایا۔آئرہ نے مہز سر جھٹکا۔اس کے بھائی کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

اب وہ سب اپنی ہائکنگ کی شروعات کر چکے تھے۔اوپر جاتے ہوئے سب سے آگے ہانیہ تھی۔اس کے پیچھے آئرہ اور عنایہ۔ہادی بھی بمشکل چھوٹے چھوٹے قدم لیتا چڑھ رہا تھا۔مصعب آخر میں تھا۔ان میں سے کوئی پیچھے نہ رہ جائے اس لئے وہ سب پر نظر رکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

آہستہ آہستہ آسمان روشن ہونے لگا۔ٹھنڈی ہوائیں اندر تک سکون بخش رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

انہیں چلتے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹا گزر گیا تھا۔

"یہ ٹرپ نہیں ٹارچر ہے ٹارچر۔" پھولے ہوئے سانس کے بیچ،اونچی سی آئرہ کی آواز آئی۔وہ عنایہ کا سہارا لیتی ہوئی مشکل سے چڑھ رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے تو چھوڑو، مجھ سے اپنا آپ نہیں سنبھالا جا رہا۔" عنایہ نے اسے خود سے دور کرتے ہوئے کہا۔ آئرہ گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے جھک کر کھڑی ہو گئی۔ لمبی سانسیں لیتے ہوئی اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھی۔

"بس اتنا سا سٹیمنہ ہے تم میں بلی؟" مصعب نے چوٹ کی۔ وہ ہادی کے ہمراہ چلتا ہوا اس تک پہنچا۔ آئرہ نے پھولے ہوئی تنفس کے بیچ، غصے سے اسے دیکھا۔

"اچھا بس پندرہ منٹ اور ہے آئرہ، ہم پہنچنے والے ہیں۔" ہانیہ نے آئرہ کی ہمت باندھی۔ آئرہ سیدھی کھڑی ہو گئی۔ ہاتھوں کو آپس میں جھاڑتے ہوئے اس نے بے بسی سے دوبارہ قدم آگے کی طرف بڑھائے۔ مصعب کے چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ ابھری۔

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ پہلے ویو پوئینٹ تک پہنچ گئے تھے۔ آس پاس کوئی نہیں تھا۔ ان کی طرح اس وقت کسی کا دماغ خراب نہیں تھا کہ ہائکنگ پہ آتا۔ آئرہ وہاں موجود ایک بینچ پہ گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گئی۔ ہاتھ پیر بینچ پہ پھلائے اس کا پورا وجود درد کر رہا تھا۔ حالت تو وہاں موجود باقی افراد کی بھی زیادہ مختلف نہیں تھی۔ ھادی تو خود کو کوث رہا تھا یہاں آنے کے لئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کہا تھا نہ تھوڑا سا راستہ ہے۔" ہانیہ اس کے ساتھ آ کر بیٹھی۔ پانی کی بوتل اس کے سامنے کی جسے اس نے فوراً تھام لیا۔ اب وہ پانی کے گھونٹ اندر اتار رہی تھی۔ یکدم صحرا میں جیسے برسات ہو گئی ہو۔ واپس بوتل اسے پکڑاتے ہوئے اس نے سر بینچ سے ٹکا دیا۔ عنایہ اور مصعب بھی ایک بینچ پر بیٹھ کر اب مصعب کے بیگ سے کھانے کے لئے کچھ نکال رہے تھے۔ مصعب نے بسکٹ اور جوس کا ایک ڈبہ دوسرے بنچ پہ بیٹھے ہادی کی طرف اچھالا۔

"وہ دیکھو!!" ہانیہ چہکتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔ آئرہ نے بھی گردن سیدھی کر کے اس کی نظروں کا تعاقب کیا۔ سامنے سورج طلوع ہو رہا تھا۔ آسمان نارنجی اور گلابی رنگ میں نہا گیا۔ سب کی نظریں یک ٹک اس ابھرتے سورج پہ تھیں۔ ہانیہ واپس آئرہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"Mesmerizing"

آئرہ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

افق کے پردے سے جھانکتا ہوا سورج رات کے اندھیرے کو مکمل طور پر سمیٹ گیا تھا۔ آسمان کو کسی نے جیسے سنہرے رنگوں سے بھر دیا تھا۔ سب لوگ بس اس ایک

منظر کو دیکھ رہے تھے۔ وہ صرف سورج نکلنے کا نظارہ نہیں تھا۔ وہ رات کے اندھیروں کو چیرتے ہوئے روشنی کی آمد کا اعلان تھا۔ وہ گہری سیاہی کو خوبصورت رنگوں میں رنگ دینے کا عمل تھا۔ یہاں سے پورا اسلام آباد نظر آرہا تھا۔ چاروں طرف ہریالی اور مارگلہ کے وہ خوبصورت پہاڑ، اگر دنیا میں کہیں جنت تھی تو وہ یہیں تھی۔

"صبح ہمیشہ ہوتی ہے آئرہ۔ سورج ہر روز نئی کہانیاں لئے نکلتا ہے۔ نہ زندگی رکتی ہے اور نہ وقت ٹھہرتا ہے۔ ہم انسانوں کو بس ہر کالی رات کے بعد اگلے دن کے سورج کے ساتھ خود کو سمیٹنا آنا چاہیئے۔" ہانیہ کی آواز نے اسے ایک ٹرانس سے باہر نکالا۔ وہ جو مسحور زدہ سی پہلے طلوع آفتاب کو دیکھ رہی تھی اب اس کی نظر اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی پہ جم گئی۔

"میں جانتی ہوں تم اداس ہو، شاید پریشان بھی۔ میں وجہ نہیں پوچھوں گی لیکن۔۔۔" اس نے آئرہ کی طرف چہرہ کیا۔ "تم اکیلی نہیں ہو۔ نہ کل تھی، نہ آج ہو اور نہ آگے کبھی ہو گی۔" آئرہ کے ہاتھوں پہ اپنا ہاتھ رکھ کر اس نے نرمی سے دبایا۔ آئرہ کی آنکھوں میں نمی اتری تھی پر پلک جھپکتے ہی وہ ان آنسوؤں کو اپنے اندر اتار گئی۔ اسے

www.novelsclubb.com

اب سمجھ آیا تھا کہ ان سب نے یہ صرف اس کے لئے کیا۔ تشکر سے اس کا دل جیسے پھٹنے کو تھا۔

"اب آگے چلیں یا سارا دن یہیں گزارنے کا ارادہ ہے ؟" مصعب اٹھ کر ان کی طرف آیا۔ آئرہ کی زبان مانو تالو سے چپک گئی تھی۔ وہ بت بنی بس ان سب کو دیکھ رہی تھی۔

" تھوڑی ویٹ کرو پھر چلتے ہیں۔ سب لوگ تھوڑا ریسٹ کر لیں بس۔" ہانیہ کہہ کر عنایہ کی طرف بڑھی۔ اسے بھی ہلکی پھلکی بھوک لگ رہی تھی۔ عنایہ کے ہاتھ میں لیز کا پیکٹ دیکھ اس سے رہا نہیں گیا۔

"تم ٹھیک ہو ؟" مصعب نے اس کے ساتھ لیکن ذرا فاصلے پہ بیٹھے ہوئے پوچھا۔

"ہمم۔۔۔" آئرہ اب بھی سامنے بیٹھی ہانیہ کو دیکھ رہی تھی۔

وہ ہانیہ سے کبھی کبھی ہی ملتی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وقت بھی کم ہی گزار پاتی تھیں۔ لیکن پھر بھی وہ اس کے لئے تھوڑے سے وقت میں بھی کتنا کچھ کر جاتی تھی۔ آئرہ کو اس وقت وہاں بیٹھے ہوئے شدت سے احساس ہوا کہ وہ واقع اکیلی نہیں تھی۔ اللہ نے اسے کچھ بہت عزیز لوگوں سے نوازا تھا اور اس کے لئے وہ ساری زندگی بھی شکر ادا کرتی تو کم تھا۔

www.novelsclubb.com

"لگتا ہے ہانیہ کا پلین اتنا بھی برا نہیں تھا۔" مصعب کی بات پہ وہ دھیرے سے مسکرائی۔ تھوڑی دیر پہلے والا غصہ پانی کی طرح بہہ گیا تھا۔ آج اتنے دنوں بعد دل اور دماغ دونوں پہ جیسے سکوت طاری ہو گیا تھا۔ اس کی مسلسل چلتی سوچوں کو بریک لگ گیا۔ وہ فلحال وہاں اس ٹریک پہ اپنے کزنز کے ساتھ تھی۔ اور کوئی غم کوئی تکلیف اس تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ یہ خیال اسے پوری طرح پر سکون کر گیا۔

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اس کا پلین واقع برا نہیں تھا۔" اس کی طرف جوس کا ڈبہ بڑھاتے ہوئے مصعب بھی مسکرایا۔ آج کتنے دنوں بعد وہ اسے پرانی والی آئرہ لگی۔ آج ہانیہ کی وجہ سے آئرہ کے چہرے سے بھی کالے سائے ہٹ گئے اور ان کی جگہ روشنی سی پھوٹنے لگی۔

www.novelsclubb.com

وہ سب وہاں مزید دس منٹ رکے اور پھر آگے چل پڑے۔ اب انہیں ایک گھنٹے کی ہائک کر کے اوپر مونال کی طرف جانا تھا۔ سارے راستے ایک دوسرے سے خوش گپیوں میں مصروف وہ لوگ اپنے لمبے سفر پہ گامزن تھے۔

"مجھے نہیں لگتا اس ہائک کے بعد ہم شاپنگ کے لئے جا سکیں گے۔" ہانیہ کو چلتے ہوئے پہلی بار تھکاوٹ کا احساس ہوا تھا۔ چہرے پہ جھولتی لٹ کو کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے وہ بری طرح ہانپ رہی تھی۔

"میں نے تو پہلے ہی شاپنگ کا پلین اپنے ذہن سے نکال دیا تھا۔" عنایہ مصعب کا سہارا لئے چل رہی تھی۔ ساتھ بھائی کے ہونے کا کوئی تو فائدہ ہوا اسے۔ مصعب نے ان کی باتیں سن کر سکھ کا سانس لیا۔ مطلب اسے مال میں خوار نہیں ہونا پڑے گا۔ جسم میں توانائی سی بھر گئی تھی۔

"ہادی تم خود بھی گرو گے اور مجھے بھی گراؤ گے۔" آئرہ نے ساتھ چلتے ہادی کو ڈپٹا جو اس کا بازو تھامے چلنے کی ناکام کوشش میں جتا ہوا تھا۔ وہ خود ہلکا سا جھولتا تو آئرہ کو بھی ساتھ کھینچ لیتا۔

"تھوڑی دیر یہاں رک جاتے ہیں۔" مصعب نے ان کے پسینے سے شرابور چہرے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات پہ وہ سب پتھروں پہ ڈھے گئے۔ وہ خود بھی کافی تھک گیا تھا۔ آس پاس اونچے اونچے درخت تھے۔ پرندوں کی چہکار سے ماحول میں ایک بر

اسرار دھن پھیل گئی تھی۔ان سب کے بیچ سکوت تھا۔وہ اس لمحے کی خوبصورتی کو محسوس کر رہے تھے۔

اور پھر اس طرح چلتے اور رکتے ہوئے انہوں نے اپنا باقی کا سفر طے کیا۔مونال پہنچ کر وہ سب ایک ریسٹارنٹ میں جا بیٹھے۔بھوک کی وجہ سے اب پیٹ میں سے آوازیں آنے لگی تھیں۔صبح کا ناشتہ انہوں نے وہیں کیا اور بل آخر میں مصعب نے ہی بھرا تھا۔

"ایک ایک پائی کا حساب لوں گا تم سب مفت خوروں سے میں۔"اس نے اپنے خالی ہوتے بٹوے کو دیکھ کر غصے سے کہا۔دل میں ہول اٹھ رہے تھے۔کتنی مشکل سے پیسے بچا رہا تھا وہ کہ اس بار بائک لے گا۔

"اچھا یار لے لینا۔"آئرہ نے فراخ دلی سے کہا۔مصعب بس اسے گھور کر رہ گیا۔کچھ دنوں پہلے جو آئرہ نے ھادی سے اس کے پیسے بچائے تھے،آج وہ ان پیسوں کا دگنا لگوا چکی تھی۔

"اب واپسی کا کیا کرنا ہے؟"ہادی نے چائے کا خالی کپ میز پہ رکھتے ہوئے سب سے اہم سوال پوچھا۔پورے دو گھنٹے لگے تھے انہیں اوپر آنے میں۔گھر سے نکلتے ہوئے تو

www.novelsclubb.com

یہی سوچا تھا کہ ہائک کر کے ہی اوپر جائیں گے اور نیچے اتر آئیں گے لیکن اس وقت جس طرح ان کے جسم دکھ رہے تو وہ ایسے واپس جانے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

"یہاں سگنلز نہیں آ رہے یار۔" عنایہ نے کیب کروانے کے لئے ایپ کھولتے ہوئے اطلاع دی۔

"مصعب باہر ٹیکسی وغیرہ کھڑی ہوتی ہیں۔ جاؤ دیکھ کر آؤ اگر کوئی مل جائے تو۔" ہانیہ نے کچھ دیر سوچنے کے بعد بولا۔ مصعب اور ہادی دونوں ریسٹارنٹ سے باہر گئے تھے

۔

"ایک ٹیکسی والے سے بات ہو گئی ہے۔ چلو نکلتے ہیں۔" مصعب نے واپس آ کر بتایا۔

ان تینوں کے چہرے کھل اٹھے۔ مطلب چل کر نہیں جانا پڑے گا۔

www.novelsclubb.com

"چلو چلو۔" عنایہ اٹھتے ہوئے بولی۔

واپسی کا سفر بہت تیزی سے گزرا تھا۔ وہ جب اپنی گاڑی تک پہنچے تو دس بج چکے تھے۔

بیگ ڈگی میں پھینکا اور خود اپنی اپنی جگہوں پہ بیٹھ گئے۔

"اب سیدھا گھر؟" مصعب نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے ایک نظر ان سب کو دیکھا۔

"راستے سے آئیسکریم کھاتے ہوئے جاتے ہیں۔میں کھلاؤں گی۔"آئرہ آج کے دن کا اختتام اتنے پھیکے سے انداز میں نہیں کرنا چاہتی تھی۔انہوں نے اس کے لئے کتنا کچھ کیا تھا۔اتنی سی ٹریٹ تو بنتی تھی۔

"یہ ہوئی نا بات۔"ہانیہ نے بازو اس کے کندھے پہ پھلا کر اسے خود سے لگایا۔آئرہ ہنس دی۔اس کی ہنسی پہ وہ سب مسکرانے لگے۔

"چلو پھر اگلا سٹاپ آئیس کریم پارلر۔"مصعب نے گاڑی روڈ پہ چڑھادی۔پہلے کے بر عکس اب وہ سب کافی تازہ دم لگ رہے تھے۔تھکاوٹ تو جسمانی تھی،زہنی طور پر تو اب سکون تھا۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

دن کا کھانا سب کے ساتھ کھانے کے بعد اب وہ دونوں اپنے کمرے میں تھیں۔انہیں پاکستان آئے ہوئے آج چھ دن گزر گئے تھے۔ان چھ دنوں میں کیتھی موقع دیکھ کر امل کو اپنے ساتھ کہیں گھومنے لے جاتی تھی۔شروع میں شائزابراہیم کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو امل اپنا زیادہ وقت ان کے ساتھ ہی گزارتی تھی لیکن جب سے وہ بہتر ہونا شروع ہوئے تب سے کیتھی نے امل کو سکون کا سانس نہیں لینے دیا تھا۔

کل بھی سارا دن وہ لوگ مال میں شاپنگ کرتے رہے تھے اور پھر رات کو کھانا کھا کر واپس گھر آئے تھے۔ اس کے بعد سے اب تک کیتھی نے کہیں جانے کا نام نہیں لیا تھا۔ وہ خود بھی لگاتار گھومنے پھرنے کی وجہ سے اب تھک گئی تھی۔ آج کا سارا دن اس نے گھر گزارنے کا فیصلا کیا تھا۔

"ویسے اگر میں تمہارے ساتھ پاکستان نہ آتی تو کتنا کچھ مس کر دیتی۔" بستر میں بیٹھے، موبائل پر تصویریں دیکھتے ہوئے اس نے آہ بھری۔ رات کا ڈھیلا سا نائٹ سوٹ پہنے اس نے اپنے باب کٹ بالوں پہ ہیئر بینڈ لگا رکھا تھا۔ پاکستان کا سفر اس کی سوچ سے کہیں زیادہ اچھا گزر رہا تھا۔

"ویسے امل کیا تمہیں اتنے دنوں میں کچھ جانا پہچانا لگا؟ یہ شہر، یہاں کے لوگ؟" کیتھی نے کچھ سوچتے ہوئے موبائل نیچے رکھا اور الماری کے سامنے کھڑی امل سے پوچھا جو اندر سے اپنا بیگ اور اسکارف نکال رہی تھی۔ اس کے سوال پر امل لمحے بھر کر ٹھٹکی، پھر کیتھی کو دیکھ کر سر نفی میں ہلا یا۔

"یہاں سب کچھ جانا پہچانا ہو کر بھی انجان ہے۔" اس نے دونوں چیزے لا کر بیڈ پہ رکھی۔ کیتھی جانچتی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔ وہ لوگ جب سے یہاں آئے تھے ا

س نے امل کو ہمیشہ کھوئے ہوئے انداز میں پایا۔ایسے جیسے وہ کچھ یاد کرنا چاہ رہی ہو۔یا شاید کوئی چیز اسے پریشان کر رہی ہو۔

"ویسے تم یہ کہاں جا رہی ہو۔" بیڈ پہ بکھری اس کی چیزوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔امل جواب اپنا اسکارف لئے شیشے کے سامنے کھڑی سر پہ لپیٹ رہی تھی بس ایک پل کے لئے ساتھ بیٹھی کیتھی کی طرف پلٹی۔

"مجھے کچھ کتابیں لینی ہیں تو بشیر انکل کے ساتھ جا رہی ہوں۔" مصروف سے انداز میں وہ اب اسکارف کو پن اپ کر رہی تھی۔پھر بیڈ سے اپنا بیگ اٹھایا۔پیلے رنگ کی کمیز اور سفید رنگ کی ٹخنوں تک آتی سکرٹ پہ اس نے سفید ہی رنگ کا حجاب لے رکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں بھی تمہارے ساتھ چلتی پر میرے اندر تھوڑی سی بھی ہمت نہیں۔" بستر پہ لیٹ کر چھت کو تکتے ہوئے جواب دیا۔امل نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا۔

"ڈرامے باز۔"

"تھینک یو۔" اپنے پیچھے دروازہ بند کرتے ہوئے اسے کیتھی کی آواز آئی۔

باہر بشیر ان کا ڈرائیور گاڑی کہ پاس انتظار کر رہا تھا۔ موسم دن بدن ٹھنڈا ہوتا جا رہا تھا۔ ہوائوں میں خنکی بڑھ رہی تھی۔ آج بھی بادلوں کی چادر میں پورا آسمان ڈھکا ہوا تھا۔

"امی میں جا رہی ہوں۔" رمشا اور شائزکے مشترکہ کمرے میں جاتے ہی اس نے ماں کو آگاہ کیا۔ رمشا اس وقت اسر کی نماز پڑھ رہی تھی۔ شائزابراہیم کمرے میں ایک طرف موجود سنگل صوفے پہ بیٹھے تھے۔ سامنے ٹیبل پہ کچھ کاغزات پڑے تھے۔ امل کو دیکھتے ہی انہوں نے آنکھوں سے نظر کا چشمہ ہٹایا۔ چہرے پہ ایک سکون بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میری بچی۔" ان کی پکار پہ امل ان کے پاس آگئی۔ چہرے پہ خفگی کے آثار نمایاں ہوئے۔

"ابو یہ کیا؟ ابھی آپ ٹھیک ہوئے ہیں اور اب پھر آپ کام لے کر بیٹھ گئے۔" فوراً ہی شکواہ کیا۔ شائزابراہیم اسی چیز کی توقع کر رہے تھے اس لئے اسے ساتھ صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں کام نہیں کروں گا تو آپ دونوں ماں بیٹی کی صحت کو لے کر لیکچرز سن سن کر پک جاؤں گا۔" اپنا مدعا پیش کیا۔اسی پل رمشا نے بھی سلام پھیرا اور اب دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لئے۔

"کام کون سا کہیں جا رہا ہے ابو، لیکن آپ ریسٹ تو پوری کریں نا۔" وہ انہیں لے کر پریشان رہتی تھی۔شائز کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔اپنی بیٹی کو خود کے لئے یوں فکر مند دیکھ انہیں خوشی ہوئی تھی۔

"اچھا میرا بچا جیسا آپ کہو۔" انہوں نے ساری فائلز بند کرتے ہوئے گویا ہار مان لی۔ امل کا چہرہ کھل اٹھا۔

"یہ بات میں انہیں کتنی دیر سے سمجھا رہی تھی لیکن میری ایک نہیں سنی انہوں نے۔" جائے نماز طہہ کرتے ہوئے رمشا نے شکایت کی۔ان کی بات پہ دونوں باپ بیٹی ہنس پڑے۔

"آپ جو بھی کہہ لیں لیکن میں اپنی پیاری سی شہزادی کا حکم نہیں ٹال سکتا۔"

"میں جانتی ہوں آپ کو آپ کی شہزادی ہی سدھار سکتی ہے۔" رمشا سر پہ ڈوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے بیڈ پہ جا بیٹھیں۔" ویسے امل آپ کہاں جا رہی تھی؟"

"مجھے کچھ کتابیں لینے تھی تو میں بشیر انکل کے ساتھ جارہی ہوں۔"اسے اچانک یاد آیا۔وہ اپنی جگہ کھڑی ہوگئی۔

"اچھاایک منٹ یہ لو۔"شائزابراہیم نے جیب سے والٹ نکالتے ہوئے کچھ پیسے اس کی طرف بڑھائے۔"کام آئیں گے۔"

"پر میرے پاس ہیں ابوان کی ضرورت نہیں۔"اس کے انکار پر شائزابراہیم خفا ہوئے۔

"اگر ہیں تو کیا ہوا؟ باپ کے پیسوں پر بیوی کے بعد سب سے زیادہ حق ان کی اولاد کا ہوتا ہے پھر چاہے ضرورت ہوں یا نہیں۔"

"اچھاٹھیک ہے۔"امل نے بحث سے فرار کے چکر میں پیسے لے لئے۔پھر آگے جھک کر انہیں گلے لگایا۔شائزنے اس کے سر پہ پیار سے ہاتھ پھیرا۔

"اچھاامی میں جلد ہی آؤں گی۔"اب وہ رمشا سے ملی۔

"اللہ تمہیں اپنی حفظ وامان میں رکھے۔"انہوں نے جاتے ہوئے اسے دعادی۔

امل جیسے ہی گھر سے باہر نکلی تواس کی نظر گاڑی کے ساتھ کھڑے ادھیڑ عمر بشیر پہ پڑی۔وہ تیز قدم چلتی ان کے پاس آگئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سوری انکل آپ کو اتنا انتظار کرنا پڑا۔" اس نے معاضرت کی۔ بشیر نے سر نفی میں ہلایا جیسے کہہ رہا ہو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

"امل بیٹا جانا کہاں ہے؟" گاڑی میں بیٹھتے ہی بشیر نے اس سے لوکیشن پوچھی۔ امل نے آگے جھک کر اپنے موبائل پر انہیں لوکیشن لگا کر دی۔ بشیر نے سمجھ کر سر ہلایا اور اب وہ گاڑی اسی روٹ پہ چلا رہا تھا۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ لوگ اپنی مطلوبہ جگہ پہ پہنچ گئے تھے۔

یہ F -10 سیکٹر کے مرکز کا منظر تھا۔ روڈ کے ایک طرف قطار در قطار گھر بنے تھے جبکہ دوسری طرف مرکز کی دکانوں سے ابھرتا شور اور لوگوں کا رش اس جگہ کو رونک بخش رہے تھے۔ روڈ کے اطراف میں لگے درخت ہوا سے جھلملا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"انکل مجھے شاید یہاں کچھ دیر لگے، تو اگر آپ کا کوئی کام ہے تو آپ کر سکتے ہیں۔" گاڑی میں بیٹھے اس نے بشیر سے کہا۔

"اصل میں گاڑی کی سروس کروانی تھی میں نے۔ اگر آپ کہیں تو میں وہ کروا لوں اتنی دیر میں؟"

"جی انکل کیوں نہیں۔آپ سروس کرواکر مجھے کال کرنا پھر میں آپ کو بتادوں گی مجھے کہاں سے لینا ہے۔"اس نے اترتے ہوئے تاقید کی۔بشیر نے سر کے خم سے حکم مانا۔امل فٹ پاتھ پہ کھڑی تھی جب بشیر نے گاڑی چلادی۔وہ کچھ دیر خاموشی سے گاڑی کو جاتے دیکھتی رہی اور پھر وہ سامنے مرکز کے بجائے گھروں کی سمت چل پڑی۔

☆☆☆

Fantasy(فینٹسی)ایک ایسا لفظ ہے جس کا مطلب ہوتا ہے تخیل یا تصوراتی دنیا۔اس میں وہ چیزیں شامل ہوتی ہیں جو حقیقت میں موجود نہیں ہوتی لیکن انسان اپنے ذہن میں سوچ سکتا ہے۔فینٹسی ناولز اسی کی ایک تخلیق ہیں جہاں کی دنیا ہماری اصل زندگی سے کافی مختلف ہوتی ہے۔وہاں جادو ہوتا ہے،خیالی مخلوقات جیسے ڈریگن، پریاں،جنات ہوتے ہیں، بادشاہتیں اور سلطنتیں ہوتی ہیں۔لوگ مرتے ہیں، پھر زندہ ہو جاتے ہیں۔ہیرو اور ہیروئین کی ایسی محبت کا ذکر ہوتا ہے جو ہزار سال پرانے ولن کو اپنی محبت کی طاقت سے ایک جھٹکے میں مار دیتے ہیں۔ایسے لوگ اور ایسی دنیا جس کا حقیقت سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن پھر بھی لوگ ان کتابوں کو بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔جب جب حقیقی دنیا ان پہ بوجھ بن جاتی ہے تو وہ اسے چھوڑ کر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اپنی خیالی دنیا میں چلے جاتے ہیں جہاں ہر کسی کو اس کی ہیپی اینڈ نگ مل جاتی ہے۔

جہاں برائی کا ہمیشہ خاتمہ ہوتا ہے اور اچھائی کی جیت۔

آئرہ کو بچپن سے فینٹسی ناولز بہت پسند تھے۔ اسے وہ کہانیاں ہمیشہ اپنی طرف کھینچتی تھی جہاں کبھی بھی کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ جو کسی حقیقت تک محدود نہیں تھیں۔ آج بھی اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے ویسا ہی ایک ناول جب اس نے مکمل کر لیا تو کتاب بند کر کے رکھ دی۔ آخر کار اس کے سارے پسندیدہ کرداروں کو اتنی مشکلات جھیلنے کے بعد ایک اچھا اختتام مل ہی گیا۔ کتاب سائڈ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے اس نے وقت دیکھا۔ شام کے پانچ بج رہے تھے۔ پھر اس کی نظر تاریخ پہ پڑی۔

Tue, 12 October

www.novelsclubb.com

آئرہ کا دل ایک بار پھر بوجھل سا ہو گیا۔ صبح سے اس نے خود کو اپنے کمرے میں قید کیا ہوا تھا اس کتاب کے نام پر اور اب یہ بھی مکمل ہو گئی تھی۔ وہ پھر اٹھ کر کچن کی طرف گئی۔ حلیمہ رات کے لئے سالن پکا رہی تھیں۔

"کچھ چاہئے کیا؟" ٹماٹر کاٹتے ہوئے انہوں نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔ آئرہ نے گردن نفی میں ہلائی پھر کچھ دیر ان کے پاس کھڑی رہی۔

"ہادی کہاں ہے؟" انہوں نے اسے ایسے خاموشی سے کھڑا دیکھا تو پوچھنے لگیں۔

"مصعب اور فصیح کے ساتھ سٹیڈیم گیا ہے۔"

"اور عنایہ؟"

"اس کا صبح سے پیٹ درد کر رہا تھا تو وہ سو رہی ہے شاید۔"

دونوں کے درمیان کچھ دیر کے لئے خاموشی حائل رہی۔

"تمہیں کچھ چاہئے؟" پھر سے وہی سوال دہرایا۔

"میں وہ پرانے پارک جا رہی ہوں تھوڑی دیر کے لئے۔" کچن کے دروازے پہ پہنچتے ہی اگاہ کیا۔ حلیمہ کے ہاتھوں کی حرکت سست ہو گئی۔ انہوں نے رک کر آئرہ کو دیکھا۔ ہلکے آسمانی رنگ کی لمبی قمیض اور ٹراؤزر پہنے، ہم رنگ ڈوپٹہ پھیلا کر کیا ہوا تھا۔ بال جوڑے میں مقید تھے۔

www.novelsclubb.com

"جلدی واپس آنا۔" بس اتنا ہی کہہ کر وہ واپس اپنے کام میں جت گئی۔ آئرہ چند ثانئے وہیں کھڑی رہی اور پھر وہاں سے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی حلیمہ نے سرد آہ بھری۔ چھری چلاتا ہاتھ رک گیا۔ انہوں نے آئرہ کی آنکھوں میں چھپی اداسی محسوس کی تھی۔ اس کا وہ مغموم وجود ان کے اپنے دل پہ گراں گزر رہا تھا۔ وہ اسے اس تکلیف سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نجات دینا چاہتی تھیں لیکن آج کے دن وہ چاہ کر بھی اس کے دکھ کو کم نہیں کر سکتی تھیں۔ یہ کسی بہت اپنے کو کھونے کا دکھ تھا۔ وہ اسے نجات نہیں دے سکتی تھیں اس زندگی بھر کے غم سے۔

وہ بے جان قدموں سے ان گلیوں سے گزر رہی تھی جہاں اس نے اپنے بچپن کے کچھ حسین دن گزارے تھے۔ ہر موڑ مڑتے ہوئے اسے وہ چھوٹی سے ہنستی کھلکھلاتی آئرہ نظر آتی جو خوشی سے ان راستوں سے گزرتی تھی۔ چلتے چلتے اسے ایک گھر کے باہر کچھ سفید گلاب نظر آئے۔ آئرہ نے پہلے اپنے آس پاس دیکھا، وہاں کوئی نہیں تھا۔ پھر جھک کر تین چار گلاب ٹہنی سمیت توڑ لئے۔ ہاتھ میں ان سفید گلابوں کا ایک چھوٹا سا گلدستہ بن گیا۔

"تمہارے فیورٹ وائٹ روز۔" ہم کلامی کرتے ہوئے وہ ایمل سے مخاتب تھی۔ آئرہ کو یاد تھا کہ یہ سفید گلاب اسے کتنے پسند تھے۔ ان دونوں نے سوچا تھا وہ بڑے ہو کر ایک گھر بنائیں گے جہاں ایک باغ ہو گا اور اس باغ میں آدھے پھول ٹیولپ کے ہوں گے اور باقی آدھے سفید گلابوں کے۔ اس پرانی یاد کو سوچتے ہوئے وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔ کتنے خواب سجائے تھے انہوں نے مل کر۔ سب کیوں چھن گیا تھا ایسے؟

www.novelsclubb.com

آسمان پہ سرمئی بادل پھیلے تھے جنہیں دیکھ بارش کا گمان ہوتا تھا۔ آئرہ نے اپنے قدموں کی رفتار تیز کرلی تھی۔ جلد ہی وہ ایک پرانے پارک کے داخلی دروازے پہ پہنچ گئی۔ یہ ایک پرانہ اور خستہ سا پارک تھا جس کے چاروں طرف ایک جنگلا سا بنا تھا جو جگہ جگہ سے ٹوٹا ہوا تھا۔ اندر کچھ جھولے تھے جو ٹوٹے ہوئے تھے اور وہاں اس وقت چند ہی بچے تھے۔ آئرہ ہاتھوں میں وہ پھول لئے وہاں موجود ایک نیم کے بڑے سے درخت کی طرف بڑھ گئی۔ ادھر پہنچتے ہی اس کی نظر درخت کے نیچے بیٹھے ایک وجود پر پڑی۔ آئرہ کی طرف اس کی پشت تھی۔ وہ پہلے تو وہاں کسی کو بیٹھے دیکھ ٹھہر گئی لیکن پھر اسے نظر انداز کرتے ہوئے خود اس سے ذرا فاصلے پہ جا کر بیٹھ گئی۔ سفید گلاب اپنے اور اس شخص کے بیچ رکھ دیئے۔ ہواؤں میں خزاں کی سی اداسی گھلی ہوئی تھی۔ درخت کے پتے جھڑ رہے تھے جیسے مزید اس بڑھتے غم کا بوجھ نہ اٹھا سکتے ہوں۔ گھاس اور گرے ہوئے پتوں کے بیچ وہ بیٹھی اسے سوچ رہی تھی جس کے لئے وہ ہر سال اس دن یہاں آیا کرتی تھی۔ یہاں بیٹھے وہ گھنٹوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے تھے۔ اپنے گھر سے دور وہ اس کا دوسرا گھر تھی اور آئرہ کو شدت سے اپنے بے گھر ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم ہمیشہ دیر کیوں کر دیتی ہو؟" آئرہ کو اپنے پہلو سے آواز آئی۔ وہ جو اپنے خیال میں بیٹھی تھی لمحے بھر کو چونکی۔

یہ لہجہ۔۔۔

یہ شکایت۔۔۔

آئرہ کا سانس کہیں بیچ میں اٹکا تھا۔

اس نے بہت دھیرے سے گردن اپنے سے فاصلے پہ بیٹھی لڑکی کی طرف موڑی۔

سب سے پہلے اس کی نظر ان گہری نیلی آنکھوں پہ پڑی اور پھر پھسل کر اس کے چہرے پہ۔

وقت تھم گیا۔

دنیا رک گئی۔

سانس گم ہو گئی۔

سامنے۔۔۔

سامنے وہ تھی۔۔۔ یا شاید وہ نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سفید اور پیلے رنگ میں مقید لڑکی اسے ہی دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں میں پہلے شاک اور پھر خوف ابھرا تھا۔ آئرہ وہشت زدہ سی پیچھے کو ہٹی۔ اس کا پورا وجود لرز گیا۔

"تم۔۔۔" الفاظ لبوں تک آ کر دم توڑ گئے اور آنکھیں خاموش چیخ بن گئیں۔ دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا۔

لیکن اس بار شاید دیر میں نے کر دی۔" وہ آئرہ کی بدلتی حالت دیکھتے ہوئے بولی۔ نیلی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

"ککون۔۔۔ کون ہو تم؟" وہ اٹھنا چاہتی تھی، مگر صدمے نے اس کے وجود سے ساری توانائی نچوڑ لی تھی۔ خوف اور حیرت کے امتزاج سے اس کا چہرے سے خون اتر گیا۔ آنکھیں بار بار دھندلا رہی تھیں۔ سانس لینے میں اب بھی دشواری ہو رہی تھی۔

"تم مجھے جانتی ہو آئرہ۔۔۔۔ ایک تم ہی تو جانتی ہو۔" ہر لفظ اس کے سینے پہ ایک نئی ضرب بن کے گرا۔ آئرہ کو اپنی کسی بھی حس پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ جسے دیکھ رہی تھی، جسے سن رہی تھی، وہ سب ایک فریب تھا۔

ایک دھوکا۔

ایک خواب۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کا وہم۔

"جھوٹ! سب جھوٹ!۔"اس نے کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے اور آنکھیں زور سے میچ لیں۔ آنسو روانی سے گرنے لگے، ناک اور رخسار لال ہو گئے۔ آنکھیں بند کئے وہ خود کو یقین دلا رہی تھی کہ یہ سچ نہیں۔ ابھی وہ آنکھیں کھولی گی تو منظر تبدیل ہو جائے گا۔ وہ وہاں اکیلی بیٹھی ہو گی لیکن جب اس نے آنکھیں کھولی تو سامنے بیٹھی لڑکی اسی دکھ اور تکلیف سے اسے دیکھ رہی تھی جو وہ خود اپنے اندر محسوس کر رہی تھی۔

"آئرہ میری بات سنو۔" وہ اس کی طرف بڑھنے لگی تو آئرہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔ وہ دونوں اب آمنے سامنے تھیں۔ بیچ میں سفید گلاب دم سادھے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"نہیں تم۔۔۔ تم بس ایک ہیلو سینیشن ہو۔ تم حقیقت نہیں ہو سکتی۔" سر کو زور زور سے نفی میں ہلاتے ہوئے وہ اسے مسترد کر رہی تھی۔ کیونکہ اگر جو سامنے بیٹھی لڑکی حقیقت نہ ہوئی تو وہ دوسری بار مر جائے گی۔ اور اگر ہوئی۔۔۔ تب بھی۔

"اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ دوست کسے کہتے ہیں تو میں آئرہ سلیم کا نام لوں گی۔" بہتے ہوئے آنسوؤں اور رک رک کر آتی سانسوں کے بیچ اس کی زکام زدہ آواز ابھری۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور آئرہ کے آس پاس کا سارا شور تھم گیا۔ وقت نے گویا اپنی رفتار روک لی تھی۔ اس کے ہاتھ پہلو میں گر گئے اور وہ سکتے میں چلی گئی۔

"تمہارے لئے دوست کسے کہتے ہیں ایمل؟" ایک پرانی ٹوٹی ہوئی یاد نے اس کے ذہن میں دستک دی۔

"اگر کوئی مجھ سے پوچھے دوست کسے کہتے ہیں تو میں تمہارا نام لوں گی۔" ایک نسوانی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ "اور تم کیا کہو گی آئرہ؟"

"ہمم۔۔۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھے گا تو میں ایمل ہشام مرزا کا نام لوں گی۔" یاد ٹوٹ کر بکھر گئی اور آئرہ سلیم بھی ساتھ ہی بکھری تھی۔

اس کے اندر کا تین سال سے جما ہوا غم ٹوٹ گیا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ ایسے جیسے کسی نے اس کے سینے میں دفن قبر کھود کر مردہ یادوں کو زندہ کر دیا ہو۔

اس بار وہ لڑکی آگے بڑھی تو آئرہ نے اسے نہیں روکا۔ وہ بس خود میں سمٹی رو رہی تھی۔ اس کے بازوؤں نے تڑپتی ہوئی آئرہ کو اپنے حصار میں لے لیا۔ وہ دونوں اب ہچکیوں کی زد میں تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ایمل۔۔۔"آئرہ کی گھٹی ہوئی آواز ابھری۔آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھا کر اس لڑکی کو دیکھا جو اس کی دوست تھی۔اس کا گھر۔

"میں۔۔میں تین سال سے تمہارا ماتم کرتی رہی۔"

اس کی آواز ٹوٹ رہی تھی۔

"ہر سال یہاں آکر تمہارے لئے پھول رکھتی رہی۔"

ہر لفظ اس کے دل کی دیواروں سے ٹکرا کر ایک نئ اذیت کو جنم دے رہا تھا۔

"میں نے تمہیں اپنے اندر دفنا دیا تھا۔۔۔ایمل۔"

اس بار ایمل خود بھی ٹوٹ گئ۔اسے خود سے لگائے وہ سسکنے لگی۔ایک دوسرے کو گلے لگائے وہ دونوں ایسے روئیں جیسے تین سال کا فاصلہ آنسوؤں میں بہہ رہا ہو۔جیسے اللہ نے ایک مردہ دعا کو دوبارہ زندگی دے دی ہو۔

آئرہ اسے محسوس کر سکتی تھی۔اس کا لمس گرم تھا۔وہ زندہ تھی۔

"تم زندہ ہو۔"

ہچکی

"تم زندہ ہو۔۔۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک اور ہچکی۔

"تم زندہ ہو۔۔۔"

وہ پے در پے وہی جملہ دہرا رہی تھی۔ایسے جیسے اسے ابھی بھی یقین نہیں آرہا ہو کہ جسے اس نے اتنے سال مرا ہوا سمجھا وہ اس کے بازوؤں میں سانس لے رہی تھی۔

یہ حقیقت اور فریب کا کیسا کھیل تھا۔اس کی فینٹسی آج سچ ہو گئی تھی۔ لیکن کیا یہ اس کی ہیپی اینڈنگ تھی یا ٹریجک؟

اس سے وہ دونوں بے خبر تھیں۔

☆☆☆

(جاری ہے۔)

www.novelsclubb.com